۱۔تمہید مکون کونیات
۲۔عالم آفاق میں مظاہر مکون کونیات
۳۔عالم انفس میں مظاہر مکون کونیات
۴۔عالم جمادات میں مظاہر مکون کونیات
۵۔عالم حیوانات میں مظاہر مکون کونیات
۶۔عالم طیران میں مظاہر مکون کونیات
۷۔عالم نباتات میں مظاہر مکون کونیات

کائنات کے کلمات وحروف:

جس طرح تدوین کتب حروف تہجی سے ہوتی ہے اسی طرح کائنات بھی حروف تکوین سے بنی ہے، کتب تدوین حروف تہجی سے تنظیم ہوتی ہے، دنیا میں جاری حروف تہجی تعداد کے حوالے سے مختلف ہیں، سب سے کم حروف تہجی عربی زبان میں ہیں، اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے چند کتب نازل کی ہیں، لیکن انبیاء کے بعد امتوں اوران میں شامل منافقوں نے کتب میں تغیر وتحریف کی کلمات اور حروف بدل دیئے کتاب کو حجت سے گرایا۔

کتاب ذرہ الیٰ مجرہ ص ۴۷ (نفس کے بارے میں آیت لکھنے ہیں)

کائنات ''۱۲۶'' حروف تکوین سے بنی ہے کہتے ہیں، عناصر ترکیبیِ کائنات ''۹۲'' ہیں۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جس طرح آیات قرآن سے تحدی کی ہے اسی طرح کافرین ومنکرین کو ذرات سے مجرات تک تحدی کی ہے موت وحیات سے تحدی کی ہے بشر اللہ کی کتاب تکوین کے حروف بدل کر کم یا زیادہ نہیں کرسکے بلکہ بشر کو یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ تکوین کے کلمات کتنے ہیں اور حروف کتنے ہیں، یہ کلمات کس چیز سے بنے ہیں اور کیسے بنے ہیں؟ اوراس کے حروف مبانی کیا ہیں اوران حروف کا نام کیا ہے نزول قرآن سے پہلے فلاسفہ کا کہنا تھا کائنات چار عناصر پانی، ہوا، زمین، آگ سے بنی وہ اس سے آگے نہیں گئے کہ پانی کس چیز سے بنتا ہے آگ کس چیز سے بنی ہے واضح نہیں تھا کہتے تھے کائنات ایک جزنا قابل تجزیہ سے بنی ہے اس جزنا قابل تجزیہ کا کیا نام ہے نہیں جانتے تھے بیسویں صدی کے پہلے نصف میں ذرہ کشف ہوا انھوں نے کہا ہے اس کا کوئی نام نہیں کیونکہ موجود لامرئی ہے ذرہ جس سے کائنات بنی ہے یہ تقسیم نہیں ہوسکتا ہے۔

مکون کونیات میں یہ عناوین زیر بحث لائیں گے۔

۱۔مکون کونیات اللہ کی جلالت وعظمت اور سلطنت ہے۔

۲۔مکون کونیات واحد احد صمد ہے۔

۳۔مکون کونیات بلاشرکت غیر ہے۔

شرک کی انواع واقسام، چاہے کتنی ہی عزیز کیوں نہ ہوں حتیٰ اللہ کی برگزیدہ ہی کیوں نہ ہوں، یہاں تک کہ اللہ

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۳ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

سبحانہ تعالیٰ نے چندین آیات میں محمدﷺ کو وکیل ہونے سے رد کیا ہے۔

۱۔شرکاء اقارب۔شرکت زوج واولاد،شرکت دوست احباب،شرکت اشراف وامجاد،شرکت اغیار واعداء، شرکت وکلاءان تمام شرکاء میں جامع و بنیادی نقطہ شرکت جس نام سے ہو وہ علامت ونشان نقص وکمی ضروری و ناگزیر ہوتا ہے۔اتحاد وشرک میں کسی قسم کا حسن و جمال نہیں پایا جاتا ہے جس کو جس طرف سے جس زاویئے سے بھی دیکھیں نقص،خلا،ضعف نظر آئے گا لہذا اتحاد شرکاء جس شکل وصورت،نام وصفات سے ہو وہ ضعف وناتوانی وقصرانی ہوگا،ایسی صفات کی مالک ہستی لائق قدرت و مالک مطلق،عزیز،واحد ومنفرد،صمد نہیں ہوسکتی ہے۔

۲۔اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس کائنات و مافیھا کا مالک مطلق بلاشرکت غیر ہونے کا دعویٰ اتمام کیا ہے سورہ عمران آیت ۱۸۹،۲۶﴿إِنَّکَ عَلى‏ كُلِّ شَيْ‏ءٍ قَديرٌ﴾ ﴿وَ لِلَّهِ مُلْكُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ اللَّهُ عَلى‏ كُلِّ شَيْ‏ءٍ قَديرٌ﴾ سورہ نساء آیت ۳۳﴿إِنَّ اللَّهَ كانَ عَلى‏ كُلِّ شَيْ‏ءٍ شَهيداً﴾،سورہ مائدہ آیت ۱۷،۱۸،۱۹،۴۰،﴿وَ لِلَّهِ مُلْكُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ ما بَيْنَهُما يَخْلُقُ ما يَشاءُ وَ اللَّهُ عَلى‏ كُلِّ شَيْ‏ءٍ قَديرٌ﴾﴿وَ لِلَّهِ مُلْكُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ ما بَيْنَهُما وَ إِلَيْهِ الْمَصيرُ﴾﴿وَ اللَّهُ عَلى‏ كُلِّ شَيْ‏ءٍ قَديرٌ﴾﴿وَ اللَّهُ عَلى‏ كُلِّ شَيْ‏ءٍ قَديرٌ﴾ سورہ اعراف آیت ۱۸۵﴿أَ وَ لَمْ يَنْظُرُوا في‏ مَلَكُوتِ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ ما خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْ‏ءٍ وَ أَنْ عَسى‏ أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ فَبِأَيِّ حَديثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ﴾،سورہ توبہ آیت ۱۱۶﴿إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ يُحْيي‏ وَ يُميتُ وَ ما لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَ لا نَصيرٍ﴾،سورہ نور آیت ۴۲﴿وَ لِلَّهِ مُلْكُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ إِلَى اللَّهِ الْمَصيرُ﴾،سورہ فاطر آیت ۱۳﴿يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهارِ وَ يُولِجُ النَّهارَ فِي اللَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَجْري لِأَجَلٍ مُسَمًّى ذلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَ الَّذينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ ما يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْميرٍ﴾،سورہ جن آیت ۱۰﴿وَ أَنَّا لا نَدْري أَ شَرٌّ أُريدَ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَداً﴾،سورہ زمر آیت ۶،۴۴﴿خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْها زَوْجَها وَ أَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعامِ ثَمانِيَةَ أَزْواجٍ يَخْلُقُكُمْ في‏ بُطُونِ أُمَّهاتِكُمْ خَلْقاً مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ في‏ ظُلُماتٍ ثَلاثٍ ذلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لا إِلهَ إِلاَّ هُوَ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ﴾﴿قُلْ لِلَّهِ الشَّفاعَةُ جَميعاً لَهُ مُلْكُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾،سورہ غافر آیت ۹﴿يا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظاهِرينَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جاءَنا قالَ فِرْعَوْنُ ما أُريكُمْ إِلاَّ ما أَرى‏ وَ ما أَهْديكُمْ إِلاَّ سَبيلَ الرَّشادِ﴾،سورہ شوری آیت ۴۹﴿لِلَّهِ مُلْكُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ يَخْلُقُ ما يَشاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشاءُ إِناثاً وَ يَهَبُ لِمَنْ يَشاءُ

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۴ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

الذُّکُورَ ﴾،سورہ زخرف آیت ۸۵﴿ وَ تَبارَکَ الَّذی لَهُ مُلْکُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ ما بَیْنَهُما وَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ إِلَیْهِ تُرْجَعُونَ ﴾،سورہ جاثیہ آیت ۳﴿إِنَّ فِی السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ لَآیاتٍ لِلْمُؤْمِنینَ﴾سورہ فتح آیت ۱۴﴿وَ لِلَّهِ مُلْکُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ یَغْفِرُ لِمَنْ یَشاءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَشاءُ وَ کانَ اللَّهُ غَفُوراً رَحیماً ﴾،سورہ حدید آیت ۲،۵﴿لَهُ مُلْکُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ یُحْیی وَ یُمیتُ وَ هُوَ عَلی کُلِّ شَیْ‏ءٍ قَدیرٌ﴾﴿لَهُ مُلْکُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ إِلَی اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴾،سورہ تغابن آیت ۱﴿یُسَبِّحُ لِلَّهِ ما فِی السَّماواتِ وَ ما فِی الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلی کُلِّ شَیْ‏ءٍ قَدیر﴾،سورہ ملک آیت ۱﴿تَبارَکَ الَّذی بِیَدِهِ الْمُلْکُ وَ هُوَ عَلی کُلِّ شَیْ‏ءٍ قَدیرٌ ﴾،سورہ بروج آیت ۹﴿الَّذی لَهُ مُلْکُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ اللَّهُ عَلی کُلِّ شَیْ‏ءٍ شَهیدٌ﴾ان آیات میں اللہ سبحانہ نے پوری کائنات خالص اپنی ملکیت میں ہونے کا دعویٰ کیا ہے،اللہ سبحانہ نے کائنات کا تنہاءخود مالک بلاشریک ہونے کا جودعویٰ کیا اس میں پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ملکیت حقیقی یا مالک ہونے کی کیا کیا نشانیاں ہیں مالک کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے ملک کو خود تہس ونہس یا ویران کرسکتا ہے۔اگر کرے تو پوچھنے کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے نہ کسی میں جرائت ہوتی ہے نہ کسی کے پاس منطق ہوتی ہے وہ مالک جو کچھ کرنا چاہتا ہے کرتا ہے روکنے والا کوئی نہیں،مملوک کے لئے جائے فرار جائے پناہ نہیں ہوتی ہے۔سورہ زمر آیت ۳۸۔ ۲۔وہ اپنی سرکش وطاغی مملوک کو عذاب دردناک دے سکتا ہے،قید وبند میں رکھ سکتا ہے،یہاں بھی اس معذب کو چھڑانے کی کسی کو ہمت نہیں اللہ سبحانہ نے اپنی اس عظیم کتاب میں اپنے مالک مطلق کا اعلان کرنے کے بعد اس کے ثبوت کے لئے نشانیاں دکھاتا رہا کائنات میں،تباہی وبربادی،کرّات کا ٹوٹنا،زمین میں زلزلہ،آبادیاں ویران ہونا،حیوانات سمیت انسانوں کی بدترین موت کے مناظر قدیم زمانے سے عصر حاضر تک دیکھے گئے ہیں خاص کر انسان کو ہر آئے دن موت کے مناظر دکھائے جاتے ہیں اور کل کائنات کی تباہی کی وعید بھی دی ہے، جب ملک خالص اللہ کے لئے ہوگا تو ہمیں کلمات عرب میں مستعمل صیغہ،،ملک،،کے بارے میں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ملک ایک دفعہ میم پر پیش کے ساتھ آتا ہے ایک دفعہ میم پر کسرہ کے ساتھ آتا ہے دونوں میں فرق ہے بیان کرنا ضروری ہے انسان جہاں اپنے لباس،گھر،لوازم گھر اور زمین کا مالک ہے یہ بھی عارضی ہے انسان اس کو محفوظ رکھنے سے قاصر ہے اگر وہ ضائع ہوجائیں تو مختلف سوالات اٹھتے ہیں باز پرس ہوتی ہے،انسان ان اشیاء کے ظاہر کا مالک ہے وہ ان کے باطن پر مالک نہیں ہے، اس کو مالک مشاہداتی کہتے ہیں جو چیز سامنے آتی

ہے اس کا مالک ہے، ایک ظاہر و باطن پر مالک ہے اس کو ملوک کہتے ہیں انسان بہت سی اشیاء کا مالک ہے جیسے رقبہ اراضی، اشجار، رقومات، لوازمات، کا مالک ہے لیکن خود کس کی ملکیت میں ہے اس پر حق تصرف کس کو حاصل ہے جو انسانوں کے رقبات پر حق تصرف رکھنے والے انسان کو مالک کہتے ہیں، یعنی پورے علاقے کے انسان اپنی اپنی جگہ اپنی جائداد کے مالک ہیں لیکن علاقے میں ایک انسان ان تمام انسانوں کا مالک ہے اس کو ملک کہتے ہیں لیکن یہ ملک ان انسانوں کو مملکت کے مفاد میں استعمال کر سکتے ہیں خلاف ورزی پر سزا دے سکتے ہیں، لیکن مار نہیں سکتے ہیں لیکن املاک بمعہ انسانوں کے ظاہر و باطن پر تصرف کیف مایشاء صرف اللہ ہی رکھتا ہے، وہ ملک سماوات و والارض ہے، لہٰذا ہمارے پاس ملک ہے ملکیت ہے تیسرا، مالک الملک، ہے نہیں فرمایا ملک الملک ''مالک الملک'' وہ کائنات پر کیف مایشاء تصرف رکھتا ہے، لہٰذا ظالمین کا ظالمین سے مقابلہ کراتا ہے ظالمین کا پیچھا ظالمین سے کراتا ہے، چنانچہ سورہ انعام آیت ۱۲۹ میں آیا ہے ﴿وَ کَذٰلِکَ نُوَلِّی بَعۡضَ الظّٰلِمِیۡنَ بَعۡضًۢا بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴾ اسی طرح اللہ کے خالص منتخب نمائندوں کو مسلط کیا جاتا ہے چنانچہ ذوالقرنین کو مسلط کیا آخر میں حضرت محمدؐ کو سلاطین فارس و روم پر مسلط کیا ان کا اقتدار ان سے چھین لیا، اسی طرح کائنات پر تصرف کرتے فرمایا ''یولج الیل فی النہار''۔

منکرین اللہ:

منکرین وملحدین نے اہل ادیان کے تصورِ اللہ کو رد کرتے ہوئے اللہ کی مختلف اور متضاد توجیہات پیش کی ہیں۔

۱۔ مظاہر طبیعت کائنات اور اس کی دگرگونی، تغیرات، خوفناک زلزلہ، رعد و برق، کو جاہل و نادان نے مکون و مدبر کائنات سمجھ کر پوری تاریخ میں مختلف و متعدد مظاہر کی پرستش شروع کر دی، بعض نے ستاروں، دریاؤں، درختوں اور دیگر مظاہر کی پوجا کی۔

۲۔ بعض نے مظاہر دینی کو انسانوں کے خواب میں دیکھے جانے والے حالات سے جوڑا ہے، انسان جب بیدار ہوتا ہے تو کوئی چیز نظر نہیں آتی ہے، یہاں سے روح نامی چیز کا انکار شروع ہوا۔

۳۔ دنیا میں انسانوں کے نظر آنے والی مختلف، متضاد مظاہر میں سے کسی کو بھی صحیح نہیں کہہ سکتے ہیں۔

۴۔ بعض نے کہا ہے کہ دین ارباب مال و دولت نے اپنے سرمایہ کی سرقت، لوٹ مار سے بچانے کی خاطر غریبوں اور ناداروں پر ٹھونسا ہے۔

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۶ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

۵۔بعض نے کہا ہے دین بیچارہ، نادار، محروم اور پسے ہوئے انسانوں نے اپنی تسلی کے لئے اختراع کیا ہے۔

یہاں سے انھوں نے کہا دین سب خواب وخیال ہے، ملحدین قدیم وجدید نے انکار وجود باری تعالیٰ کے لئے کوئی دلائل عقلی نقلی پیش نہیں کیے بلکہ عدم رؤیت کا ڈھنڈورا پیٹا ہے۔لیکن عصر معاصر میں تصورِ اللہ کو ان کی حاصل کردہ معلومات سے متصادم قرار دیا ہے۔انہیں فضاء میں چاند میں سمندر کی تہ میں کہیں بھی اللہ نظر نہیں آیا یہ ان کی بے وقوفی ہے اتنی وسیع وعریض دنیا کا خالق ومدبر ورازق چاند کے کسی کونے میں سمندر کی تہ میں کسی صدف میں ان کو نظر نہیں آیا، کائنات صرف مادّہ ہے، غیر مادی چیز کو نہیں مانتے ہیں۔انکار ''مکون کائنات''، علم ٹیکنالوجی کے وجود میں آنے سے شعار دانشوران بنا ہے، ہر اس شخص کو اسکالر مانا جاتا ہے جو جتنا دین کا مذاق اڑاتا ہے، جو اللہ کے وجود کو چیلنج کرتا ہے اسکالر کہلاتا ہے، جبکہ وجود باری تعالیٰ کے لئے دور جاہلیت کے لوگ کہتے تھے اللہ کے علاوہ سب باطل ہے، عقلائے عالم، مدعیان علم ہر چیز کی دلیل مانگتے ہیں، ایٹم شگاف کرنے والوں کو ایٹم میں پروٹون، نیوٹرون اور الیکٹرون تو نظر آتے ہیں لیکن ان کے پیچھے ان کو حرکت دینے والا کیوں نظر نہیں آتا ہے؟ ہم نے نہیں دیکھا ہم نے نہیں پایا یہ منطق اہل فکر ودانش کی منطق نہیں ہے یہ تو ان پڑھ جاہل مطلق انسان کہتے ہیں یا مغرور نیم دانش ور کہتے ہیں یعنی یہ چیز امریکہ، برطانیہ یورپ میں نظر نہیں آئی، دور تابعین میں ایک مانے ہوئے عالم دین شعبی سے عربی بدو نے ایک علمی ودینی جملہ کہا تو شعبی نے کہا میں نے اس سے پہلے یہ بات کسی سے نہیں سنی ہے تو بدو نے شعبی سے پوچھا کیا آپ نے تمام علوم ومعارف کو حاصل کر لیا ہے تو شعبی نے کہا نہیں تو اس جوان نے کہا پھر اس کو بھی اپنی معلومات میں رکھ لیں جو آپ نے اس سے پہلے نہیں سنی ہیں۔یہ مقولہ علماء وعقلا کے درمیان مرسلات مسلمات میں سے ہے، کلمہ زادِ علم البشر، زاد جہلاء معلوم ہوتا ہے منکرین اللہ جاہل ہیں۔ تاہم مواحدین کے لئے دلائل وبراہین میں فقراء ومساکین کو دلائل وبراہین کے صدقات دینے میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی، ننگ وعار تضیع اوقات نہیں سمجھتے ہیں، نہ ہم جواب دینے میں متوسل ہدایت سماوی ہیں، کیونکہ ہمیں قرآن کریم میں اس طرح ھدایت دی گئی ہے، اللہ نے ہمیں جس طرح خزائن ارضی وبحری میں پوشیدہ نعمتوں سے نوازا ہے اور نیازمندوں کو انفاق کرنے کا حکم دیا ہے، اسی طرح دلائل وبراہین لاتعداد سے بھی نوازا ہے، ہمارے پاس اس ذات کے وجود کے لئے دلائل کی کمی نہیں ہے۔مؤمنین کی کاہلی وسستی اور ملحدین وعلمانیوں کی ولولہ شر انگیزی، انکسار نفسی، اغیار کے سامنے وفروتنی لکھنوی کی وجہ سے آئی ہے۔ورنہ ایک موجود عظیم قدرت مند

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۷ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

ہستی کا ہونا جائے شک وتردد نہیں فکرِ تدین بشر کے خمیرے میں چھپی ہوئی ہے، قرآن کریم میں منکرینِ اللہ کو کافرین کہا گیا ہے، کلمہ کفر ستر یا پوشیدہ کو کہتے ہیں، ملحدین اور منکرین اللہ نے طاقت وقدرت سے اس تصور پر سیاہ غلاف چڑھائے ہیں تا کہ آسانی سے نظر نہ آئے۔ ریگستان کے ذرات میں پروٹون، نیوٹرون اور الکٹرون کا محو گردش ہونا جسم انسانی میں خلیات کا اپنی جگہ ڈھونڈنا مادہ جامد کا کردار ہے یا ''مکون کائنات'' کا کردار ہے لیکن ہم اس ذات کو دلائل عقلی براہین فطری اکتشافات سائنسی سے تجاوز کر کے اپنے اندر شعاع توحید کو روشن کرنے کی سعی وکوشش کرتے ہیں۔

تاہم مشرکین کے بتوں لات منات عزیٰ سواع یعوق کو فتح مکہ کے موقع پر مجاھدین ومقاتلین لشکر اسلام کے قائدین نے گرا کر مسمار کیا تھا کسی روشن خیال نے مذمت نہیں کی تھی قرار دادیں پیش نہیں کیں لیکن فرقوں اہلبیت اور اصحاب کے شیداوں نے امت مسلمہ کے گلی کوچوں میں نئی ساخت نئی شکل سے انہی اہلبیت انہی اصحاب کے نام سے پھر فضاء امت سیاہ وآلودہ کیا ہے لیکن فی زمانہ دنیا میں ضد اسلام کی حکومتیں ان مشرکین کے پشت پر ہیں لیکن مستضعفین کو ان بتوں کو گرانے کے لئے، مارٹر، گرنیٹ، راکٹ کی جگہ دلائل قرآنی عنایت کئے ہیں وہ ہمارے پاس تر وتازہ موجود ہیں ہمارے پہلے فرائض میں ان بتوں کو گرانا ہے۔ کیونکہ ہم نے کلمہ ہی اسی طرح سے پڑھا ہے۔

منکرین وملحدین نے وجود باری تعالیٰ کی راہ میں بہت سے وہمیات کے پہاڑ جو کھڑے کیے ہیں وہ یہ ہے

۱۔ کائنات وہم وخیال ہے:

یہ دنیا درسگاہ سفسطہ ومغالطہ ہے، کیا یہ حق دوسروں کو بھی دیتے ہیں کہ وہ بھی یہ کہیں کہ یہ جو آپ کہتے ہیں وہ بھی سب وہم وخیال اور مغالطہ ہے۔ یہ فکر یونان میں سقراط سے پہلے ''بروناغوراس'' ۴۸۵ قبل از میلاد مسیح نے پیش کی تھی، سقراط نے اس فکر کو مضمحل ونا پید کرنا، اپنے فلسفہ کی بنیاد قرار دیا اور کہا ہم حکمت نہیں رکھتے لیکن محبّ حکمت ہیں۔

۱۔ جب کائنات وہم وخیال ہے تو یہ سوال ختم نہیں ہوگا، یہ جنگ فکری ہے یہ کہنا کہ اس کائنات کا کوئی خالق نہیں ہے یہ کہنے سے جان چھوٹ نہیں سکتی ہے سرے سے انکار کس دلیل کے تحت ہے، اس پر سوال ہمارا حق ہے کہ ہم پوچھیں یہ جو بات آپ نے کی ہے حقیقت رکھتی ہے یا یہ بھی وہم وخیال ہے، آپ کا وجود خود حقیقت رکھتا ہے یا یہ

بھی وہم خیال ہے؟

۲۔ ہمارے اندر یہ شعور واحساس ہے کہ ہم اس کائنات میں ہر وقت، ہر دن، ہر گھنٹہ جو دگر گونی حالات دیکھتے ہیں یہ سب وہم وخیال ہے اس میں حقیقت نامی کوئی چیز نہیں ہے اس فکر کے مطابق ''سر جیمز جینز'' کا کہنا ہے کہ اس کائنات کا کوئی وجود فعلی نہیں ہے یہ صرف ہمارے ذہن کے اندر ایک تصور اور خیال ہے۔ اس رائے کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں مثلاً ٹرین جس میں ہم سوار ہوتے ہیں نہ ہم ہیں نہ ٹرین ہے یہ صرف خیال ہے۔ یہ ٹرین پل کے ذریعے دریا عبور کرتی ہے کیا یہ بھی وہم وخیال ہے۔ تو اس نظریہ پر مناقشہ کرنا مباحثہ کرنا بھی ایک عمل غلط ہوگا۔ کیونکہ سوفسطائی کہتا ہے کوئی حقیقت نہیں ہے سب وہم وخیال ہے۔

۳۔ گر خالق کائنات ''غنی بالذات'' ہے وہ اپنے بندوں پر حکومت مطلقہ بلا رقیب رکھتا ہے تو وہ اپنے بعض بندوں کے ظلم و بربریت، تعدی وتجاوزگری، چوروں، ڈاکوؤں کو عقاب کیوں نہیں دیتا ہے مظلوم، مقہور، مضروب ومقتول رعایا ہے اور ظالم دندناتے پھرتے ہیں، عیش وناز میں زندگی گذارتے ہیں عدالت کیوں نہیں ہوتی ہے۔ اس صورت حال سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے کہ انصاف نہیں مل رہا ہے، اس کا نتیجہ نظریہ فسطائیزم، یعنی جس کی لاٹھی اس کی بھینس ہے، یہاں ان کا انداز بیان وزبان کبھی گولی کبھی چاقو کبھی زندان کبھی خنجر ہوتا اور کبھی زندان ہوتا ہے

۴۔ اس سے بدتر صورت دینداروں، دینی ذمہ داروں اور دین بتانے والوں کی ہے، دین اسلام جو ایک نظام متوازن ومساوی ہونے کا داعی ہے، وہ اس کے ہادی ورہنما ہیں۔ لیکن ان کی، زراندوزی، خرد برد، مال مسلمین میں کرپشن، ان کے خاندان والوں کی عیاشی، بطور مثال ایران میں انقلاب اسلامی کے سائے میں مستضعفین کی حکومت کا اعلان ہوا، اعلیٰ مناصب پر علمائے روحانیت رونق افروز ہوئے مساوات اباذری بلند ہوئی لیکن جب عہدہ اقتدار سے برخاست ہوئے تو ابوذر مانند نہیں تھے بلکہ قارون زمان ''راک فیلر'' جیسے نکلے، کیا یہ اسلام ناب محمدی تھا یا خواب زبیر وطلحہ تھا کیا یہ، سفسطائیت نہیں ہے۔

۵۔ سوفسطائی نگارندہ ''مکون کائنات'' کی نظر میں وہ جدال ہے جو ہمیں حکم قرآن ہے مجادل جدال احسن کرے آیت، یک از دلائل دندان شکن مجادلہ جدال احسن یا جدل بمثل ہے، ہم کیوں، یونان، روم، یورپ جائیں ہم یہاں کے نژادی ہیں جس طرح یہاں سے یورپ جانے والے ملحد ہو جاتے ہیں، یہاں کے منکرین اللہ مغرب سے آ کر اپنے مسلمان بھائی بہنوں سے کہتے ہیں دین اللہ سب وہم وخیال ہے آپ مغرب سے یہاں آ کر یہاں کیوں فسطائی لوئے ہیں کیونکہ یہاں فرقوں کے پاس فسطائی چلتی ہے آپ کے ہاں عرصے سے ایک نظام

بنام اجتہاد چل رہا ہے اجتہاد کی تعریف میں آیا ہے حکم مطابق واقع ہے تو صحیح ہے، اگر حکم غیر مطابق واقعہ ہے تو وہ بھی صحیح ہے، کا مطلب فریق کو کسی نہ کسی طور طریق سے قانع کرنا ہوتا ہے ایسی صورت میں صحیح اور غلط دونوں صحیح ہوتا ہے اسی کا نام فسطائیت ہے۔

۲۔کونیات بطور صدفہ وجود میں آئی ہے:

منکرین وملحدین کا دوسرا اوہمیات کا پہاڑ صدفہ ہے، یعنی کائنات خود بخود اچانک وجود میں آئی ہے، کیا حکماء جدید، عقل سائنسی، عقل اشاعرہ، عقل معتزلہ کہتے ہے کہ دنیا میں ایک حقیقت کا نام صدفہ ہے یہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اس کی کوئی مثال ہے تو دیں جواب ملتا ہے نہیں ہے، جعل علت کا نام تصادف ہے تصادف خود نہیں ہوتا ہے۔

منکرین اللہ نے تخلیق کائنات کے بارے میں کہا ہے کائنات بطور صدفہ وجود میں آئی ہے کائنات موجودہ صورت میں نہیں تھی اچانک وجود میں آئی ہے، یہ جوحسن و جمال، نظم ونسق کائنات مشاہدہ میں آتا ہے، وہ قصد وارادہ، تدبیر وتحکیم، خالق حکیم نہیں ہے صدفہ والے کہتے ہیں کہ خلقت کائنات مین دوصورتیں چلتی ہیں۔

ا۔بعض اوقات اسباب وعلل کے تحت وجود میں آتی ہے اگر اسباب وعلل نہیں تو وجود میں نہیں آتی ہے۔

۲۔اس کے علاوہ ایک مظہر تخلیق اور بھی ہے جو کسی قانون میں نہیں آتا، اس کا نام صدفہ ہے، صدفہ یعنی بدون علت وسبب وجود میں آنا، اس کے لئے وہ چند مثالیں پیش کرتے ہیں جیسے دو کلاس فیلو سالہا سال کے بعد بغیر قصد و ارادہ اچانک ملتے ہیں یا کسی شکاری کی گولی سے اپنا ہی ساتھی حادثاتی طور پر مرجاتا ہے، صدفہ گراؤں نے اپنے خیال میں چند وقائع کا استناد کیا ہے ان کا کہنا ہے تاریخ میں جو انکشافات واختراعات ہوئے ہیں محقق اپنی فکر و سوچ میں گم تھے کہ اچانک کوئی چیز سامنے آگئی تو ان کی توجہ اس کی طرف گئی تو فوراً اس کو اٹھایا پھر اس پر کام کیا اور نئے اصول کی صورت میں پیش کیا۔اس کی دلیل قانون نیوٹن سے دی ہے، کہتے ہیں نیوٹن لیبارٹری میں بیٹھا ہوا تھا تو سیب زمین پر گرے پتہ نہیں چلا کہ یہ ایک حرکت بلاسبب ہے یا اچانک ہوئی ہے یہاں سے نیوٹن کی نظر بدل گئی وہ کہتا ہے کہ کائنات میں بہت سارے مظاہر بغیر سبب کے وجود میں آتے ہیں یہاں سے بہت سے لوگوں نے جس چیز کا سبب معلوم نہیں ہوا اس کا نام صدفہ رکھ دیا ہے۔

صرف ایک مثال پر قانع کر کے نظریات قائم نہیں ہو سکتے ہیں، مثال افہام وتفہیم میں دلیل کے طور پر ہوتی ہے،

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۰ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

خود دلیل نہیں ہوتی ہے، اس کی مثال اپنے ملک میں جاری میدان سیاست سے دے سکتے ہیں ملک میں ایک لائق صادق وامین سربراہ کی ضرورت ہے جس کے پاس تمام اوصاف وشرائط، قیادت ورہبری ہوں، ایسے افراد زیادہ ہوں یا نایاب ہوں، ملک کو قابل ولائق، صادق وامین کی سربراہی میں دینا ہے، اس کے بالمقابل بعض کا کہنا ہے چور وخیانت کار کو بھی موقع دینا چاہئے، وہ جلسہ جلوس نعرے بلند کرتے ہیں، ملک کی سربراہی کے لئے نالائقوں کو بھی موقع ملنا چاہئے، تعجب نہ کریں علوم وفنون میں اسکالر بننے سے خرافات گوئی خرافات پزیرائی میں کمی نہیں آتی ہے، چھوٹے صوبوں کو بھی موقع ملنا چاہئے ان کے خیال میں ملک مردے کی ہڈی ہے جو کالجوں سے تازہ فارغ ہونے والوں کو پریکٹس کے لئے دی جاتی ہے، یہاں سے کہتے ہیں تازہ سیاست دان بننے والوں کو بھی موقع ملنا چاہئے، فاسدوں کو بھی موقع دینا چاہئے تاکہ وہ لوگ بھی، لوٹنا، سمیٹنا، ھنڈی لگانا، آف شور بنانا سیکھیں۔ آپ کی دلیل عوامی رائے جیسی ہے اس کی مثال یہ بھی ہے عزاداری کسی ضابطہ اخلاق یا قانون کی پابند نہیں ہے، ان سے پوچھئے عزاداری کس چیز کا نام ہے یہ کہاں سے آئی ہے جواب دیتا ہے یہ امام حسین کے یاد میں مناتے ہیں امام کو کیا ہوا تھا تو کہتے ہیں امام حسین یزید کے خلاف نکلے تھے تو یزید نے قتل کیا امام حسین نے یزید کے خلاف کیوں قیام کیا تھا، جواب دیتے ہیں کہ یزید قانون اسلام کے خلاف امیر المؤمنین بنا تھا یزید قانون کے خلاف امیر المؤمنین بنا تو امام حسین نے اس کے خلاف قیام کیا تو ان کی یاد بغیر قانون ہونا چاہئے، اللہ نے انسان کو علم عقل وتجربہ سے نوازا ہے وہ نظام حیات میں اتفاقیات واحتمالیات پر نہیں چلتا ہے، مثال سے قانع کرنیوالے فقراء دلیل ہوتے ہیں، یہ جو کہتے ہیں یہ چیز امریکہ میں چلتی ہے سعودی عرب میں چلتی ہے ایران میں چلتی ہے چین میں چلتی ہے یہ بے ہودہ بات ہے غیر منطقی ہے، چین کمیونسٹ ہے سعودی وہابی ہے ایران شیعہ ہے تو یہاں ایک گروہ کے حامی کو پوری مملکت پر قبضہ دینا غلط ہے، مثال ہمیشہ دلائل کو سمجھانے کے لئے ہوتی ہے، خود مثال دلیل نہیں بن سکتی ہے۔

یہ فکر ونظر، علم ودانش، فلسفہ وحکمت سے انتساب کرنا انتہائی مضحکہ خیز ہے، کائنات، آسمان وزمین، ستارے، کہکشاں، نباتات، حیوانات، ذباب وبعوضات، نمل وحشرات میں مادہ پرستوں کو جو نظم ونسق نظر آتا ہے وہ بغیر کسی علم ودانش، ان پڑھ وجاہل کی ڈوری ہلانے یا بچے کو حروف طباعت سکھانے سے وجود میں نہیں آیا ہے، ایسی باتیں عقلاء وعلماء سے انتساب مضحکہ آور ہیں، کائنات علم وارادہ، حکمت وتدبیر، عالم الغیوب، قادر مطلق سے وجود میں آئی ہے، اچانک ہاتھ ہلانے، پتہ گرنے سے وجود میں نہیں آئی ہے، اگر کائنات بغیر علت وجود میں آنے کی ضد

کرتے ہو تو مفروضہ صدفہ کی کیا ضرورت ہے بغیر علت بھی وجود میں آ سکتا ہے، علماء اعلام دانشمندان خردمندان، صدفہ گران کے اس نظریے کی رد کسی علم و منطق اصول و قواعد سے تو نہیں دے سکتے، کیونکہ انھوں نے غیر مربوط مثالوں سے استناد کیا ہے۔ ایک کتاب کی چھپائی کے لئے گھر میں ایک کتاب موجود تھی کسی صندوق میں طباعت کے حروف تھے اچانک زلزلہ آیا گھر اوپر نیچے ہو گیا حروف صندوق سے گر گئے ترتیب سے پریس پر لگ گئے اتفاق سے آمادہ طباعت والی کتاب چھپ کے نکل گئی، یا اس کی مثال تیر اندازی کے کھیل جیسی ہے جس میں ایک نابینا لڑکا شامل ہوا تو کہتے ہیں اس نے دس تیر مارے یکے بعد دیگرے ترتیب سے تمام تیر نشانے پر لگے شگاف کیا۔ یہ منطق مسخرہ ہے یہ منطق مبداء علیہ کی منکر ہے مبداء علیہ کو کسی بھی صورت میں مسترد نہیں کر سکتے ہیں، صدفہ گراؤں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ملین، بلین، ٹرلین، ذرات فضا میں بغیر کسی قصد و ارادہ غرض و غایت حرکت میں آئے تو ان کا ٹکراؤ سورج سے ہوا تو سورج کا ایک حصہ کٹ کے نیچے گر گیا وہ ہماری زمین ہے اگر ہم تکوین زمین کے بارے میں اس تشریح و توضیح کو مان لیں تو یہ خود بخود منطق صدفہ کو رد کرتی ہے وہ کہتے ہیں کائنات سے پہلے فضاء موجود تھی، ذرات بھی موجود تھے، سورج بھی موجود تھا، پھر یہ ذرات فضا میں آ گئے اور آپس میں ٹکرا گئے سورج اور ذرات میں تصادم ہو گیا اس کا معنی صدفہ صرف زمین کی حد تک تھا زمین بننے کے بعد یہ سبب دوبارہ کیوں نہیں وجود میں آیا، یہ مفروضہ عقل اور قانون سبب و مسبب سے انکار کے خاطر ساخت کیا گیا ہے تا کہ صرف وجود باری تعالیٰ کو رد کیا جا سکے۔

۳۔ ازلیت مادہ:

دہریت و منکرین اللہ نے تصور اللہ کی راہ میں ہمالیہ مانند جو پہاڑ کھڑے کئے ہیں ان میں سے ایک پہاڑ کا نام ازلیت مادہ ہے۔ پہلے یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ مادہ سے مراد کیا یہی دکھائی دینے والے مناظر ہیں، نیلگوں آسمان، آفتاب و ماہتاب، کواکب و نجوم، فلک بوس پہاڑ، لق و دق صحراء، باغات، جنگلات، سمندر و بحار، جھیل و تالاب، حشرات و وحشیات، انسان عباقر، صفات دائم الحرکات و دائم السکنات، تعاقب لیل و نہار ہیں، یا ہر آئے دن، مہینے، سال، موت و حیات، بہار و خزان، خریف و ربیع، طفل و جوان یا ریزہ ریزہ ہونے والے ذرات مراد ہیں۔ خود مادے کو دیکھیں کیا اس میں صفات ازلی پائی جاتی ہیں یا صفات حدوث پائی جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں مادیین چند دلائل پیش کرتے ہیں۔ انسان قدیم زمانے سے اپنے گرد آسمان پر ضخیم، عریض، شمس و قمر دیکھتے آئے ہیں، لیکن وہ غیر متغیر دکھائی دیتے ہیں سو سے زائد سال گزرنے والے کہتے تھے ہم اپنے

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۲ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

آباواجداد سے سنتے آرہے ہیں کہ سورج، چاند ستارے پہلے سے اسی طریقے سے ہمیشہ سے ہیں، کسی نے یہ نہیں کہا ہے کہ وہ فلاں سن میں پیدا ہوئے تھے، اسکا مطلب یہ ہوگا کہ اس کی ابتداء نہیں ہے تو یہ قدیم ہے۔

ازلی یعنی'' **لا بدایة له**''، جس کی ابتداء نہ ہو جس کی انتہاء نہ ہو موجود ازلی کہلاتا ہے، جب تک وہ بلا ابتداء و بلا انتہاء ہو ازلی ہے ورنہ تصور ازلی ''منقوض'' قرار پائے گا موجود بلا ابتداء موجود بلا انتہاء کا جامع نام ''سرمدی'' ہے ''غنی بالذات'' ہے اپنے وجود کا محتاج نہیں ہے، یعنی وہ حقیقت ''بلا منسوب عدم'' موجود ہے ایک ایسی ہستی کے لئے کوئی کلمہ ضع نہیں کر سکے لھٰذا خود اللہ نے اس کے لئے کلمہ صمد وضع کیا ہے۔ ''صمد'' اس وجود کو کہتے ہیں جس کا جوف نہ ہو ''فراغ'' نہ ہو جبکہ کائنات کے تمام موجود انسان سے لیکر ذرہ تک جوف در جوف رکھتے ہیں۔ اس جوف کے سبب احتیاج رکھتے ہیں اس صفت کو فلاسفہ نے ''ممکن الوجود'' کہا ہے۔

،ان مادیات کا مواد اصلی جس کے انکشافات میں غرور، نخوت وتکبر میں اتباع ابلیس کرتے ہوئے خالق وصانع متعال کا انکار کر کے ریزہ خوانِ نورانین یہودی کی تقلید میں کہتے ہیں کہ ازلیت مادہ کے بارے میں قدیم ادوار سے عصر معاصر تک دو نظریئے ملتے ہیں۔

۱۔ تمام مواد دنیا جسے مادہ کہا جاتا ہے یہ سب مواد بسیط ومخصوص کی طرف برگشت کرتی ہیں کتاب ھٰذا الکون ص ۱۲۱ پر آیا ہے کائنات کی مختلف اجناس، انواع، فصول ہیں، اس طرف سب سے پہلے علماء یونان متوجہ ہوئے تھے۔ کتاب الکون میں آیا ہے، جو چیزیں ان کے ہاتھ میں آئی ہیں وہ ''مکتوب طالیس'' ہیں جو ۶۴۶ سال قبل میلاد مسیح میں تھے اس میں کہا گیا ہے کہ جو چیز سب سے پہلے بنی ہیں جن سے تمام کائنات کے کلمات جڑتے ہیں وہ پانی ہے، اختلاف وانواع اور حالات پانی ہی سے متشکل باشکال ہوتے ہیں، جمودیت، سیولیت، بخاریت سب شکلیں اختیار کرتا ہے ''طالیس'' کے بعد جب ''اناکسمی نیز'' جو ۵۰۰ سال قبل مسیح تھا اس نے کہا کائنات کی اصل ہوا ہے، اختلاف انواع وحالات ہوا سے ہی بنے ہیں ''اناکسیمنیز'' کے بعد ھیراقلیطیس متوفی ۴۷۵ قبل میلاد مسیح نے کہا ہے کائنات کی اصل آگ ہے ان کے بعد امبیو کلنسی ۴۳۵ قبل میلاد مسیح اس نے تینوں کے خلاف کرتے ہوئے کائنات کی اصل ان چار کی طرف برگشت کیا ہے پانی، ھوا، آگ، مٹی یہاں سے کائنات کی اصل عناصر ربعہ ہو گیا سب سے آخری یونانی نظریہ کے مبتکر دیمقریطیس ہے جو ۳۷۰ قبل میلاد مسیح میں تھے اس نے کہا کائنات ایسے نہایت چھوٹے چھوٹے ذرّات سے بنی ہے جو قابل دید نہیں ہے اس کو یونانی زبان میں ایٹم کہتے ہیں جس کا ترجمہ عربی زبان میں ذرّات کیا گیا ہے یہاں سے اعجاز قرآن کا نظارہ کریں قرآن اس سے بھی

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۳ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

چھوٹے کا تصور دیا ہے'' مثقال ذرة او اصغری ذٰلک سورہ یونس آیت ۶۱ ''، بعض علماء عرب نے تین اور عناصر اضافہ کیا ہے کبریت، زئبق، ملح ۲۔ دوسری فکر والوں کا کہنا ہے مواد کائنات کی برگشت ذرات صغیر کو جاتی ہے۔

۲۔ دوسری دلیل کائنات ازلی ہے اس میں کم یا زیادہ ہوتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا ہے، کم زیادہ ہو رہا ہوتب کہ سکتے تھے کہ یہ بعد میں پیدا ہوئی ہے جب کوئی چیز اس سے گری نہیں، اضافہ نہیں ہوا، اس پر عوارض فسادی طاری نہیں ہوئے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ ازلی ہے۔

بشر نے چاند، سورج، رعد و برق، لرزہ براندام زلزلہ، مرض، شفاء اور خسوف وکسوف کو دیکھا ان کی وجہ معلوم نہیں کر سکا سب نے ایسے ہی دیکھا ہے، اللہ نے سب کچھ بنایا ہے تو کہتے ہیں علم تجربہ اس کو رد کرتا ہے۔

مادہ پرستوں نے کہا ﴿ وما یھلکنا الا الدھر ﴾ آیت یعنی کوئی اللہ نہیں ہے زمانہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے لیکن فلاسفہ نے امکان حوادث سے اس کے وجود کو اثبات کیا، خود اللہ نے سورہ فصلت ۵۲ میں اپنے وجود کو آفاق و انفس میں دکھایا آفاق میں آسمان وزمین و مافیھا ہیں۔ ذرہ سے مجرہ تک سب آفاق میں شامل ہیں۔ آفاق وانفس میں بڑے بڑے نمونے ہیں۔ علوم تجربہ والوں نے ان کی شناخت وتعداد بیان کی ہے۔ اعتقاد جو اللہ نے فطرت کی زبان میں پڑھایا تھا اسے فلاسفہ نے معمہ ومشکل بنایا، اور مذاہب والوں نے قیل وقال بنایا حوزات و مدارس والوں نے علوم متروکات ومھجورات میں قرار دیا ہے، جس کی وجہ سے الحادیات کو رواج ملا ہے۔

۳۔ کائنات ازلی ہونے کی ایک دلیل کائنات کی اصل ذرات ہیں، ذرات فناء ناپزیر ہیں۔ کیونکہ دقیق اور صلابت ہونے کی وجہ سے وہ قابل تقسیم نہیں ہیں اس کا مطلب یہ نکلتا ہے یہ ہمیشہ سے تھے یہ نظریہ قبل از میلاد مسیح علماء فیزک و کیمیادان'' یبقور'' اور اس کے معاصر'' دیمقراطیس'' کو جاتی ہے اس نے کہا ہے کائنات جزء لایتجزی سے بنی ہے۔ لیکن اختلاف اس میں ہے کہ ذرات آپس میں منفصل ہیں یا متصل جب سے جدید فیزیالوجسٹ آئے ہیں تو انھوں نے دونوں نظریات کو اپنایا ہے، جہاں تک نظریہ عناصر سبعہ ہے یا تسعہ کے قریب بتایا ہے، کہا ہے اجسام دو قسم کے ہیں، اجسام بسیط ہیں، اجسام بسیط انہی عناصر سبعہ سے بنتے ہے، ذھب، نحاس، حدید، رصاص، زئبق، اجسام مرکب، یہ دو عناصر سے بنتے ہیں یا چند عناصر بسیط سے بنتے ہیں، بسیط عناصر قابل تقسیم ہیں جب یہ تقسیم ہوتے ہیں تو خواص کھو جاتے ہیں لیکن ذرات انتہائی دقیق ہوتے ہیں وہ اپنی جگہ پروٹرون۔ الیکٹرون۔ نیٹرون سے مرکب ہیں علماء مادہ اپنی تحقیقات میں یہاں تک پہنچ چکے ہیں، ان کا کہنا ہے مادہ یا ذرہ

اپنی جگہ طاقت میں بدل سکتا ہے اور طاقت مادہ میں بدل سکتی ہے۔

مادہ کے بارے میں علماء فزکس کہتے ہیں مادہ کے دو دور ہیں مادہ ''میکانیک'' دوسرا ''ڈیالیکٹک'' کہتے ہیں۔ ذرات ''مادہ اثیر'' یعنی خلاء میں تیرتے تھے، خلاء سے مراد وہ مادہ لطیف ہے جو کہ ہوا سے زیادہ خفیف ہے، ان کے درمیان اختلاف یہ ہے کہ یہ خلاء خود مادہ ہے یا نہیں۔

اس بارے میں کہتے ہیں خلاء تھا۔ کتاب محاضرات فی العقائد الاسلامیہ ص ۷۶ پر احمد بہادلی لکھتے ہیں قدیم ترین علماء مادہ میں ''لوسیب'' تھے وہ پانچ سو سال قبل میلاد مسیح تھے ان کا مادہ کے بارے میں عقیدہ یہ تھا کہ مادہ میں پیدائش و وفات دونوں ہیں یعنی تمام کائنات میں ذرات پیدا ہوتے ہیں اور فنا ہوتے ہیں، خود عناصر جو ذرات کا مجموعہ ہیں وہ بھی فنا ہوتے ہیں لیکن ان کا کہنا ہے ''ذرات اصلی'' یعنی خلاء باقی رہتی ہے فناء نہیں ہوتی ہے ان ذرات کو جوامد کہتے ہیں جو قابل تقسیم نہیں ہیں یہ ذرات اتنے دقیق و تاریک ہیں جو حواس میں نہیں آتے ہیں لیکن دائمی طور پر فناء ناپذیر ہیں، فزکس کے دوسرے عالم جو معاصر ''لوسیب'' تھے وہ بھی ذرات کے خلود و دوام کے قائل تھے لیکن علماء جدید کا نظریہ بدایت کائنات کے بارے میں ''بہادلی'' نے اپنی کتاب مذکورہ کے ص ۱۶۹ پر لکھتے ہیں، عالم مادی مختلف انواع رکھتے ہیں یہ انواع اپنی جگہ چند عناصر کی طرف برگشت کرتی ہیں۔ ایک دوسرے سے مرکب ہو کر کوئی نئی نوع پیدا کرتے ہیں، بطور مثال ''سکر'' عناصر کاربن، آکسیجن ہائیڈروجن سے بنتے ہیں جس طرح ''یربوع'' عنصر سے بنتے ہیں ہر عنصر ذرات سے بنتا ہے، جو انتہائی دقیق ہیں ان کے ''صغر'' ہونے کا اندازہ یہاں سے کریں کہ ایک ملی میٹر مادہ میں ملیون ملیون ذرات ہوتے ہیں۔

مناسب ہوگا کہ ہم یہاں ذرہ کے بارے میں مزید وضاحت پیش کرتے ہیں کتاب معجم فلسفی ڈاکٹر جمیل صلیبا جلد اول ص ۵۸۸ پر آیا ہے ذرہ اس جز کو کہتے ہیں جو قابل تجزیہ نہیں ہے۔ اس نظریہ کے داعی ''لوسیب دیمقراطس ابیفوروس، لوکریس'' تھے، ان کا کہنا ہے جو ہر فرد ہے ''متجانسہ وثابۃ'' ہے ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہے مگر صورت میں، جواہر فرد قابل تقسیم نہیں ہے۔

لیکن فلاسفہ جدید نے لفظ ذرہ کے بارے میں کہا ہے کہ ذرہ وہ عنصر مادی ہے جو سب سے چھوٹا جز ہے یہ ترکیبات کیمیاوی میں کام آتے ہیں انھوں نے ابھی تک اس سے چھوٹا کوئی ذرہ ثابت نہیں کیا ہے لیکن انکار بھی نہیں کیا ہیں کہ آئندہ اس سے چھوٹا ذرہ ثابت نہیں ہوگا اس سے چھوٹا دقیق ذرہ کشف ہو سکتا ہے، لیکن علماء نے آخری دور میں اجزائے فیزک پر اطلاق کیا ہے وہ یہ ہے کہ ذرہ قابل تقسیم نہیں۔

مادیین کسی چیز کو صرف نہ دیکھنے پر رد نہیں کر سکتے ہیں، کیونکہ کسی چیز کا علم ہونا دو صورتوں میں سے ایک ہوتا ہے ا۔ایک یہ کہ خود حقیقت تک پہنچ جائے دوسرا یہ کہ اسکے آثار کا پتہ چلے جو آثار سے پتہ چلتا ہے وہ تجربے میں نہیں آتا ہے۔ مادیین کہتے ہیں، جو حس میں نہیں آتا ہے ہم نہیں مانتے ہیں، یہ ان کا دعوی ہے، یہ دعویٰ کس فکر تقلیدی سے مأخوذ ہے، غیر مقلدین پر لاگو نہیں ہوتا ہے، اگر کسی پاس دلیل ہے تو وہ دلیل پیش کرے، کیونکہ ذرائع متعدد ومختلف ہیں ان ذرائع میں سے ایک عقل ہے، اگر وہ عقل کو نہیں مانتے تو انہیں مجنونستان لیجائیں ان کو عقلستان میں رہنے کا حق نہیں ہے۔

۴۔چوتھا پہاڑ نظریہ لافوازیہ:

جدید ملحدین نے دعویٰ کیا ہے کہ، مادہ ایجاد کیا جا سکتا ہے نہ فناء کیا جا سکتا ہے جب ایسا ہے، تو خالق کی بحث خود بخود ختم ہو جاتی ہے کہ کائنات خالق ازلی نے خلق نہیں کی ہے وہ ہمیشہ تخلیق ہوتی رہی ہے ابھی بھی جاری ہے، لھذا وہ کسی خالق کی نیاز مند نہیں رہی ہے لافوازیوں کا کہنا ہے ''لا شيء يفنی ولا شيء يحدث'' لافوازا یک عالم کیمیائی جرمنی تھے وہ سنہ ۱۲۹۴ کو جامعہ ہال میں استاد تھے، یہ نظریہ کتب البیان فی البیان وجود خالق مؤلف جعفر شیخ ادریس ص ۹۶ پر لکھتے ہیں کون ہے جو حالت دوامی میں گذرے ہیں پانچویں میلادی کو یہ دعویٰ کیا ہے کہ کائنات ہمیشہ تمدد اور توسیع میں ہے، یعنی اجرام مجرّات سے دور ہوتے جا رہے ہیں اس کے باوجود کائنات میں کثافت ''تمدد'' اپنی جگہ باقی ہے یہ مادہ دور ہونے والے مادے کی جگہ لیتا ہے یہ کہاں سے آتا ہے۔'' فرید ہویل ''اس نظریئے کے سہ فریق میں سے ایک ہے اس کا کہنا ہے کائنات عدم سے خلق ہوئی ہے ایک مجرہ ختم ہوتا ہے تو دوسرا مجرہ وجود میں آتا ہے ہائیڈروجن کے ذرات جو جاتے ہیں اس کی جگہ اور لے لیتے ہیں اس مظاہرے کا نام خلق ''مستمر'' رکھا ہے یا'' **الكون ذی الحال**'' ثابت رکھا ہے ہویل کہتا ہے خلق مستمر میں مادہ مخلوق کہاں سے آیا ہے کسی جگہ سے نہیں آتا ہے صرف ظاہر ہوتا ہے یعنی پیدا ہوتا ہے، مادے سے نہیں خود پیدا ہوتا ہے، جب یہ نظریہ فرید ہویل نے پیش کیا تو بہت سے علماء طبیعت نے ان کے اس نظریہ کو اشیاء کی تفسیر دینی قرار دیا ہے، لوگوں نے کہا یہ تفسیر طبیعی نہیں تفسیر دینی ہے تفسیر دینی کہنے والوں میں سے ایک شخص بونجی ہے یہ نظریہ مادہ عدم سے خلق ہوتا ہے اشیاء عدم سے خلق ہوتی ہیں اس کا معنی مفہوم دینی یا سحری ہے ۔حقیقت یہ ہے کہ علماء چاہے طبیعت سے تعلق رکھتے ہوں یا عقلانیت سے چاہے قدیم ترین عمل ہو یا جدید ترین چاہے علم طبیعت سے تعلق رکھتا ہو یا علم

دینی سے،کسی ایک علم،قدامت،جدیدیت،کثرت ابتکاریات سے حقیقت ثابت نہیں ہوتی ہے،حقیقت وہ ہے جو باہر ہے اس کے مطابق ہو،لھذا یہ جو اقوال ایک علم کو اٹھاتے ہیں اور دوسرے کو گراتے ہیں،اس کی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن کائنات میں جاری تغیر وتبدل نظر آتا ہے کہ مادہ حالت تطور میں ہے یہ نظریہ داروین سے شروع ہوتا ہے۔

نظریہ لافوازیہ کو اشرزیوف ۱۵۰۶ انطوان لا افوازیہ متوفی ۱۷۹۴ موسس عاتی جدید لافوازیہ کہتا ہے لا یخلق شئی من العدم المطلق ، ولا یعدم شئی ، و انما ھی تحولات من مادة لمادة ، او من مادة لطاقة، او من طاقة لطاقة ، او من طاقة لمادة نظریہ لافوازیہ کو اگر تحلیل کریں تو معلوم ہوگا انطوان لافواز میں مادہ موجود کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے کیونکہ اس کی استطاعت گنجائش میں نہیں کہ وہ کل موجودات کے ہر چپہ چپہ پر تجزیہ کریں ازل سے ابد تک ایسا دعویٰ تحلیل علمی اور عقلی کے دائرے سے باہر ہے ان کا یہ دعویٰ حدس تخمین ہے

لافوازیہ اور لافوازیون سے سوالات

آیا یہ تجربہ ابعاد ثلاثہ مادی زمان ومکان بعد ادراک تمام ادوار گزشتہ زمانی اور مکانی میں تجربہ کیا ہے ہر ایک خاص جگہ تک محدود ہے جواب نفی میں ہے ان کے امکانات میں سے نہیں ہے اس سلسلے میں سورہ کھف کی آیت ۱۸ میں آیا ہے ﴿وَ تَحْسَبُهُمْ أَيْقاظاً وَ هُمْ رُقُودٌ وَ نُقَلِّبُهُمْ ذاتَ الْيَمينِ وَ ذاتَ الشِّمالِ وَ كَلْبُهُمْ باسِطٌ ذِراعَيْهِ بِالْوَصيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِراراً وَ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْباً﴾

تمام تحقیق علمی اکسفاتی میں آیا ہے کائنات ہدایت رکھتی ہے مخلوق از عدم مادیین کا کہنا ہے۔کائنات پہلے گیس کے مانند چیز تھی یہاں سے مادیین نے نعرہ بلند کرکے رقص کرنا شروع کیا ہے کہ ہم نے اصل کائنات کا سراغ لگایا لیا ہے اب الٰہیین کا دعوی کہ اللہ نے کائنات بنائی ہے یہ دعویٰ اب ختم ہوگیا ہے۔لیکن وہ اس سوال سے غافل ہیں کہ گیس یا مائع میں تبدیل کس نے کیا ہے،اس کے بارے میں بحث ازلیتِ مادہ میں بیان کی گئی ہے۔لیکن مسبوق بالعدم بالغیب اپنے سے پہلے کوئی اور چیز تھا اس میں تمام تحولات موجودات مادی میں ہی آتے ہیں۔ جیسے گولی بننے سے پہلے وہ کوئی اور مادہ تھا گولی پہلے جرم تھا۔انسان پہلے نطفہ تھا مٹی تھا خلیہ تھا یا مسبوق بالغیر تھا۔ اس حوالے سے حادث اور ازلی میں تناقض ہے یعنی ایک دوسرے میں ضم نہیں ہوسکتے۔حادث ہے تو ازلی نہیں اور

ازلی ہے تو حادث نہیں۔حادث یا مسبوق بالعدم ہوتا ہے یا بالغیب۔

۳۔اگر کوئی چیز زیادہ وسیع ہونے کی وجہ سے قدیم ہونے کی وجہ سے ہماری اس تک رسائی نہ ہوتو اس کے نمائندے،لباس،علامتیں،نشانیاں وراثتیں دیکھ کر ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ مادہ کا موجد غنی،سلطان بے نیاز تھا لیکن ایسا کوئی مادہ دنیا میں ملتا ہے جس کے جدامجد بے نیاز تھے،دنیا دیکھ رہی ہے،جس چیز پر ہاتھ رکھیں اس کا وجود اس کا لباس اس کے اندر کا لباس اس کا چمڑاہ،پھیپھڑے اس کا دل،الیکٹرون،پروٹون،نیوٹرون سب کہتے ہیں ہم تو حادث ہیں،مادہ پرستوں کے ذہن میں یہ نہیں آیا تھا کہ موجود مادہ حداثت کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے،حداثت کا لباس پہنا ہوا ہے وہ بھی بہت پرانا ہے یہ لباس اس کو اسکے حافظے میں دیا گیا ہے،ایک دن کائنات کی یہ شکل یہ صورت نہیں تھی،یہ چاند،ستارے،سورج،آسمان یہ زمین نہیں تھی بعد میں بنی ہے،تو یہ مادہ بے نام تھا ایک مادہ سادہ سادہ تھا پھر کیا ہوا،کہتے ہیں اس میں انفجار ہوا دھماکہ ہوا تو سوال یہ ہے کہ اس میں دھماکہ خیزی کس نے رکھی کس کے لئے رکھی کتنی رکھی کتنے ٹائم کے لئے رکھی اس سے پہلے کیوں نہیں ہوا کچھ عرصہ گذرنے کے بعد کیوں ہوا یہ دھماکہ کس نوعیت کا تھا اس میں کتنے اجسام تباہ ہوئے کون کون ناظرین تھے جواب یہ ہے کہ ہمیں پتہ نہیں وہاں ملحدین کے صحافی نہیں پہنچے تھے۔

تمام علوم وفنون کے اکتشافات دو چیزوں کی طرف برگشت کرتی ہیں ان دو کے علاوہ کائنات میں کوئی چیز قابل اثبات نہیں ہے۔پہلے کا نام مبداء غایت ہے۔مبداء علیت وہ نقطہ آغاز ہے جو انسان عادی بلکہ بعض اوقات حیوانات بھی درک کرتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک سبب ہوتا ہے۔عقل اس کو مبادی اوّلی کہتی ہے۔انسان عادی اپنے اندر بہت سے حواس رکھتے ہیں۔اس کے تحت وہ اپنے گردو پیش حرکات وسکنات تغیرات،تبدلات کا احساس کرتے ہیں۔یہ کیوں ہوا ہے کس لئے ہوا ہے اس کے ہونے کا جواز کیا ہے۔یہ تصور انسان کے اندر ابتدائی دنوں میں آنا شروع ہوتا ہے حتیٰ کہ حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے،اس کی ایک مثال اس طرح دیتے ہیں کہ دروازے کو کوئی چیز لگے تو اس سے آواز نکلتی ہے وہ ہمیں خبر دے رہی ہے کہ اس سے کوئی چیز لگی ہے یا اندر کوئی پتھر گرا ہے۔یہاں سے باہر جا کر دیکھتے ہیں تو دو حال سے خالی نہیں ہے۔یا ایک شخص باہر کھڑا ہے تو فوراً پتہ چلا اس شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے اگر کوئی شخص وہاں نہیں دیکھتا تو جستجو کرتا ہے باہر نکل کر آگے پیچھے دیکھتا ہے جب تک اس کا پتہ نہ چلے انسان کو سکون نہیں آتا۔اسی لئے کہ اس کو سبب تو معلوم ہے لیکن مسبب نہیں ملا تو وہ ایک سبب کو فرض کرتا ہے۔سبب فرضی کی مثال یہ ہے کہ سابق زمانے میں رعد وبرق کیوں ہوتا ہے پتہ نہیں تھا،تو بشر نے فرض کیا مالک

کو غصہ آیا ہے یا کسی گوسفند نے سینگ ہلایا ہے، شیعوں نے کہا وہاں علی ہیں ان کی گرج ہے۔ اگر سبب نہ ملے تو فرض کرتے ہیں یہاں سے معلوم ہوا ہر چیز کا مسبب ہونا ناگزیر ہے مبداء علیت آپ سے چند چیزیں طلب کرتے ہیں مبداء علیت کہاں چلتی ہے مبداء علیت وہاں چلتی ہے، جہاں شخص فریق قائل ہے وہاں کوئی چیز ہے تب وہ اسے کہتا ہے ہر چیز کا ایک سبب ہوتا ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ موجود خارجی ہونے پر یقین رکھتا ہو یہ مسبب ہے مسبب نظروں سے غائب ہے تلاش کرنا ہوتا ہے۔

۲۔ تمام قوانین نظریات انکشافات کی برگشت قانون علیت کی طرف ہے۔ اگر قانون علت نہیں تو آپ کوئی چیز ثابت نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ دوائیاں فلاں مرض یا جراثیم کو مارنے کا سبب ہیں۔ اس سبب پر ایمان لانے کے بعد، اس کی حقیقت کا اعتراف کرنے کے بعد آپ اس اصول کو دیگر جگہوں پر بھی تطبیق کر سکتے ہیں۔ مثلاً جس طرح دروازہ کھٹکھٹانے کی وجہ سے آپ فوراً تلاش کرتے ہیں پتھر کہاں سے آیا ہے اسی طرح اگر انسان کا نفس تنگ ہوتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے اس کے سینے میں کوئی گڑبڑ ہے اس کی وجہ تلاش کرتے ہیں۔ یہ بات کہ کوئی موجود ہونا چاہیے جو حس میں آتا ہو حس بذات خود کسی درد کی دوا نہیں ہے جب تک اس کے موجود ہونے کا تصدیق نہ ہو۔ حس ایک قسم کا تصور ہے آپ کے ذہن میں بہت سے تصورات آتے ہیں بہت سے تصورات خیالی ہوتے ہیں اس کی حقیقت نہیں ہوتی تو حس بذات خود کافی نہیں کہ انسان اس کے وجود کی تصدیق کرے جب تک موجود خارجی ہونے کا یقین نہ ہو ہمارے پاس کائنات کے بارے میں تین تصورات ہیں۔

۱۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ کائنات وہم وخیال ہے کائنات کسی چیز کا کوئی وجود نہیں تو یہاں قانون علت نہیں چلتا ہے۔

۲۔ مثالی، بعض کا کہنا ہے وجود سے ہٹ کے موجودات کی کوئی مثال بھی ہوتی ہے ذہنی تصورات بھی ہوتے ہیں ان کو مثالی کہا جاتا ہے وہ کہتے ہیں موجود خارجی نہیں موجود مثالی ہے۔

۳۔ حقیقت خارجی حقیقت موجودی۔ ان کو واقعین کہتے ہیں یعنی واقعیت اس چیز کا نام ہے جو آپ کی حس میں آتی ہے۔ جو حس میں نہیں آتی اس کا کوئی وجود نہیں ان کو مادیین کہتے ہیں۔ مادیین کا کہنا ہے کائنات مادہ ہے، غیر مادی چیز کا اعتراف نہیں کر سکتے ہیں۔ ہر متحرک چیز کو ساکن ہونے یا ہر ساکن چیز کو مسکن چاہئے۔ ان کو مادیین میکانیکی کہتے ہیں۔ مادیین کے دوسرے گروہ کا کہنا ہے، کائنات میں تغیر وتبدل کے اسباب، خارجی نہیں ہوتے ہیں بلکہ ہر چیز کے اندر اس کی ضد ہوتی ہے، وہ ضد ایک دن منفجر ہوتی ہے اس گروہ کو گروہ ''ڈائیلیکٹک'' کہتے

ہیں۔اللہ سبحانہ کے بارے میں مادیین ،میکانکی اور دیالکٹکی کہتے ہیں ،جب اللہ مادہ نہیں ہماری حس میں نہیں آتا ہے ہماری تمام معلومات کا ذریعہ حس ہے جو اس میں نہیں آتا ہم اسے نہیں مان سکتے۔یہاں سے مادیین اور الٰہین کا نزاع شروع ہوتا ہے ۔الٰہین کا مادیین سے کہنا ہے،جب آپ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہر چیز کے حرکت میں آنے کے لئے ایک سبب وعلت چاہئے ،آپ جب کہتے ہیں کائنات کی ہر چیز متحرک ہے تو مادے میں یہ حرکت کہاں سے آئی ہے کس نے پیدا کی ہے۔آپ کو یا تو اس اصول مسلمہ سے ہاتھ اٹھانا چاہئے معاف کیجئے گا ہم سے غلطی ہوگئی ہے،اگر آپ اس اصول کو نہیں مانتے ہیں تو کائنات میں کوئی بھی قانون ،قانون جریمہ،قانون کرپشن ،قانون عقاب ،قانون ٹریفک ،قانون طب ثابت نہیں ہوگا۔ایکسرے لیبارٹریاں سب بیٹھ جائیں گی یہ سب قانون علت سے چلتی ہیں۔ان کے لئے بھی متبادل طلب کریں اگر آپ کے قانون طبیعت میں علت ہے تو آپ کو مادے کی اصل یعنی یہ مادہ کیسے وجود میں آیا ہے اس کے بارے میں جو مفروضات بنتے ہیں ماننا پڑیں گے،ممکنہ تین مفروضات بنتے ہیں۔

۱۔مادے نے خود مادے کو پیدا کیا ہے یہ ایک تسلسل میں آرہا ہے یہاں ایک سوال آئے گا کہ کیا یہ تسلسل کسی جگہ رکے گا ،ایک علت غیر مادی کی طرف رک جائے گا جو مادے سے پیدا نہ ہوا ہو۔یہاں سے قانون علت ومعلول میں چند حقائق کو تسلیم کرنا ناگزیر ہے۔

۱۔ہر حادثے کے لئے ایک سبب ناگزیر ہے۔

۲۔ہر سبب مسبب مانگتا ہے۔نتیجہ حتمی ہے ضروری ہے ناقابل انفکاک ہے کوئی نتیجہ کوئی تغیر بغیر سبب آنہیں سکتا قانون علت کے تحت

۳۔قانون میں تناسب ہونا چاہئے ،ہر علت اپنے جیسا مناسب مربوط معلول مانگتا ہے۔غیر مربوط معلول نہیں مثلاً حرارت سبب ہے پانی کے اوپر جانے کا۔پانی جب گرم ہوتا ہے تو ۱۰۰ ڈگری پر آکر اوپر چڑھتا ہے اوپر فضاء میں اگر ٹھنڈ ہو جائے تو یہ بخارات نیچے اترتے ہیں۔جسم کی حیثیت کے مطابق نیچے اترتے ہیں۔مادہ پھٹنے کی وجہ سے اوپر جاتا ہے مثلاً پانی سبب ہے اس کا مسبب آگ کو خاموش کرنا ہے جب آگ کو خاموش کرتے ہیں تو پانی بخارات بن کر اوپر نہیں جاتا ہے۔

تکوین کونیات

وجود مکون کونیات پر دلائل وبراہین ایک دفعہ اس کونیات کو ایک مخلوق واحد کے تصور میں دیکھتے ہیں دوسرا واحد

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۲۰ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

عجوبہ کے اجزاء تراکیب تنظیمات کے زاویے سے دیکھتے ہیں اگر ایک موجود کو واحد و منفرد تصور کریں تو آپ کو یہ کائنات ایک گھر کی مانند نظر آئے گی ایک ایسا گھر ہے جس میں خشکی تمام سرو سامان ہر وہ چیز جو ایک کامل گھر کے لئے نیاز مند ہے ضروری ہے نظر آئیں گے اس کونیات میں نظر دوڑائیں گے تو پہلی نظر آسمان نظر پر پڑے گی جو آپ کے اُوپر ہے یہ آسمان ہمارے لئے ایک چھت کی مانند ہے جو ہمارے اُوپر معلق کیا ہے اس گھر کے ساکنان صاحب بیت تمام انسان ہیں جو ایک ماں باپ سے پھیلے ہیں انکے جداعلیٰ آدم صفی اللہ جدہ بزرگ حوّا کا نام لیتے ہیں یہ اس گھر کے اہل خانہ ہیں انسان اگر اپنی نظر نیچے دیکھے گا تو زمین نظر آئے گی زمین جو ہے ایک نومولود بچے کے لئے گھوارہ کی مانند ہوگا اس کے اوپر فرش بچھایا ہوا ہے چھت پر سورج چاندنامی دو چراغ نظر آئیں گے اس کے علاوہ دوستارے اس کے گرد چھوٹے چھوٹے چراغ کی مانند نظر آئیں گے بلکہ یہ تزعینی چراغ جیسا نظر آئے گا اس میں اقسام وانواع جواہرات نباتات معادن سے بھرے ذخائر نظر آئے گا جو کچھ آئے گا وہ آسائش و آلائش آمادہ استفادہ نظر آئے گا اقسام وانواع نباتات نظر آئیں گے اقسام حیوانات اس انسان کے استفادہ کے لئے آمادہ نظر آئیں گے بعض اس کی سواری کے لئے بعض اس کو دودھ پلاتی ہے بعض غذا دیتی ہے بعض لباس دیتی ہے بعض اس کی حفاظت کرتی ہے ہر ایک حفظ انسان کے لئے حریص نظر آتے ہیں کبھی انسان آرام کر رہا ہے بیٹھے ہوئے یا کبھی سوتے ہوتے ہیں یہ سب اسکی آسائش کے لئے اپنی کی زندگی کو آمادہ کئے ہوئے ہیں گویا بادشاہ وقت نے اپنی مہمان کے لئے قیام گاہ بنایا ہے اور اس کو جتنا چاہے کیف ماشاء حق تصرف دیا ہے اس سے بڑی واضح روشن دلیل کیا ہوسکتی ہے یہ عالم مخلوق خالق حکیم قدیر و علیم ہے کس حسن تقدیر سے حسن نظم سے منظّم کیا ہے محسوس ہوتا ہے ملموس نظر آتا ہے یہ سب ایک خالق کی مخلوق ہے یا خلاف جز ظالمین جاہدین سمجھ کر کہتے ہیں بہت سے خالقوں نے بنایا ہے کائنات کا نظم واحد دلیل ہے اس کا مظام واحد ہے اگر اس ذات کا کوئی ردیف حریف ہوتا تو اس نظام میں اختلاف نظر آتا۔

کونیات کے بارے میں تصورات

بعض علماء دانشوران یہ کہتے تھے کہ زمین اپنی جگہ ثابت مستقر ہے جبکہ قمر اس کے گرد گردش کرتا ہے اس کے مقابہ میں بعض علماء جن میں سے ایک برندرس تھا اس ایک دفعہ علم فلک کے بارے میں درس کے دوران کہا دیکھو زمین سورج کے گرد کیسے گردش کرتی ہے اور خود سورج بھی اپنی گرد کیسے گردش کرتا ہے اور سورج اپنے منظوم نجوم موصوم بہ مجرہ کے گرد بھی گردش کرتا ہے مباحثہ مذاکرہ کے بعد ایک بوڑھی اور چھوٹی قد والی عورت اٹھی اور اس نے

کہا جو بات آپ نے کی ہے وہ لغو ہے بے ہودہ ہے یہ زمین ایک تختہ کی مانند ہے ایک بشر کسی کچھوا کے اوپر بیٹھا ہے تو برندرس نے اس عورت سے کہا یہ کچھوا خود کس چیز پر قائم ہے تو بوڑھی عورت نے کہا تم بڑے ذہین انسان ہو عورت نے بھی کہا کچھوا کچھوا کے اُوپر بیٹھا ہوا ہے کونیات کی تخلیق ایسی قیل وقال سے پُر ہے ہر ایک اپنی بات کرتا ہے آپ خود بتائیں کائنات کس چیز سے بنی ہے کائنات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں اگر ہم جاننا چاہیں کہاں سے جانیں تو کیا طریقہ ہے کہاں سے شروع کریں سب سے پہلا سوال یہ آتا ہے کائنات کہاں سے آئی ہے کہاں جارہی ہے کہاں رکے گی اس کی ابتداء کہاں ہے اسکی انتہاء کیا ہے ایسے بہت سے سوالات کونیات کے بارے میں آتے ہیں بعض نے کہا ہے کائنات ہمیشہ سے تھی پھر سوال نہیں ہوتا کہاں سے آئی ہے

آغاز تخلیق کائنات

کتاب بدایۃ الخلق تألیف حافظ ابن کثیر کی تمہید میں آیا ہے ص ۱۸ زمین اور دیگر ستارے سورج کے گرد ایک منظّم شکل صورت میں ایک بڑے عالم کی شکل میں گردش کرتے ہیں اس کی عظمت و بزرگی کا بیان انسانی موازین کے تحت امکان پذیر نہیں یہ مثال معروضات کے ذریعے قابل فہم بناتے ہیں بطور مثال زمین جو کہ سورج سے ۱۵ کروڑ کلومیٹر دور ہے یہ مسافت بہت بڑی مسافت ہے یہ تصور انسانی میں نہیں آسکتی اس کو چھوٹا کر کے دکھانے کے لئے ایک متوسط مسافت پیش کرتے ہیں یہ جو سیارے ہیں سورج سے دور ہیں سب سے دور سیارہ پلوٹون ہے یہ سورج سے اتنا دور ہے کہتے ہیں زمین اور سورج کے درمیان جو فاصلہ ہے اس کو ہم برابر کریں تو اتنا دور ہے پلوٹون کے برابر ہے ۱۵ کروڑ کو ۴۰ سے ضرب کریں گے تو ۶ ملیارڈ یعنی ۱۰۰ ملیون کا اس طرح سے سورج کی جو شعاع ہے پلوٹون تک پہنچنے کے لئے ۶ گھنٹے چاہیۓ ۶ گھنٹے میں سورج کی شعاع پلوٹون تک پہنچتی ہے مسافت جو ہے نور کاسٹ کرتا ہے وہ تین لاکھ کلومیٹر فی سکنڈ تیار کرتی ہے تو اندازہ کرو کتنے کلومیٹر ہوں گے سورج جو ہے ہماری زمین کی سورج کے ملحقہ ستاروں میں سے ایک ستارہ ہے یہ جو سورج اپنے ستاروں کیساتھ ایک ملیاڈ ستارے مل کے ایک مجرہ بنتی ہے مجرہ جو ہے اپنی جگہ کہتے ہیں اللہ جانتا ہے ہمارا سورج اور انکے ملحقہ ستارے ملا کے ایک ملیاڈ ستاروں کے ایک مجرہ کہتے ہیں مجرہ آپ کو کیسے سمجھائیں مجرہ کی ایسی شکل باقی ہے گرمیوں میں آسمان صاف ہو تو آپ کو جتنے ستارے نظر آتے ہیں آسمان پر وہ سب ایک مجرہ کے ہیں جو ہم سے قریب ہیں اس کو ہمارا مجرہ کہتے ہیں اس کا نام دربولمبانہ کہتے ہیں

اثبات وجود باری تعالیٰ کے دلائل:

ادلہ وجود باری تعالیٰ:

کونیات کو قرآن کریم کی بہت سی آیات میں ''آیات'' یعنی نشانی کہا ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ ذات باری تعالیٰ کے وجود کی دلیل ہے۔ جیسا کہ سورہ فصلت آیت ۵۳ میں ہے ﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَ فِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَ وَ لَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيد﴾ کہ اگر تم بنا سکتے ہو تو اس جیسا ایک ذرہ جامد بنا کر دکھاؤ۔ ذات باری تعالیٰ کے وجود پر دلائل لاتعداد و لاتحصیٰ ہیں لیکن بعض نے لاینتہیٰ کو ایک دوسرے میں مدغم کر کے محدود بنایا ہے، بعض نے محدود کو مفصل کیا ہے گویا اس آیت کریمہ کا مصداق بنایا ہے۔'' کتاب احکمت آیاته ثم فصلت ''صاحب کتاب الفیز یاء نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۶ پر تین دلائل پر اکتفاء کیا ہے تینوں کو مصطلحات میں دیکھیں۔

۱۔ دلائل برھانی ۲۔ دلائل آیات ۳۔ دلیل عنایت

غیب جاننے کو علم کہتے ہیں، وسائل کے استعمال سے حاصل شدہ معلومات کو علم کہتے ہیں، غیب تک رسائی کے مصدقہ واطمینان بخش وسائل تین ہیں۔

عقلاء اوّلین و آخرین، عقل عقلاء دنیا کہتی ہے ہر اثر کا ایک مؤثر ہونا چاہئے ہر مسبب کا ایک سبب ہونا چاہئے یہ کافر وملحد منکر مؤمن دونوں مانتے ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ کائنات کے مخلوق ہونے کی فکر کے داعی فرانسیسی فلسفی جان پال سارتر ہیں ''کتاب عقلیات'' اسلامیہ تألیف محمد جواد مغنیہ جلد ا ص ۳۷ پر آیا ہے بعض مومنین نے نجف اشرف میں بعض علماء کے لئے یہ سوال بھیجا'' **مارئیکم فی دعوت الفیلسوف فرنسی الادیب اشهر سارتر الّذی تحدی بها المؤمنین** ''جس نے شرق وغرب کے مسلمانوں کو چیلنج کیا ہے کہ وہ اپنے اللہ کے بارے میں بحث و گفتگو، جدال ومناظرہ کرنے کی صلاحیت واہلیت رکھنے والی ایک ہستی کا انتخاب کریں، اس کے فرانس آنے جانے کا خرچہ بھی وہ برداشت کرے گا۔ مسلمانوں نے کہا اس سارتر کی تحدی کا جواب دینے والے کا خرچہ ہم برداشت کریں گے لیکن مسلمانوں نے کوئی جواب نہیں دیا خاموش رہے۔

الحاد کی بنیاد پر یکسر وجود باری تعالیٰ سے انکار کی بنیاد یہودیوں نے اس وقت رکھی جب وہ دیگر ادیان سماوی

نصاریٰ اور مسلمانوں کو یہودی بنانے میں مکمل ناکام ہوئے، منصوبہ بدل کر کے کلی طور پر دین سے انکار کا منصوبہ بنایا تو بہت سے مسیحیوں کو ملحد بنایا، سارتر کے بعد جتنے بھی ملحد بنے ہیں ان کا الحاد مسیحیوں والا ہو یا مسلمانوں والا ہو از روئے تحقیق نہیں دلائل و براہین کی بنیاد پر نہیں، ان کے الحاد کی برگشت نفسانی خواہشات پر مبنی ہے انہوں نے مال و دولت، مقام و سلطنت کے عوض میں یہ تحریک چلائی ہے آج بھی مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ خاص کر کے دین کے بارے میں گزاف گوئی کرنے والوں کی اولادیں چاہے میدان سیاست میں ہوں یا مذہبی میدان میں ان میں سے ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق سہولت دینے کے وعدے سے لوگ ملحد ہوتے آئے ہیں۔ جس طرح بہت سے مسلمان تقلیدی مسلمان ہیں جن لوگوں نے اشعریت کو اپنایا ہے یا جن لوگوں نے فرقہ معتزلہ بنایا ہے یہ سب تقلیدی ہیں ابھی تک کسی دہری ملحد نے تصور اللہ کو ناممکن بنا کر پیش نہیں کیا ہے ان کی آخری دلیل یہ ہے کہ ہم نے بہت تلاش و جستجو کی ہم نے اللہ کو نہیں پایا، لیکن مسلمانوں نے پایا تو ہم اس کو اللہ نہیں مانیں گے، اس منطق کے تحت یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک موجود محدود موجود لامحدود کو پائیں یا اس کا احاطہ کریں۔

فلاسفہ اور متکلمین نے اللہ کی الوہیت و ربوبیت کے لئے قائم دلائل کا دو میں خلاصہ پیش کیا ہے، ایک کا نام دلیل حدوث ہے۔ ہر وہ چیز جو انسان کے سامنے ساکن ہے اسے حرکت میں آنے کے لئے محرک کی ضرورت ہے، ہر وہ چیز جو حرکت میں تھی اب وہ ساکن ہے تو اس کو کسی سکون میں لانے والے کی ضرورت ہے، کائنات کی ہر چیز ان چار حالات میں پائیں گے۔

۱۔ ترکیب

۲۔ حرکت

۳۔ تغیّر و تبدیل

۴۔ زمان

یہ سب حادث کی خصوصیات ہیں۔

فلاسفہ نے جو دوسری دلیل پیش کی ہے اس کا نام دلیل امکان ہے، کائنات کی جس چیز کو دیکھیں وہ وجود میں آنے زندہ و باقی رہنے کے لئے علت و سبب کی محتاج ہے لیکن یہ دو بھی اپنی جگہ ایک اور دلیل سے اخذ کرتے ہیں ہر چیز کو وجود میں آنے اور رہنے کیلئے سبب چاہیے۔

ج۔ الٰہیین اور مادیین کے درمیان نکتہ افتراق کہاں ہے؟ کائنات میں دو چیزیں نمایاں ہیں ایک حادث ہے یعنی

پہلے نہیں تھی بعد میں وجود میں آئی ہے دوسری یہ چیز مادہ تھی لیکن صورت بعد میں بنی ہے، الٰہیین کہتے ہیں مادۃ المواد کائنات جس سے کائنات بنی ہے وہ اللہ نے پیدا کیا ہے لیکن مادیین کہتے ہیں مادہ اپنے وجود میں ہی قدیم ہے صورتوں میں تبدیل بعد میں آئی ہے، الٰہیین کا کہنا ہے کہ کائنات پہلے سے معدوم تھی وجود نہیں رکھتی تھی، اس کے لئے انھوں نے دلائل فراواں سے استدلال واستناد کیا ہے، کتاب العقیدہ اسلامیہ واسسہا تألیف عبد الرحمٰن حسن حنبکہ نے ص ۱۲۷ پر ان چار دلائل سے استناد کیا ہے ۱۔ دلیل عقلی، کائنات کے دو دائرے ہیں بین وجود والعدم ۲۔ دلیل امتحان۔ ۳۔ دلیل تغیّر ۴۔ دلیل اتقان یا دلیل نظم

خالق مادہ خلق سے ہے جیسا کہ مفردات راغب میں آیا ہے "**الخلق اصله التقدير المستقيم و يُستعمل في ابداع شيء من غير اصل و لا اختراع** "یعنی کسی ایسی چیز کو خلق کرے جس کا نہ ہی پہلا مادہ ہو اور نہ ہی صورت ہو، مادہ سابق کے بغیر خلق کرنے والے کو خالق کہتے ہیں ایسا خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے سورہ انعام آیت ۱۰۲ ﴿ذٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ خالِقُ كُلِّ شَيْءٍ سورہ رعد آیت ۱۶ ﴿أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَ هُوَ الْواحِدُ الْقَهَّارُ ﴾ سورہ زمر ۶۲ ﴿اللَّهُ خالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ سورہ حجر آیت ۸۵،۸۶ ﴿وَ ما خَلَقْنَا السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ وَ ما بَيْنَهُما إِلَّا بِالْحَق﴾ ﴿إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَليمُ ﴾ سورہ غافر آیت ۶۲ ﴿ذٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ سورہ حشر آیت ۲۴ ﴿هُوَ اللَّهُ الْخالِقُ الْبارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْماءُ الْحُسْنى ﴾ سورہ فاطر آیت ۳ ﴿ هَلْ مِنْ خالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّماءِ وَ الْأَرْضِ لا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ ﴾ سورہ طور آیت ۳۵، ۳۶ ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخالِقُونَ ﴾ ﴿أَمْ خَلَقُوا السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ بَلْ لا يُوقِنُونَ ﴾ سورہ واقعہ آیت ۶۸، ۶۹ ﴿﴾ سورہ مؤمنون آیت ۱۴ ﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظاماً فَكَسَوْنَا الْعِظامَ لَحْماً ثُمَّ أَنْشَأْناهُ خَلْقاً آخَرَ فَتَبارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخالِقينَ ﴾ سورہ صافات آیت ۱۲۵، ۱۲۶ ﴿أَ تَدْعُونَ بَعْلاً وَ تَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخالِقينَ ﴾ ﴿اللَّهَ رَبَّكُمْ وَ رَبَّ آبائِكُمُ الْأَوَّلينَ ﴾ بدایۃ الکون نہایۃ کونیات تمام کی تمام عدم محض سے وجود میں آئی ہیں۔

منطق ڈارونی، منطق لافوازی، منطق صدفائی، منطق سوفسطائی، منطق وجودی،، منطق میکانیکی، منطق دیالکتیکی، مارکسیسی پاش پاش ہونے کے بعد اب ہمیں اثبات وجود باری تعالیٰ کے لئے دلائل و براہین قائم کرنے کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ کائنات اپنی جگہ ایک حقیقت رکھتی ہے اور ہر اثر کے لئے ایک موئثر ناگزیر

ہے اس کے لئے علماء، اسکالر، سائنسدان، فلک شناس کی ضرورت نہیں رہتی ہے کہ ان سے دلیل لے لیں۔ دور جاہلیت اولیٰ میں عرب جاہل بدو سے سوال ہوتا ہے، کیا تم نے اللہ کو دیکھا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کیسے ممکن ہے ایک ایسے رب کی پرستش کروں جس کو دیکھا نہ ہو'' البعر تدل الا البعیر ''یعنی رویئت باری تعالیٰ کے لئے دوربین وخوردبین کی ضرورت نہیں ہے بصر عادی و عامی بھی دیکھ سکتی ہے سمجھ سکتی ہے۔ اسی لئے اللہ کے وجود کی دلیل پوچھنے والے کو اللہ نے یہ سوال کیا؟ (افی اللہ شک) کیا اللہ کے وجود کے بارے میں تجھے شک ہے، لیکن ہم اللہ کے واضح، روشن اور تابناک ہونے کا جواز بنا کر مشککین، مجادلین، ملحدین کو نہیں ٹرخائیں گے۔ کیونکہ ٹرخاتا وہی ہے جو دلائل و براہین کا فقدان و بحران رکھتا ہے۔ جبکہ ہم اس پر حسب تعبیر قرآن لقمان آیت ۲۷ ﴿وَ لَوْ أَنَّ ما فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلامٌ وَ الْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ ما نَفِدَتْ كَلِماتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ دریا سیاہی بن جائیں اشجار قلم بن جائیں تو اللہ کے وجود پر دلائل ختم نہیں ہوں گے۔ انسان، آسمان، زمین، ذرات، حجرات، کہکشائیں، جن و بشر حیوان وحشرات اس ذات کے ثناء خوان و مداح ہیں۔

کائنات کا ہر ذرہ اس کے وجود پر شاہد و گواہ ہے تاہم جس طرح اس ذات نے علماء طبیعت علماء اجتماع کو کبھی تفصیل کبھی خلاصہ کبھی اجمال و ابہام میں کبھی ایضاح و تفصیل میں بیان فرمایا ہے۔ علماء فلاسفہ، علماء اہل توحید نے دلائل کو خلاصہ کر کے چند دلائل میں سمویا ہے۔ انہوں نے ان دلائل میں سے ایک کا نام دلیل حدوث رکھا ہے۔ یعنی کائنات پہلے نہیں تھی بعد میں وجود میں آئی ہے یا مادہ تھا ہی نہیں یا مادہ تھا صورت نہیں تھی دونوں صورت میں خالق و مصور ناگزیر ہے۔ اس کو کہتے ہیں حدوث محدث مانگتا ہے دلیل حدوث موجد کی دلیل ہے۔ دوسرا جب کوئی چیز پیدا ہوتی ہے، تو اس بارے میں یہ سوالات خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ کس نے پیدا کی ہے۔ کس مقصد کے لئے پیدا کی کب تک رہے گی۔ وجود جب اپنا نہیں ہے وجود دلانے والے نے وجود دیا ہے تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ وجود اپنے دوام و بقا کے لئے محتاج مند، نیاز مند ہے۔ بعض علماء نے بقاء موجودات سے نیاز مبقی کی طرف استدلال کرتے ہوئے اس دلیل کو دلیل نظام کہا ہے۔ کائنات کی ہر چیز کے اندر جو نظام چلتا ہے حیرت کی بات ہے علم پھیلنے کے بعد بعض لوگ یہ کہنے لگے ہیں کہ علم سے اللہ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ ایمان باللہ اور علم میں تضاد ہے لیکن مومنین کہتے ہیں علم نے اللہ کے وجود کو اور واضح اور روشن کیا ہے۔ ذرہ جو کائنات کے حروف مبانی میں سے ہے، اس میں کتنی اقسام ہیں جس سے پہاڑ بنتا ہے، انسان بنتا ہے، کہکشاں بنتی ہے۔ پہاڑ کا کیا نظام ہے کہکشاں کا کیا نظام ہے، خلیہ جو وجود حیوانی کی ایک اکائی ہے اس خلیہ میں کتنا نظام ہے۔ ان خلیات سے جمع

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۲۶ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

انسانی دماغ میں کیا نظام ہے اس کو دلیل نظام کہا ہے۔ہم ذیل میں پہلے مرحلے میں ان تین دلائل پر روشنی ڈالیں گے پھر ذرا مخلوقات الٰہی کی اقسام میں سے کچھ چیزیں انتخاب کریں گے،ایک کا نام دلیل آفاقی ہوگا دوسرے کا نام دلیل انفسی ہوگا،تیسرے کا نام دلیل حیوانی ہوگا۔

۲۔فطرت کسی کی تعلیم سے نہیں آتی ہے جیسے باپ کی اولاد سے محبت ماں کی اولاد سے محبت ہر انسان کی اپنی ذات سے محبت مال سے محبت علم ودانش سے محبت تلاش حقیقت کی گرائش یہ سب انسانوں میں ہوتی ہے۔

۳۔فطرت انسان کے اندر ختم نہیں ہوتی ہے لیکن دب جاتی ہے حالات وحوادث اس کو جام کرتے ہیں روکتے ہیں جب مانع رفع ہوتا ہے تو پھر دوبارہ ابھرتی ہے والدین کی اولاد سے محبت نافرمانی سرکشی عدم اطاعت کی صورت میں ختم ہوجاتی ہے ایک دوسرے سے نفرت ہوتی ہے موانع رفع ہونے سے دوبارہ محبت ہوتی ہے،سکولوں میں بار بار فیل ہونے کی علم سے نفرت ہوتی ہے لیکن دوبارہ حالات سازگار ہوتے ہیں تو ضرورت کی گھنٹی بجتی ہے، بڑھاپے میں علم حاصل کرنے جاتا ہے موت کے دھانے میں مال سے نفرت ہوجاتی ہے تو اسراف کرتا ہے غیر مربوط افراد کو دیتا ہے شفایاب ہونے کے بعد دوبارہ محبت آتی ہے اس کو کہتے ہیں فطرت اب ہم آتے ہیں فطرت میں خدا جوئی اللہ جوئی ہے وہ کہاں ہے،اس کی دلیل کیا ہے۔

۱۔دنیا میں ظواہر دینی پر تحقیق کرنے والوں نے تحقیق کی ہے یا تاریخ ادیان پر لکھنے والوں نے تحقیق کی ہے دنیا میں مسیحی،یہودی،بت مت،ھندو،فقیر وغنی،عالم وجاھل،خوشحال وغمزدہ ہر جگہ ہر ملل وعلل میں بغیر کسی امتیاز حس دینی پائی جاتی ہے،ایک عظیم ہستی کی طرف جھکاؤ کی سوئی گردش کرتی رہتی ہے۔

۴۔عالمی انسانی مظاہر میں سے ہے کہ ہر قوم علاقہ میں مظاہر تقدیس پائے جاتے ہیں یہ ایک تاریخی اور موجود حقیقت ہے،جہاں کوئی انسان شاید مسخ ہوا ہو وہ اور بات ہے ورنہ ہر کسی ایک ظاہر دینی کا مظاہرہ تقدیس کے ساتھ کرتا ہے،یہ پہلی دلیل ہے اسلئے ابھی تک دنیائے یہود،مسیحیوں اور ھندوؤں سے لوگ مسلمان ہو رہے ہیں عالم الھادی نے دین کے فروغ،دین کے جُھکاؤ کو روکنے کے لئے عالمی الھادی،علاقائی اور دولی سطح پر قانون پاس کیا ہے کہ کوئی شخص ملحد ہوجائے لیکن ایک دین چھوڑ کر دوسرے دین میں نہیں جاسکتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک فطری عنصر ہے جس کو طاقت کے ذریعے دبایا جاسکتا ہے لیکن ختم نہیں کیا جاسکتا ہے چنانچہ روس میں ستر سال دین کے نام ونشان پر پابندی گزرنے کے بعد پھر دینی مظاہر ابھر کے سامنے آئے لوگوں نے دین بھلایا نہیں تھا۔

۲۔دوسری دلیل جب بھی انسان کسی مصیبت میں پڑتا ہے مشکلات سامنے آتی ہیں فقر و فاقہ کا سامنا ہوتا ہے اجتماعی سیاسی حالات بدل جاتے ہیں خود کو ان کے سامنے بے بس تصور کرتا ہے تو اس وقت اس کو اللہ یاد آتا ہے ہمیں اس کی ایک فہرست بنانی ہے قرآن کریم میں اس سلسلے میں یہ آیات آئی ہیں۔(آیات لکھنی ہیں)

۱۔دلیل فطرت۔فطرت مادہ فطر سے یعنی شگافت طولی کو کہا جاتا ہے۔صاحب مقائیس نے،ف،ط،ر،سے مرکب کلمہ کے لئے ایک اصل بتائی ہے" یدل علی فتح الشی و ابراز،مخا ذالک الصوم"

''فطرت الشاۃ فطرۃ اذا حلبتها ،یکون الحلب باصبعین''آٹا گوند کے روٹی بنانے کو کہتے ہیں۔یعنی خمیر بننے کا انتظار نہ کریں،یہاں سے سوچنے اور غور کرنے کے بغیر کام کرنے کے لئے فطیر کہا جاتا ہے اللہ نے تخلیق انسان میں کچھ خصلتیں رکھی ہیں جو انسان کو فردی اجتماعی اور دینی زندگی گزارنے کے راستے پر گامزن کیا ہے اگر کوئی بیرونی دباؤ نہ آجائے،یہ خصائص انسان کے اندر بغیر تعلیم و تربیت درک ہوتے ہیں،یہ خاصیت جہاں اچھے مقاصد کے لئے ہوتی ہے وہاں یہ ان کی کمزوری میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

فطرت سے متعلق کچھ مثالیں ملاحظہ کریں۔

۱۔بچے کا ماں کے پستان چوسنا۔

۲۔بھوک لگے یا درد ہو جائے تو رونا۔

۳۔ماں سے محبت کرنا۔

۴۔اپنے ساتھ نیک سلوک کرنے والوں سے محبت کرنا۔

۵۔حس سے تحقیق کی طرف جھکاؤ۔

۶۔اپنے سے مافوق ایک طاقت کی طرف جھکاؤ۔

''ایک حس اللہ کی طرف جھکاؤ ہے جو ہر شخص کا فر و ملحد میں بھی کبھی کبھی نمودار ہوتی ہے''

۱۔اگر کسی کا دشمن انتہائی طاقت و قدرت کے حامل ہے اس کو قتل کرنا یا اس کے چنگل سے بچنے کے کوئی آثار نظر نہ آتے ہوں تو پھر ایک ایسی طاقت سے واسطہ کی امید رکھنا تاکہ وہ بچ جائے۔

۲۔کوئی شخص شکار کے لئے نکلے لیکن آفات میں گھر جائے لیکن بچنے کی امید رکھتا ہو۔

۳۔جو شخص سزائے قید سننے کے بعد بھی رہائی کی امید رکھتا ہو۔

۴۔دردناک لاعلاج مرض میں مبتلاء انسان صحت مندی کی امید رکھتا ہو۔

۵۔کسی جہاز میں اعلان خطر ہوا ہو لیکن جہاز نہ گرنے کی امید ورجاء رکھتا ہو۔

۶۔حکم سزا موت سننے پر بھی امید نجات رکھتا ہے۔

۷۔زلزلہ یا تباہ کن سیلاب کی وجہ سے ہر طرف سے مایوس ہو لیکن پھر بھی نجات کی امید رکھتا ہو۔

۸۔غرق ہونے والا نجات کی امید رکھتا ہو۔

دلیل حدوث:

حدوث کا اصل حدث ہے لغت میں پہلے بیان کر چکے ہیں امّا اصطلاح میں بھادلی اپنی کتاب محاضرات فی العقائد کے صفحہ ۲۲۰ میں لکھتے ہیں حدوث کسی شئے کی ایسی صفت ہے کہ یہ چیز پہلے نہیں تھی " **حدوث صفت لشئی المسبوق بوجوده او العدم او بالغیب** " جو چیز پہلے نہیں تھی۔

ہر حادث، محدث کا نیازمند ہے، لہٰذا کونیات محتاج و نیازمند ہیں مکون غیر حادث کی، اما کونیات حادث ہیں اس کی دلیل کونیات کو پڑھنے مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کونیات کا تجزیہ کرنے والوں نے بتایا ہے مادہ اپنے وجود کائنات میں بسیط ہے، اس کی پیدائش کچھ چیزوں سے گلوگیر، نا قابل تفکیک اور لازم و ملزوم ہے، ان چیزوں کا کونیات میں مدغم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ کائنات حادث ہے وہ یہ کہ ہر چیز مرکب ہے ہر ایک چیز دوسری چیز سے بندھی اور جڑی ہوئی ہے۔جس وقت قرآن کریم نازل ہوا تھا عرب ان پڑھ تھے یعنی وہ فلسفہ یونان نہیں جانتے تھے، اس وقت سائنسی لیبارٹری نہیں تھی وہ صرف فلسفہ عقل کو پڑھتے تھے جو اللہ نے ان کے اندر ودیعت کی تھی جو آہستہ آہستہ فطرت میں نمایاں نظر آتی ہے فطرت میں جاگزیں ہے لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان سے خطاب کرتے وقت خطاب علمائی نہیں کیا، خطاب فلسفی نہیں کیا خطاب عقلی کیا بار بار عقل کو حرکت میں لاؤ عقل کو استعمال میں لاؤ ۔اللہ نے ان سے کہا دیکھو تم میاں بیوی کے جوڑ کو جانتے ہو یہ دونوں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں ان کی جدائی سے نظام خانہ معطل ہو جاتا ہے نسل بند ہوتی ہے، مشکلات پیش آتی ہیں۔اسی طرح کائنات کی ہر چیز کا ایک دوسرے سے جوڑ ہے، حیوانات جوڑے ہیں، سبزہ جات گھاس اور پودوں میں جوڑ ہیں حتیٰ پتھروں میں جوڑے ہیں بارش کے قطرات کے جوڑے ہیں۔

۱۔مادہ مرکب ہے:

مبدع کائنات کا تحدی:

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۲۹ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

کائنات ازلی ہے:

کائنات ازلی ہے اس کی کوئی بدایت وآغاز نہیں ہے لہٰذا اس کا کوئی خالق بھی تصور نہیں کر سکتے ہیں۔ ایک کہتا ہے اس کا خالق ہے یہ دونوں نظریات قریب ہیں یہ دو حال سے خالی نہیں ہیں، اس مادہ مردہ کو جس میں حرکت نہیں شعور نہیں کو موجودِ ازلی کہیں یا اس کائنات کے لئے کوئی خالق ہے جو صاحب ارادہ ہے ان دو فکروں میں سے ہمیں ایک فکر کو اپنانا ہے۔ ہم اس کائنات کو دیکھتے ہیں جس میں قانون میکانکی وڈائینامکی کے تحت ہر موجود میں حرارت پائی جاتی ہے یہ حرارت ہر آئے دن کم ہوتی جارہی ہے نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ اس صورت حال میں طاقت ختم ہوجائے گی۔ حرارت کے ختم ہونے سے طاقت ختم ہوجائے گی جب حرارت نہیں تو حیات ختم ہوجائے گی، اس کی ایک مثال سورج ہے جو حرارت سے جل رہا ہے۔ یہ ستارے، زمین، انواع واقسام کی حیات میں، اگر یہ حرارت ختم ہوگئی تو کائنات ختم ہوجائے گی یا اپنے انجام کو پہنچ جائے گی، جب انہدام ہوتا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا کوئی آغاز بھی تھا لہٰذا اس کا ایک خالق بھی ہے۔ جس کی قدرت کی کوئی حد نہیں یہ کائنات اس کی صنعت میں سے ہے۔ زمین جو انواع واقسام کی مخلوقات سے لبریز ہے اس حیات اور اس نظام کی تفسیر صدفہ نہیں ہوسکتی ہے۔ اچانک وجود میں آنے کا تصور نہیں ہوسکتا۔ زمین ایک کرّہ ہے فضاء میں ہے اپنے گرد گردش کر رہی ہے، اس کی گردش سے شب وروز وجود میں آرہے ہیں۔ یہ سورج کے گرد ایک سال میں گردش مکمل کرتی ہے، سورج کے گرد گردش سے فصول اربعہ پیدا ہوتی ہیں اس گردش ہی کی وجہ سے زمین کا بڑا حصہ سکونت کے قابل ہوا ہے، انواع نباتات پیدا ہوئی ہیں۔ اگر زمین ثابت نہ ہوتی تو یہاں نباتات نہ اگتے زمین کے اوپر پانچ سو کلومیٹر کے فاصلے پر گیس ہے، یہ گیس اس حد تک ہے کہ یہاں دوسرے کرّات سے گرنے والے شعوب زمین پر نہیں پہنچتے، ایک ساعت میں ۳۰ میل رفتار کی سرعت سے روکتی ہے۔

۲۔ کائنات کسی مدبر وحکیم کی تدبیر وحکمت سے وجود میں آئی ہے، یہ کہنا کہ کائنات بطور صدفہ واچانک اور اتفاق سے وجود میں آئی ہے اس مفروضہ کو عقل ووجدان مسترد کرتے ہیں۔ اگر اتفاق صدفہ سے کوئی چیز وجود میں آجائے تو وہ اتفاق ہمیشہ نہیں ہوتا ہے نیز وہ بلاسبب نہیں ہوتا ہے اتفاق کہنا بطور مسامحہ ہوتا ہے علت سے ہی وجود میں آتی ہے ہر جگہ نہیں ہوتا ہے اگر کسی جگہ اچانک کسی کی گولی سے کوئی مرجائے اگر کہیں اتفاق سے بلند عمارت سے معمار کے ہاتھ سے اینٹ گرنے سے کوئی مرجائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ شہر کے تمام لوگ گولی لگنے سے یا

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۳۰ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

اینٹ لگنے سے مرتے ہیں اگر کوئی مادرزاد اندھا پیدا ہو جائے تو پورے ملک میں روزانہ پیدا ہونے والے اندھے پیدا نہیں ہوتے ،کائنات میں موجودات لامحدود لاعضو وجود جو ہے ایک دوسرے سے متشابہ ہیں۔

یہ سب ایک قانون کے اندر خاضع نظر آتے ہیں کبھی کسی انسان سے کتا، بلی پیدا نہیں ہوا ہے گائے بھینس سے شیر واونٹ پیدا نہیں ہوا کہیں کسی وجود میں خلا نظر نہیں آ رہا ہے، یہ جگہ خالی نظر آ رہی ہے ایسا نہیں ہے، ہر وجود کی شکل قد وقامت واندام یکساں ہے، اللہ نے سورہ ملک آیت:۳،۴ میں اس دلیل کی طرف اشارہ کیا ہے جس ذات نے آسمان کو طبقات میں پیدا کیا ہے یعنی ایک کے اُوپر دوسرا دوسرے کے اُوپر تیسرا اس کی مخلوقات میں تناو تنازع تباعد نہیں پائیں گے آنکھ میں موجود پانی ناک میں موجود پانی سے نہیں ملتا ہے ناک کا پانی دہن کے پانی سے نہیں ملتا ہے خون پیشاب سے نہیں ملتا ہے شکر نمک سے نہیں ملتی ہے پہلی دفعہ میں اشتباہ ہو تو دوبارہ پلٹ کے دیکھیں کیا کوئی شگاف نظر آتا ہے خلل نظر آتا ہے سوراخ نظر آتا ہے ایک دفعہ نہیں بار بار دیکھیں عظمت خالق کو دیکھیں مدلل نظام کو دیکھیں جتنا دقت سے دیکھیں گے۔

انسان کو حیرت زدہ واپس کرتا ہے دقت نظر حیرت واعجاب کی طرف پلٹاتے ہیں اس نظام کائنات میں ہر چیز کے لیے مقدار جو ضروری ہے اس میں نہ کمی ہے نہ زیادتی نہ طغیان وسرکشی ہے اگر یہ اندازہ، یہ مقدار حکیم ومدبر کے اندازے کے تحت نہ ہوتی تو نظام درہم برہم ہو جاتا ایک دوسرے کے اُوپر آ پڑتا ہے اگر نظام میں ضبط اور روک ٹوک نہ ہوتی تو کائنات حشرات وجراثیم سے بھر جاتی، روئے زمین پر انسانوں کے لئے بسنا ناممکن ہو جاتا کیونکہ حشرات کی تولید دیگران کی نسبت حد سے زیادہ ہے حتیٰ نباتات جو دوسرے نباتات کے لئے نقصان دہ ہیں انکی بھرمار ہوتی انسان کے لئے غذا ختم ہو جاتی، اگر اللہ کا نظام نہ ہوتا ہر چیز کو اس کی حدود میں نہ رکھا ہوتا، تو روئے زمین پانی سے بھر جاتی انسان غرق ہو رہے ہوتے، اگر اللہ ہوا کو نہیں روکتا اور اپنے اندازے کے مطابق نہ چلاتا تو کوئی ذی حیات کوئی نباتات زندہ نہ رہ سکتے۔

ا۔جس ذات نے بغیر مادہ صورت کائنات وجود میں لائی ہے، اور عجیب واعجب مخلوقات ایجاد کی ہیں مخلوقات کا آپس میں ایک نظام محیّر العقول رکھا ہے، اس نے تعدد خالقیت، کثرت الوہیت اور الہٰ حق کے مقابل میں الہٰ خود ساختہ بنانے والوں سے تحدی کیا ہے فرمایا ہے۔

ا۔آسمان وزمین کو کس نے خلق کیا ہے ﴿أَمَّنْ خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ﴾ سورہ نمل:۶۰

۲۔آسمان سے پانی کس نے برسایا، زمین پانی پر ساکت درخت کس نے اگائے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور تھا سورہ

نمل آیت:۶۰ ﴿وَ أَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَنْبَتْنا بِهِ حَدائِقَ ذاتَ بَهْجَةٍ ما كانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَها أَ إِلهٌ مَعَ اللَّهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ﴾

۳۔کس نے زمین کو حرکت اور اضطراب سے قرار بخشا یہ کس نے پہاڑوں کے بیچ میں نہریں چلائیں۔

سورہ نمل:۶۱ ﴿أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَراراً وَ جَعَلَ خِلالَها أَنْهاراً وَ جَعَلَ لَها رَواسِيَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حاجِزاً أَ إِلهٌ مَعَ اللَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لا يَعْلَمُونَ﴾

۴۔کس نے زمین کو سکون دیا کس نے دو دریاؤں کے درمیان دیوار کھینچی سورہ نمل آیت:۶۱ ﴿أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَراراً وَ جَعَلَ خِلالَها أَنْهاراً وَ جَعَلَ لَها رَواسِيَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حاجِزاً أَ إِلهٌ مَعَ اللَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لا يَعْلَمُونَ﴾

کتاب موسوعۃ العلمیۃ المبطلہ صفحہ۳۰۴ پر آیا ہے "کل ما یشکل مکانا ما فی الوجود" یعنی ہر وہ چیز جو جگہ گھیرتی ہے وزن رکھتی ہے مادہ کہلاتی ہے، مادہ کی تین حالتیں ہیں، ٹھوس، مائع اور گیس، مادہ ان تین حالتوں سے باہر نہیں ہے۔لیکن ایک اور حالت کو بھی تسلیم کیا جاتا ہے اس کو (PLASMA) کہتے ہیں۔ مادہ مرکب ہوتا ہے چاہے کسی بھی شکل وصورت میں ہو، وہ جن اجزاء سے مرکب ہوتا ہے وہ اپنی جگہ ذرات سے مرکب ہیں اور ذرات اپنی جگہ مزید چھوٹے اجزاء سے مرکب ہیں جن کو پروٹان، نیوٹران اور الیکٹران کہتے ہیں، الیکٹران جو کہ مرکزے کے گرد گھومتا ہے انتہائی چھوٹا ہے۔ذرات ایک دوسرے سے متشابہ ہوتے تو ایک شکل میں ہوتے لیکن عناصر کی تعداد سو سے زیادہ بتائی جاتی ہے، عنصر سب سے بسیط شکل مادہ ہے وہ ایک نوع ذرات سے بنتی ہے عناصر میں درج ذیل چیزیں آتی ہیں۔حدید، آکسیجن، ہائیڈروجن، وغیرہ ایک نوع سے زیادہ ذرات سے مل کر بننے والے مادہ کو مرکب کہتے ہیں۔

مادہ مرکب ہے بسیط نہیں ہے تمام معنی ترکیبی میں، سخت اور نرم ہوتا ہے، حجم رکھتا ہے، وزن رکھتا ہے۔

۱۔مرکب فلسفی: مادہ ھیولہ اور صورت سے مرکب ہے قابل انفصال نہیں ہے۔

۲۔مرکب منطقی: منطق کے نزدیک جنس وفصل سے مرکب ہے ہر چیز کی ایک جنس اور ایک فصل ہوتی ہے انسان مرکب از حیوان ناطق سے انفصال ناپذیر ہے۔

۳۔گدھے مرکب از حیوان وناھق ہے

۴۔گھوڑے حیوان وساھل سے مرکب ہے

۴۔ترکیب ھندسی یعنی ہر چیز ،عرض ،طول اور عمق سے مرکب ہے۔
۲۔ترکیب الکٹرون، پروٹون، نیوٹرون مادہ مرکب ہے۔ بقول فلسفی، منطقی، ھندسی، طبیعی ،ایٹمی بغیر مرکب کوئی مادہ نہیں ہے لھذا قرآن میں آیا ہے ہر چیز کا ہم نے جوڑا بنایا ہے۔سورہ ذاریات ۴۹ ﴿وَ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴾

۲۔تغیّر مادہ:

موجودات گر چہ نظر سطحی ،قصری وعاجز میں ثابت وقائم نظر آتی ہیں آسمان پہاڑ دریا چاند سورج وغیرہ قائم نظر آتے ہیں لیکن ان کے مقابل بہت سی چیزیں متغیر نظر آتی ہیں جیسے دانہ جو زمین میں بوتے ہیں سبزہ اُگتا نظر آتا ہے جلد ہی بلند ہوتے ہوئے نظر آتا ہے پھول دیتا ہے اور جلد ہی زوال وفناء ہونے کی نشانی نمودار ہوتی ہے، باغ اپنے ہاتھ سے لگائے جاتے ہیں پودے بڑے ہوتے نظر آتے ہیں جلدی پھل دیتے ہیں اور جلد ہی خشک ہوتے نظر آتے ہیں اور جلد ہی مٹی ہوتے نظر آتے ہیں نطفہ ایک قطرہ مائع نظر آتا ہے بعد میں بڑھتے ہوئے نظر آتا ہے پھر بچہ نظر آتا ہے پھر جوان پھر بوڑھا نظر آتا ہے پھر زمین خوردہ نظر آتا ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز کو تغیر ودگرگونی گلوگیر ہے تغیر اور مادہ میں معانقہ اور گریہ زدہ جوڑ نظر آتا ہے۔

۳۔زمان ومادہ گلوگیر ہیں زمانے کی بھی اقسام ہیں زمان ارضی روئے زمین پر رہنے والوں کی عمر زمین کی حرکت سے بنتی ہے،کوئی بھی چیز جو سطح زمین یا تہ زمین ہو زمین کی گردش سے حساب ہوتی ہے مہینے چاند کی زمین کے گرد گردش سے بنتے ہیں، شمسی زمان منظومہ شمسی سے ہے،ایک زمان جو ہمارے سامنے ہے مولود حرکت زمین ہے، زمین کی ایک حرکت جو اپنے محور گرد ہے وہ چوبیس گھنٹے میں ایک دور مکمل کرتی ہے ایک گھنٹہ ساٹھ منٹ کا ہوتا ہے ہر منٹ ساٹھ سیکنڈ کا ہوتا ہے لیکن سیکنڈ کے بعد زمانے کا کوئی تصور نہیں ہے،تو ایک سیکنڈ ختم ہوتا ہے تو دوسرا سیکنڈ آتا ہے،تو زمان میں یہ بات واضح ہے کہ زمان کسی وقت ایک جگہ نہیں ہوتا ہے وہ ہر آن فنا میں ہے ایک زمان سورج کے گرد زمین کی گردش سے بنتا ہے جس سے چار فصلیں نکلتی ہیں،ایک زمان قمری ہے جو انسان کے مشاہدے میں ہے، چاند اور زمین گردش میں ہیں وہ ایک زمانہ دیتے ہیں سورج گردش میں ہے وہ ایک زمانہ دیتا ہے،تو خود زمانہ کیا چیز ہے کہتے ہیں حرکت مادے کا نام ہے۔علم کے بت کی پرستش کرنے والوں کا مکون کائنات کے خلاف اعلان جنگ ہے۔

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۳۳ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

ازلیت مادہ ہر طرف سے لشکر حدوث کے مسلسل حملے کی زد میں رہتی ہے جسکی وجہ سے مستقل رنگ وسکون میں نہیں رہ سکتی ہے، ازلیت مادہ پر حملہ کرنے کے لئے لشکر حدوث ہر وقت آمادہ وتیار ہے۔ان میں ایک حرکت ہے حرکت کی انواع واقسام ہیں، ترکیب، تغیّر زمان ہے، حرکت قلیل ترین ذرہ میں بھی داخل ہے جہاں الیکٹرون پروٹون کے گرد گردش میں رہتا ہے اس حرکت بلا وقفہ کے بارے میں استاذ بہادلی اپنی کتاب کے ص ۱۹۰ پر ابیقور سے نقل کرتے ہیں "**حقيقة الوجود حصول مجموع الجزئيات على التجمع والتماسک وقتا ما**"یعنی حقیقت وجود اجزاء کا ایک جگہ جمع ہونا ہے متمسک ہونا ہے نیز" **حقيقت فناء حقيقت الفناء هو انعدام ذالک التجمع والانسجام بين الاجزاء و تناثر وينحل يتناثر وما** "یعنی حقیقت فناء ان مجموعۂ ذرات کا منتشر ہونا ہے مادہ میں اور بھی حرکات پائی جاتی ہیں یعنی ان مجموعہ جات میں انحدام پیدا کرنا ہے حرکت خلیہ، حرکت ذرات الیکٹرون پروٹون، حرکت سیارات، حرکت زمین، حرکت حرارت وبرودت۔

۱۔حرکت انتقالی: ایک جگہ چھوڑ کے دوسری جگہ جاتا ہے جیسے انسان ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جاتے ہیں، گاڑی حیوان ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ رک جاتا ہے یہ حرکت مشاہداتی ہے، گولی حرکت میں جاتی ہے لیکن اس کی ایک منزل ہے، یا کسی سے ٹکراؤ ہو کر رک جاتی ہے یا انرجی ختم ہو کے رک جاتی ہے۔

۲۔حرکت تدریجی: باغات میں پودے حرکت میں نظر نہیں آتے ہیں سبزہ حرکت میں نظر نہیں آتا ہے، باغات میں پھل حرکت میں ہوتے ہیں سبز سے زرد، زرد سے سرخ ہوتے ہیں دانہ جو زمین میں ہے وہ حرکت میں ہے لیکن ہمیں نظر نہیں آتا ہے۔

حرکت دوری: زمین کی اپنے گرد حرکت الیکٹروں کی پروٹون کے گرد حرکت۔

حرکت جاذبی: ستاروں اور مجرات کی حرکت جاذبی ہے۔

کونیات حادث ہے مکون قدیم وازلی ہے۔

ہر حادثہ ہر واقع ہر فعل چند حقائق کی طلب رکھتا ہے۔ فاعل مانگتا ہے، مفعول مانگتا ہے، ظرف زمان ومکان مانگتا ہے، غرض وغایت مانگتا ہے جسے مفعول لاجلہ کہتے ہیں۔

غرض یہ کہ ہر چیز کے ایک جوڑا ہے، لیکن قرآن میں کلی طور پر کہا ہے کہ ہم نے ہر چیز میں جوڑا بنایا ہے سورہ یٰس آیت ۳۶ ﴿سُبْحانَ الَّذی خَلَقَ الْأَزْواجَ كُلَّها مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لا يَعْلَمُونَ﴾ جس طرح تمھارے درمیان زوجیت ہے، نباتات میں بھی زوجیت ہے۔ہم اپنے وجود کی نشانیاں تمھیں آہستہ آہستہ

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۳۴ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

ہر جوڑ کی نئی شکل میں دکھاتے رہیں گے سورہ فصلت ۔۵۳ ﴿سَنُرِيهِمْ آياتِنا فِي الْآفاقِ وَ فِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَ وَ لَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ اللہ سبحانہ تعالیٰ انسان سے پوچھتا ہے، تم خود بتاؤ کیسے وجود میں آئے ہو، تم عدم سے وجود میں آئے یا تم نے اپنے آپ کو خود خلق کیا ہے یا ہم نے نطفے سے پیدا کیا ہے جیسا کہ سورہ مرسلات کی آیت ۲۳ ﴿أَ لَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ ماءٍ مَهِينٍ﴾

﴿فَجَعَلْناهُ فِي قَرارٍ مَكِينٍ﴾

﴿إِلى قَدَرٍ مَعْلُومٍ﴾

﴿فَقَدَرْنا فَنِعْمَ الْقادِرُونَ﴾ جب پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے خود کو پیدا کیا ہے تو جواب میں کوئی یہ نہیں کہتا ہے کہ میں نے خود کو پیدا کیا ہے، سورہ فاطر آیت ۳ ﴿يا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّماءِ وَ الْأَرْضِ لا إِلهَ إِلاَّ هُوَ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ﴾ آسمان وزمین کو غیر اللہ نے پیدا کیا ہے، تو کہتے ہیں عزیز و حکیم نے پیدا کیا ہے سورہ زخرف آیت ۹ ﴿وَ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ﴾ انسان جو سب مخلوقات سے اعلیٰ و ارفع ہے وہ عدم سے پیدا نہیں ہوا ہے مادہ سے پیدا ہوا ہے تو اس سے سوال ہوتا ہے اس مادے کو کس نے پیدا کیا جب انسان سے سوال ہوتا ہے یہ جو کائنات ہے آسمان و زمین کیا تم نے پیدا کی ہے تو یہ نہیں کہ سکتا ہے کہ کسی نے نہیں پیدا کی ہے، کیا انسان نے پیدا کیا ہے تو مادیین کے پاس اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں رہتا ہے کہ وہ کہیں مادہ ہی ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا اس فکر کو اصطلاح فلسفی میں ''مادہ ازلی'' کہتے ہیں۔

ہم نے مادہ کی ازلیت کے حشر کو، تغیّر، حرکت، ترکیب تغیر زمان کی گولہ باری سے پاش پاش، ریزہ ریزہ ہوتے دیکھا ہے،، لیکن بے شرم دوبارہ نئی شکل میں دکھائی دیتا ہے، تغیّر مادہ، غیر مادہ سے بنا ہے غیر کے بارے میں صاحب مقائیس نے لکھا ہے حرف غین، یاء، را تین حروف سے بنا یہ کلمہ اپنی جگہ دو اصل رکھتا ہے" **يدل احدهما على صلاح و ا صلاح و منفعة**'' دوسرا'' **على اختلاف شيئين پهلا معنى ميں الغيرةوهى الميرة و هى اصلاح شأنهم ونفعهم اصل دوم هذا شىء غير هذا هو سواه و خلافه**''، ہر مادہ دوسرے مادے سے مختلف ہے مادی چیز بعض اوقات جلدی متغیر ہوتی نظر آتی ہے، بعض دیر سے متغیر ہوتی ہیں، لیکن تغیّر مادہ کا دوسرا تصور یہ ہے کہ اختلاف ایک دفعہ ذات میں آتا ہے ایک دفعہ صفات میں آتا

ہے اثبات وجود وحدانیت متعال کے بعد آتے ہیں، مادیین مدعی گزاف گوئی، خزاف گوئی جدید و کہن دونوں ایمان باللہ سے وابستہ تمام افکار کی نفی کرتے ہیں۔

کتاب عقائد اسلامیہ تألیف محمد جواد مالک ص۸۳ مادہ منقلب الاحوال ہے وہ اپنے وجود کو یکسو محفوظ رکھنے سے قاصر ہے مادہ تقسیم در تقسیم ہوتا ہوتا رہتا ہے تبدل در تبدل ہوتا ہے اس کی ایک مثال پانی کا ایک قطرہ ہے جو آکسیجن اور ہائیڈروجن سے مرکب ہوتا ہے اگر آپ اس کی حالت کو حرارت سے گرم کریں تو اس کی حالت بدل کر بخارات بن جاتی ہے بخارات فضا میں گردش کرتے ہیں اور برودت کی صورت میں دوبارہ پانی کی شکل میں نیچے گرتا ہے، اسی طرح ذرات طاقت میں تبدیل ہوتے ہیں، طاقت دوبارہ مادے میں داخل ہوتی ہے۔ مادیین نے اقرار خالق سے فرار کرکے ایک ذرہ بسیط کے ازلی ہونے کا تصور پیش کیا ہے حالانکہ وہ ذرہ بسیط اپنی جگہ قابل تقسیم ہے۔ ہر مادہ اپنی ضد کا حامل ہے مادہ میں طاقت حامل ہے لھذا مادہ طاقت میں بدل جاتا ہے اس طرح طاقت مادے میں بدل جاتی ہے ازلیت کائنات کے قائلین کا کہنا ہے کہ کائنات جو بھی ہو قدیم زمانے سے ہے لھذا اس کے لئے خالق کی ضرورت نہیں ہے۔ مادیین کے کل تمسکات یہ پانچ ہیں آئیے دیکھتے ہیں ان پانچوں میں سے کس کو صحیح گردانا جائے۔

کائینات خلق حدوث ہے۔ صاحب مقائیس نے ص۴۲۹ پر لکھا ہے "ک،و،ن، اصل یدل علی الاخبار عن حدوث شیء اما فی زمان ماضی او زمان راھی کان شیء یکون کونا اذا وقع وقع وحضر زیرا امر" اصاحب مفردات نے ص۴۹۴ پر لکھا ہے جہاں" کون کان ما مضی فی زمان" سے نسبت دی ہے وہاں معنی ازلیت دینا ہے سورہ احزاب آیت ۴ ﴿ما جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ في‏ جَوْفِهِ وَ ما جَعَلَ أَزْواجَكُمُ اللاَّئي‏ تُظاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهاتِكُمْ وَ ما جَعَلَ أَدْعِياءَكُمْ أَبْناءَكُمْ ذلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْواهِكُمْ وَ اللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَ هُوَ يَهْدِي السَّبيلَ﴾ سورہ فتح ۲۸ ﴿هُوَ الَّذي‏ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدى‏ وَ دينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَ كَفى‏ بِاللَّهِ شَهيداً﴾ سورہ احزاب ۲۷ ﴿وَ أَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَ دِيارَهُمْ وَ أَمْوالَهُمْ وَ أَرْضاً لَمْ تَطَؤُها وَ كانَ اللَّهُ عَلى‏ كُلِّ شَيْ‏ءٍ قَديراً﴾، لفظ کون میں ماضی ہے۔ اس میں حدوث ہے اور ہر حدوث محدث مانگتا ہے، یہاں سے الٰھیین اور مادیین کے مابین نزاع وجدال انتہاء ناپذیر جاری ہے۔

اللہ اور قانون کیمیائی:

کتاب اللہ تجلی فی العصر العلوم تألیف ''جون ارد لیف بوھلر'' استاد علوم کیمیائی کلیہ اندروسوں کتاب تجلی ص ۹۶ جون ارد لیف لکھتا ہے آغاز تمدن انسانی سے انسان کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اپنے اردگرد عوارض وتواری مادیات کے اسباب وعلل کو جاننے کی کوشش کرتا ہے، ابتدائی مراحل میں مادے کی حقیقت کو سمجھنے میں ناقص وقاصر تھا سنہ ۴۰۰ میلادی قبل مسیح دیمقراطیس کے تخمینہ کے مطابق تمام اشیاء چھوٹے دقیق ذرات سے بنتی ہیں لیکن ان سے پہلے یہ فکر چل رہی تھی مادہ متصل الاجزاء ہے لیکن فکر دیمقراطیس مادہ کے ظاہری مشاہدے سے متفق وموافق نہیں تھا لیکن اس کی یہ فکر دبی رہی اس طرح علم کیمیاء کو ایک قسم کی شعبدہ بازی، سحر اور چشم بندی خیال کرتے تھے، اس طرح دو ہزار سال تک یہ کوشش رہی کہ مادے کی حقیقی تعبیر حاصل کریں سترہویں صدی کے نصف میں ''زویل'' نے فکر دیمقراطیس کا دوبارہ احیاء کیا اس نے ہر چھوٹے مادے کا نام ''عبقری'' رکھا جو اس سے اور چھوٹا نہیں بنا سکتے ہیں، نا قابل تقسیم جز کو دوبارہ توڑ نہیں سکتے ہیں، جبکہ ارسطو تالیس نے کہا تھا یہ کائنات، زمین، آگ ہوا، پانی یعنی عناصر اربعہ سے بنی ہے۔۱۷۷۴ء کو جون برسل نے ایک عنصر آکسیجن کشف کیا ۱۷۷۶ء کو لوک کا فیڈنس نے ایک اور عنصر ہائیڈروجن کشف کیا بعد میں ''لافوزئی'' نے کہا ہوا آکسیجن اور ہیڈروجن سے مرکب ہے اس نے کہا پانی نائیٹروجن کی موجودگی سے بنتا ہے اس نے استنباط کیا کہ پانی خود ایک عنصر نہیں ہے، کیونکہ وہ ہوا میں ہائیڈروجن کے جلنے سے بنتا ہے، اس طرح علم کیمیاء تقدم میں پیش رفت ہوتے ہوئے سنہ ۱۷۹۹ء کو جوزیف برس فرانسیسی کیمیاء دان نے ایک مادہ مسک صاف نمک کی ترکیب کو کشف کیا سنہ ۱۸۰۸ء کو عناصر ومرکبات کے عنصر کو جاننے کی کوشش کی گئی اس طرح ایک عنصر چھوٹے چھوٹے ذرات سے مرکب ہے ایک عنصر کی ذرات تمام مواد میں موجود ہوتے ہیں یہ ذرات قابل تقسیم نہیں ہیں، عناصر کو ذرات کے وزن اور خاصیت کی طرف پلٹایا کیمیاء دان ایک حقیقت کے سامنے خاضع ہیں قانون کیمیاء قانون بقائے طاقت کا پابند ہے۔

جس طرح قرآن کریم میں اس جیسی کتاب یا دس سورے یا ایک سورہ بنا کے لانے کی تحدی کی تھی اسی طرح مبدع کونیات نے اوپر سے لیکر حقیر سے حقیر ناچیز تک کوئی چیز پیدا کرنے کی تحدی کی ہے، جن بتوں کی تم پوجا کرتے ہو ان کے سامنے خاضع وخاشع ہوتے ہو ان کے لئے نذورات پیش کرتے ہو تم اور تمہارے معبودات ان ذبابوں سے بھی زیادہ عاجز وناتواں ہیں اگر وہ تمھارے بتوں سے کوئی چیز چھینتی ہے تو تم اور تمھارے معبود اس کو واپس نہیں لا سکتے ہیں۔ سورہ حج آیت ۷۳، ﴿يا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُباباً وَ لَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَ إِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبابُ شَيْئاً لا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۳۷ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

الْمَطْلُوبُ ﴾ عرب بت پرست بے وقوف بتوں کے لئے عطور لاتے، تھے غذا لاتے تھے، ان کے سامنے رکھتے تھے تو مکھی آ کے اپنی طاقت کے مطابق وہ غذا یا عطر لیتی تھی، ان کھانوں سے لطف اندوز ہوتی تھی بت تو کچھ نہیں کھاتے تھے، عابدان کو غصہ آتا تھا کہ مخصوصات معبود میں سے کیوں لیا ہے مکھی کو عربی میں ذباب کہتے ہیں، اس کو ذباب اسلئے کہتے ہیں کہ وہ زیادہ متحرک مضطرب ہوتی ہیں بعض نے کہا کہ اس کا لقب ابو حفص ابو حکیم ابو حدوس ہے کتاب الحیوان دمیری جلد اص ۴۸۸ پر، کہتے ہیں مکھی مخلوقات میں سب سے جاہل و نادان مخلوق ہے کیونکہ وہ اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالتی ہے پرندوں میں زیادہ لغو گوئی مکھی کرتی ہے، افلاطون نے کہا ہے مکھی سب سے زیادہ حریص ہے کہتے ہیں مکھی کے لئے پلکیں آنکھ کان نہیں ہیں چونکہ اس کی آنکھ کے حلقے چھوٹے ہیں پلکیں دکھائی کا کردار ادا کرتی ہیں آنکھ کو گرد و غبار سے بچاتی ہیں اللہ نے مکھی کو پلکوں کی بجائے دو ہاتھ دیئے ہیں وہ ان دو ہاتھوں کے ذریعے دیکھتی ہے اور آنکھ کو صاف کرتی ہے لہٰذا مکھی ہمشہ اپنے ہاتھ سے آنکھ صاف کرتی ہے جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں وہاں مکھی لوگوں پہ حملہ کرتی ہے۔

اللہ کی دوسری کتاب تکوینی بھی دعوت معارضہ دیتی ہے۔ اگر ہماری خالقیت کو تسلیم نہیں کرتے ہو تو بتاؤ یہ کائنات کس نے خلق کی ہے۔

الوہیت و ربوبیت اللہ چونکہ حواس انسان سے باہر ہے انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ دیوار الوہیت کو گرا کر اپنے خالق و مالک و رازق کو حواس ظاہری سے دیکھیں یہ انسان کے لئے ناممکن ہے کہ وہ اس حد تک پرواز کرے اور اللہ اور بندوں کے درمیان دیوار کو گرائے، گرچہ شطحیات والے دعویٰ کرتے ہیں ہم نے یہ دیوار گرائی ہے لیکن اللہ کی الوہیت کا تقاضا ہے کہ وہ انسانوں کو اپنی ذات پہچانوائے، اپنی ذات کے اعتراف کے لئے دلائل و براہین قاطعہ پیش کرے۔

۶۔ کون ہے جسے انسان مضطر پریشانی میں پکارتا ہے تو اجابت کرتا ہے، اس سے مصائب و مشکلات کو دور کرتا ہے سورہ نمل آیت: ۶۲ ﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذا دَعاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوءَ ﴾

۷۔ کون ہے زمین میں ایک قوم کو اٹھا کر کسی اور قوم کو بساتا ہے کیا اللہ کے سوا کوئی اور ہے۔

۹۔ کون ہے جو دشت و بیابان بحر و بر میں تمھاری رہنمائی کرتا ہے اور تمھیں خوش کرنے والی ہوا بخشتا ہے۔

سورہ نمل آیت ۶۳ ﴿أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُماتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ يُرْسِلُ الرِّياحَ بُشْراً بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ أَ إِلٰهٌ مَعَ اللَّهِ تَعالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾

۱۰۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی اور ہے اگر اللہ کسی کو ان کے سوتے وقت عذاب برسائے تو بچا لے۔
سورہ اعراف آیت ۹۷ ﴿أَ فَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرى أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنا بَياتاً وَ هُمْ نائِمُونَ﴾
۱۱۔ اگر دن دہاڑے کھیل کود میں مشغول و مصروف ہونے کے دوران عذاب بھیجے تو کون بچائے گا سورہ اعراف آیت ۹۸ ﴿أَ وَ أَمِنَ أَهْلُ الْقُرى أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنا ضُحًى وَ هُمْ يَلْعَبُونَ﴾

۱۲۔ کون ہے تمھیں مکر الٰہی سے بچانے والا، مکر الٰہی سے بچنے کی کوشش قوم خاسرین ہی کرتے ہیں۔
سورہ اعراف آیت ۹۹ ﴿أَ فَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخاسِرُونَ﴾
۱۳۔ روئے زمین کا پانی ختم ہو جائے تو کون ہے جو تمھیں پانی لا کر دے۔ سورہ مومنون ۱۸ ﴿وَ أَنْزَلْنا مِنَ السَّماءِ ماءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ فِي الْأَرْضِ وَ إِنَّا عَلى ذَهابٍ بِهِ لَقادِرُونَ﴾
۱۴۔ اللہ نے سورہ حج آیت ۷۳ میں انسان نافہم و ناسمجھ کو ایک مثال دی ہے تا کہ وہ سمجھے اس سے کہا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ کسی اور کو معبود بنایا ہے ان کے وہ معبود مکھی بھی نہیں بنا سکتے ہیں بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اس سے واپس نہیں لا سکتے ہیں اللہ قرآن میں مثال عام طور پر ہدایت لینے سے مکرنے والوں کو دیتا ہے یا منافقین کو دیتا ہے سورہ بقرہ آیت ۱۷ ﴿مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ ناراً فَلَمَّا أَضاءَتْ ما حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِي ظُلُماتٍ لا يُبْصِرُونَ﴾ سورہ اعراف ۱۷۴ ﴿وَ كَذلِكَ نُفَصِّلُ الْآياتِ وَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾
سورہ عنکبوت۔ ۴۱ ﴿مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِياءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتاً وَ إِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كانُوا يَعْلَمُونَ﴾
۱۶۔ اللہ نے مشرکین کے معبودوں کو زیادہ محکوم اور ناسمجھ قرار دینے کے لئے فرمایا تمام مخلوقات میں سب سے چھوٹی بے بس یہ مکھی ہے لیکن یہ جابر مشرک اور ان کے معبود اس مکھی سے بھی زیادہ بیچارے ہیں۔
وجود مادی کی تمام انواع کی برگشت ذرات دقیق کو جاتی ہے اور یہ ذرات قابل تحدیث و تفنی نہیں ہیں کیونکہ یہ ذرات انتہائی صلابت کے حامل ہیں جیسا کہ دیمقراطس وابیقور کہتے تھے ان کی جسامت انتہائی صغیر ہے۔
۱۹۳۴ء کو جب علم فزکس میں جدید انکشافات ہوئے عالم مادہ میں انقلاب آیا بہت سے اسرار کشف ہوئے یعنی مادہ کو توڑ کر طاقت میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اور طاقت کو ذرات میں تبدیل کیا جا سکتا ہے تو یہاں سے مفروضہ

ازلیت مادہ والوں کے شرمندگی سے سر نیچے ہو گئے ،ثابت ہوا مادہ ایجاد بھی کیا جاسکتا ہے فناء بھی کیا جاسکتا ہے۔

حادث:

معجم فلسفی جلد ا ص ۱۳۱''الحادث ھوالواقع یعنی جو واقع ہوا ہے'' **حدث امر ا ای وقع** ''حادث جو رونما ہوا ہے دو وجہ سے خالی نہیں ہے۔

جس وجود کی کوئی ابتداء ہے دونوں حالات میں یہ امر مسلم و محقق ہے کہ وہ حادث ہے۔

تعلیم کے دو طریقے ہیں ایک تعلیم ان پڑھوں کی ہے جو خط درشت فطرت دیکھنا پڑتی ہے درخت سمجھانے کے لئے درخت ہی دکھانا ہوتا ہے اگر چہ نقشہ ہی کیوں نہ ہو،لہٰذا فلاسفہ نے وجود اللہ کے بارے میں محدود دلائل پیش کئے ہیں جو کہ سادہ و سرسری طور پر ذہن میں آنے والے نہیں ہیں لہٰذا اللہ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو اگر میرے ہونے کے بارے میں شک و تردید ہے تو اس کائنات جیسی کوئی اور چیز بنا کر دیکھائیں اس کو قرآن کی اصطلاح میں آیت کہتے ہیں اللہ نے دو قسم کے آیات دکھائی ہیں جن میں ایک کونیات ہے اپنے وجود کے بارے میں میں کونیات کے معمہ کو کھولنے کی دعوت دی ہے، دیکھو اگر تم طاقت وقدرت رکھتے ہو تو ایک ذرہ یا ایک خلیہ بنا کے دکھاؤ، جس طرح اللہ نے جن وانس کو ایک قرآن، دس سورے، ایک سورہ لانے کی تحدی کی ہے اللہ نے یہ بھی تحدی کی ہے کہ ایک ہی خلیہ بنا کر دکھا دو اس کو قرآن نے آیت کہا ہے آیات کی تین اقسام بتائی ہیں۔

اس کی دو اصل ذکر کی گئی ہیں ایک اصل کے مطابق خلق کسی چیز کی تقدیر ہے، اندازہ کرنے کو کہتے ہیں۔

مفردات میں ''**ابداع الشیء من غیر اصل ولا احتذاء**'' کے معنوں میں آیا ہے یعنی بغیر کسی بنیاد کے خلق کرنا جس کی کوئی مثال نمونہ نہ ہو، معجم مفہرس الیاس کلانتری ص ۴۰۶ میں اس کا مادہ خَلَقَ ۶۴ خُلِقَ ۵ بار خُلُقٍ ۲ بار خَلَقَتُ ۵ بار ،ان تمام کلمات وآیات میں اللہ نے خلق کائنات کو اپنی ذات کے لئے مخصوص کیا ہے۔ کتاب عقائد میں تمام فرقے یا اکثر و بیشتر فرقے لکھتے ہیں اللہ ہی'' **خالق و رازق ، حی و قیوم، قادر و علیم ،قدیر و خبیر، سمیع و بصیر ،قدیم، لم یزل ولا یزال ، واحد، احد ، صمد ،لم یلد ولم یُولد، ولم یکن له کفوا احد**'' اللہ کو مخلوقات کی صفات سے متصف نہیں کر سکتے کیونکہ وہ'' **لیس کمثله شیء** '' ہے اس جیسی کوئی ہستی نہیں، وہ جسم نہیں رکھتا ہے وہ جوہر نہیں، وہ عرض نہیں اس کے لئے کوئی جگہ نہیں اس میں وزن یا خفت نامی کوئی چیز نہیں، اس کی کوئی صورت نہیں اس کا کوئی مکان وزمان نہیں اس کی کوئی حرکت و

سکون نہیں اس کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ جس طرح اس کا کوئی مثل نہیں اس کا کوئی شبہ نہیں اس کی کوئی ضد نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اس کا کوئی ساتھ نہیں اس کی کوئی زوجہ نہیں ابصار اس کو درک نہیں کرسکتی ہیں جبکہ تمام ابصار اس کے ادراک میں ہیں، وہ لطیف وخبیر ہے، یہ عقیدہ کتب عقائد کے سرورق پر لکھتے ہیں۔

لیکن بعد میں لکھتے ہیں بندے جتنے افعال انجام دیتے ہیں یہ فعل بندے انجام نہیں دیتے بلکہ اللہ خود انجام دیتا ہے، بندہ سے جب کوئی جبری کام کرواتا ہے، تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اس ذات میں کوئی نقص وخلل موجود ہے یہ عقیدہ رکھنے والوں کو جبریہ کہتے ہیں۔

دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ بندوں کے افعال میں اللہ کا کوئی دخل نہیں بلکہ سب کچھ انسان خود کرتا ہے ان کو معتزلہ کہتے ہیں۔

دلیل تقدیر ہے:

تقدیر مادہ قدر سے ہے صاحب مفردات نے لکھا ہے تقدیر کے دو معنی ہوتے ہیں ایک دفعہ یہ صفت انسان بنتی ہے یا نسبت انسان سے دیتے ہیں تو اس وقت اس چیز کی ہیئت کو کہتے ہیں، اگر یہ اللہ سے نسبت دیں تو قدرت کے معنی میں ہوتی ہے نفی یا اثبات کا حکم لگانا کہ یوں ہوگا اور یوں نہیں ہوگا۔ اعم اس سے کہ وہ حکم بر سبیل وجوب ہو یا بر سبیل امکان، اللہ نے ہر چیز کی مقدار مقرر کی ہے چنانچہ سورہ فرقان آیت ۲ ﴿الَّذی لَهُ مُلْکُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَداً وَ لَمْ یَکُنْ لَهُ شَریکٌ فِی الْمُلْکِ وَ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدیراً﴾ دوم کسی چیز کو قدرت عطا کرنے کے ہیں جس کو یہ قدرت دے سورہ مرسلات آیت ۲۲ ﴿إِلی قَدَرٍ مَعْلُومٍ﴾ یعنی اللہ اس کو قدرت دیتا ہے ہم نے تمھارے درمیان موت کو مقدر کیا ہے سورہ واقعہ آیت ۶۰ ﴿نَحْنُ قَدَّرْنا بَیْنَکُمُ الْمَوْتَ وَ ما نَحْنُ بِمَسْبُوقینَ﴾ یعنی یہ اللہ کی طرف سے ایک حکم ہے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا سورہ قدر آیت ۱ ﴿إِنَّا أَنْزَلْناهُ فی لَیْلَةِ الْقَدْرِ﴾ سورہ قمر آیت ۴۹ ﴿إِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْناهُ بِقَدَرٍ﴾ انسان کی خلقت کے بارے میں فرماتا ہے سورہ عبس آیت ۱۹ ﴿مِنْ نُطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ﴾ سورہ احزاب آیت ۳۸ ﴿ما کانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فیما فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِی الَّذینَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ کانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَراً مَقْدُوراً﴾ سورہ حجر آیت ۲۱ ﴿وَ إِنْ مِنْ شَیْءٍ إِلاَّ عِنْدَنا خَزائِنُهُ وَ ما نُنَزِّلُهُ إِلاَّ بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ﴾ والذی قدر فهدیٰ ''سورہ اعلیٰ آیت ۳ ﴿وَ الَّذی قَدَّرَ فَهَدی﴾ سورہ طٰہٰ آیت ۵۰ ﴿قالَ رَبُّنَا الَّذی أَعْطی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدی﴾ سورہ رعد آیت ۱۷ ﴿أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَسالَتْ أَوْدِیَةٌ بِقَدَرِها فَاحْتَمَلَ السَّیْلُ زَبَداً رابِیاً وَ مِمَّا یُوقِدُونَ عَلَیْهِ

فِي النَّارِ ابْتِغاء َحِلْيَةٍ أَوْ مَتاعٍ زَبَدٌ مِثْلُهُ كَذلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَ الْباطِلَ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفاء ًوَ أَمَّا ما يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ كَذلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثالَ ﴾

ضروریات کی طرف ھدایات:

اثبات وجود باری تعالیٰ میں دلائل دینے والوں نے ایک دلیل ہر مخلوق کے لئے اس کے وجود میں آنے سے پہلے اس کی ضروریات و نیازات باہر موجود ہونا گردانا ہے کہ وہ وجود میں آتے ہیں اپنی نیاز وضروریات کی طرف تلاش کرتا ہے قرب وجوار میں آنکھ سے نابینا سماعت سے محروم اپنی نیاز تک پہنچتا ہے اس کے لئے یہ ھدایت کہاں سے کس نے دی ہے جس کے لئے مثال دیتے ہیں کہ ذرافہ کی غذاء اوپر بلند درختوں کی شاخوں پر موجود پتوں میں ہوتی ہے ذرافہ کو اللہ نے اتنا بلند قد، لمبی گردن دی ہے تا کہ وہ درخت سے پتے کھائے اگر اس کی گردن لمبی نہ ہوتی تو پتے کیسے کھاتا اس کو ایسی گردن کس نے دی ہے، مچھلی کی غذاء دریا میں ہے دریا کی موجوں کے مخالف سمت میں حرکت کرنے کی طاقت وقدرت مچھلی میں کس نے رکھی ہے، کیا یہ صدفہ سے آئی ہے؟ بچہ جب شکم ماں میں تھا تو وہ خون کھاتا تھا جب باہر آیا تو چھاتی میں آویزاں پستان کی طرف کس نے ھدایت ورہنمائی کی ہے، حیوانات کے بچے عقل وشعور سے خالی ہوتے ہیں لیکن جب پیدا ہوتے ہیں تو مذکر حیوانات کی طرف نہیں جاتے اشتباہ بھی نہیں کرتے مؤنث حیوان کی طرف جا کر پستان کو چباتے ہیں یہ ھدایت کس نے دی ہے؟ اسی طرف حضرت موسیٰ نے فرعون کے جواب میں فرمایا میرا رب وہ ہے جو مخلوق کو خلق کرنے کے بعد اس کی منزل کی طرف رہنمائی کرتا ہے کتاب حاضر میں ہم ایسی بہت سے مثالیں پیش کریں گے۔

دلیل ھدایت:

الٰہیین نے اثبات وجود باری تعالیٰ اور اس کی وحدانیت کے لئے قائم دلائل میں سے ایک دلیل ھدایت کو قرار دیا ہے اللہ اپنی مخلوقات کو ھدایت کرتا ہے ھدایت کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ایک ہدایت تکوینی ہے جو اللہ سبحانہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کسی مخلوق کے ذریعے نہیں ہوتی ہے سورہ طہٰ کی آیت اس کی دلیل ہے، یہ ھدایت مخلوقات جمادی نباتی حیوانی حتیٰ خود انسان کے نظام جسمانی میں شامل ہے۔

۲۔ھدایت تشریعی، اس کی انواع اقسام ہیں۔انزال کتب، بعثت انبیاء، انبیاء کی طرف سے بھیجے گئے خاص نمائندے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام نے حواری مقرر کئے تھے۔

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۴۲ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

۱۔مخلوقات تسخیر، مسخر ہیں حق انتخاب نہیں رکھتی ہیں جس دن خلق ہوئی ہیں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ اس کی ایک مثال سورج ہے ﴿وَ الشَّمْسُ تَجْري لِمُسْتَقَرٍّ لَها ذلِكَ تَقْديرُ الْعَزيزِ الْعَليمِ ..يس ۳۸﴾وہ اپنے مقصد کی طرف رواں دواں ہے جس کے لئے وہ خلق ہوا ہے اس پر وہ چل رہا ہے اس طرح حیوانات حتیٰ خود انسان کا جسمانی ڈھانچہ ارادے سے نہیں چلتا ہے اس کا دل جو بادشاہ مملکت انسان ہے، ایک مدت معین کے لئے مسخر ہے جس دن سے گردش میں ہے انسان اس کو گردش نہیں دے رہا ہے بلکہ دل اس کو گردش دے رہا ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے انسان کے وجود کی تخلیق میں اس کی ضرورت کو اس کے لئے آمادہ کیا ہے تمام ضروری چیزیں دی ہیں آنکھ دی ہے دیکھے، ناک دی ہے سونگھے، زبان دی ہے تاکہ ذائقہ محسوس کرے ہر ایک کا اپنا ایک فہم ہے ایک دوسرے میں مداخلت نہیں کرتے ہیں اللہ قادر مطلق نے اس کے وجود کی غایات کی طرف انسان کو ھدایت دی ہے، اس سلسلے میں آگے تفصیل سے بیان کریں گے۔

دلائل ربوبی۔

اللہ سبحانہ نے انسانوں سے خطاب کر کے کہا اس کائنات کا خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے اللہ نے اپنی خالقیت کے ثبوت واثبات کے حوالے سے چند سوالات کے ذریعے انسان کی عقل وخرد علم ودانش ضمیر ووجدان کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔

۱۔تم سوچو کہ تم نے خود کو خلق کیا یا ہم نے تمہیں خلق کیا ہے؟ سورہ طور آیت ۳۵۔﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخالِقُونَ﴾

۲۔یہ پانی جو تم پیتے ہو آسمان سے کس نے نازل کیا ہے سورہ واقعہ ۶۸،۶۹ ﴿أَ فَرَأَيْتُمُ الْماءَ الَّذي تَشْرَبُونَ ﴾ أَ أَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ﴾

۳۔کائنات کی ہر چیز کا خالق اللہ ہی ہے سورہ انعام آیت ۱۰۲﴿ذلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لا إِلهَ إِلاَّ هُوَ خالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَ هُوَ عَلى‏ كُلِّ شَيْءٍ وَكيلٌ ﴾سورہ رعد آیت ۱۲تا۱۶﴿هُوَ الَّذي يُريكُمُ الْبَرْقَ خَوْفاً وَ طَمَعاً وَ يُنْشِئُ السَّحابَ الثِّقالَ ..۱۲﴾

وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَ الْمَلائِكَةُ مِنْ خيفَتِهِ وَ يُرْسِلُ الصَّواعِقَ فَيُصيبُ بِها مَنْ يَشاءُ وَ هُمْ يُجادِلُونَ فِي اللَّهِ وَ هُوَ شَديدُ الْمِحالِ ..۱۳﴾

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَ الَّذينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لا يَسْتَجيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلاَّ كَباسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْماءِ لِيَبْلُغَ فاهُ وَ

ما هُوَ بِبالِغِهِ وَ ما دُعاءُ الْكافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلالٍ .۱۴﴾
وَ لِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ طَوْعاً وَ كَرْهاً وَ ظِلالُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْآصالِ ..۱۵﴾
قُلْ مَنْ رَبُّ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ قُلْ أَ فَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ أَوْلِياءَ لا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعاً وَ لا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمى وَ الْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُماتُ وَ النُّورُ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَ هُوَ الْواحِدُ الْقَهَّارُ ..۱۶﴾

۴۔ یہ جو رزق تمہیں ملتا ہے اور کائنات میں موجود موجود مخلوقات کو رزق کون دیتا ہے۔

سورہ یونس ۳۱ ﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّماءِ وَ الْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْأَبْصارَ وَ مَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَ فَلا تَتَّقُونَ﴾

دلیل حرکت:

بعض الٰہیین نے اثبات وجود باری تعالیٰ کے لئے دلیل حرکت اشیاء سے استناد کیا ہے ان کی نظر میں کائنات کی ہر چیز حرکت میں ہے چاہے حرکت وضعی وانتقالی ہو یا قسری وارادی ہو ہر مادہ حرکت میں ہوتا ہے ان کی نظر میں مادہ کی دو حالتیں ہیں۔

ا۔ مادہ اگر حرکت میں ہے وہ رکتا نہیں جب تک کوئی مزاحم نہ ملے وہ حرکت میں ہی رہتا ہے اس کو حرکت میکانیکی کہتے ہیں، یعنی ذات مادہ سے باہر حرکت دھندہ ہے، جب کوئی مادہ بغیر محرک حرکت نہیں کرتا ہے تو کائنات میں شمس وقمر، ستاروں، زمین میں جو حرکت نظر آتی ہے وہ بغیر محرک کیسے حرکت میں آئی ہے؟ ان کے مقابل میں مادیین جدید جنہیں مادی جدلی یا دیالک تیکی کہتے ہیں جو کہ ۱۹ ویں صدی کے آغاز میں آئے ان کا کہنا ہے ماد کو کسی محرک کی ضرورت نہیں مادہ اپنے اندر سے حرکت میں ہوتا ہے مادہ کا نام ہی حرکت ہے اس کا مطلب یہ ہوا مادہ کو سکون نہیں وہ متحرک ہے لھذا وہ محتاج ہے محرک کنندہ کا لھذا حرکت کائنات دلیل ہے کہ محرک کنندہ کائنات موجود ہے جو کہ ماورائے مادہ ہے۔

برھان اثر:

دلائل وجود باری تعالیٰ میں ایک دلیل اثر ہے، اثر کسی چیز کی نشانی کو کہتے ہے جہاں کوئی نشانی ملے گی تو وہ نشانی کسی اثر کنندہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے، تمام علوم وفنون طب، کیمیا، فیزک اسی قانون سے کشف ہوتے ہیں

جاھلیت کی دور میں عرب جاھل قدموں کی نشانی سے گزرنے والے پر دلیل قرار دیتے تھے جس طرح فضلات حیوانی گزرنے والے حیوان پر دلالت کرتے ہیں اسی طرح ہر بڑی عمارت معمار کنندہ پر دلالت کرتی ہے اثر سے مؤثر کی طرف انتقالِ ذھنی حیوانات، طفل شیر خوار میں بھی ہے اگر اس کی پشت و گردن پر ہاتھ رکھیں تو وہ دیکھتا ہے یعنی اثر سے مؤثر کی طرف نقل انتقال دلیل عامۃ الناس ہے۔

سبب ومسبب :

سبب صاحب کتاب العین نے سبب کا معنی حبل کیا ہے "**سبب الامر الذی یوصل به کل فصل یو صل بشیء فهو سببه و السبب الطریق لانک تصل به الی ما ترید**"

ابن فارس نے مجمل میں کہا ہے" **اذا شتم سبب شعر الناصبه** "پیشانی کے بال کو کہتے ہیں "سب القطع" کاٹنے کو کہتے ہیں۔سبب کا معنی شتم ہے سبب کا معنی حبل ہے صاحب مفردات نے کہا ہے"**السبّ: الحبل الذی یصعد به النخل**" وہ رسی جس کے ذریعے کھجور پر چڑھتے ہیں اس کی جمع اسباب ہے" **فلیرتقو ابالاسباب** "یعنی رسی سے اوپر چڑھو" **کل مایتولی به اسبابا**" ہر وہ چیز جو کسی دوسری چیز کو ملاتی ہے اس کو سبب کہتے ہیں سورہ کھف آیت ۸۴ ﴿إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِی الْأَرْضِ وَ آتَیْناهُ مِنْ كُلِّ شَیْ‏ءٍ سَبَباً ﴾ فرعون نے کہا ہامان میرے لئے اسباب مہیا کرو میں موسیٰ کے الہ کو دیکھوں سورہ غافر آیت ۳۶، ۳۷ ﴿وَ قالَ فِرْعَوْنُ یا هامانُ ابْنِ لی‏ صَرْحاً لَعَلِّی أَبْلُغُ الْأَسْبابَ ﴾

﴿أَسْبابَ السَّماواتِ فَأَطَّلِعَ إِلی‏ إِلهِ مُوسی‏ وَ إِنِّی لَأَظُنُّهُ كاذِباً وَ كَذلِكَ زُیِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَ صُدَّ عَنِ السَّبیلِ وَ ما كَیْدُ فِرْعَوْنَ إِلاَّ فی‏ تَبابٍ ﴾ "**والسبب الشتم الویع**" درد والی، تھکن والی، حرکت میں لانے والی گالی سورہ انعام آیت ۱۰۸ ﴿وَ لا تَسُبُّوا الَّذینَ یَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَیَسُبُّوا اللَّهَ عَدْواً بِغَیْرِ عِلْمٍ كَذلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلی‏ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَیُنَبِّئُهُمْ بِما كانُوا یَعْمَلُونَ ﴾

جبکہ علت کے ساتھ معلول خود بہ خود وجود میں آتا ہے۔معلول علت سے نکلتا ہے بغیر کسی شرط و واسطے کے جبکہ سبب کسی چیز کے وجود میں آنے کی راہ ہموار کرتا ہے واسطہ بنتا ہے، تلاش اسباب فکر بشر میں طبعی ہے بشر کہتا ہے ﴿لاشئی یولد من لاشئی ﴾ کوئی چیز لا شئے سے پیدا نہیں ہوتی ہے، ہر موجود ظاہر ایک علت کا معلول ہے اور ہر مسبب کا کوئی سبب ہوتا ہے۔

جب کوئی سبب وجود میں آجائے تو اس کے فوراً بعد کوئی اور چیز وجود میں آئے تو اس کو سبب ومسبب کہتے ہیں۔

یہاں سے جہاں کہیں مسبب نظر آتا ہے تو فوراً ذہن انسانی حکم کرتا ہے کہ کوئی سبب ہے، اس سلسلے میں چند انواعِ سبب و مسبب بیان کی ہیں۔

۱۔سبب عقلی، بغیر کسی حس و وجدان اور تجربے کے جہاں کہیں کوئی عمارت نظر آئے تو کہتے ہیں، اس کا ایک بانی ہے، جہاں کوئی جنایت شدہ نظر آئے تو فوراً کہتا ہے کوئی جانی مجرم موجود ہے اس کو سبب عقلی کہتے ہیں۔

۲۔سبب انسانی، سبب اور مسبب کے درمیان انسان کا کردار ہے یعنی یہ فعل ارادی ہے کسی کی خواہش و ارادہ سے انجام پایا ہے۔

۳سبب طبیعی، نہر میں پانی کا چلنا یہ طبیعت پانی ہے، مثلاً فصل ربیع میں پتے سبز ہوگئے تو کہتے ہیں، یہ طبیعت درخت ہے ۔

وجود باری تعالیٰ اور اس کی وحدانیت پر دلیلِ نظام:

نظام، ہر شخص جانتا ہے تعریف کا نیاز مند نہیں، کسی بھی عمل میں نظام دلیل ہے کہ اس کا منظّم باشعور عاقل اور عالم ہے۔ یہاں ہم دو مرحلے میں بحث کرتے ہیں۔

۱۔مصنوعاتِ انسانی:

قدیم پسماندہ زمانے سے عصر جدید مترقی ترین دور تک انسانی تخلیقات کو دیکھ کر اعتراف کیا جاتا ہے کہ یہ ایک عمل منظّم ہے۔ اس کا تنظیم کنندہ تنہاء عالم نہیں بلکہ وہ عبقریت کا حامل تھا اگر کہیں بدنظامی دیکھی تو فوراً اس کی مذمت کرتے ہیں۔ عمل منظّم مستحسن جبکہ عمل بدنظم قبیح قرار پاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ جس چیز میں نظم نظر آتا ہے وہ چیز بطور اتفاق، بطور صدفہ وجود میں نہیں آئی ہے۔

اس نظام کے لئے منتظم کی عبقریت وفوقیتِ علم کا اندازہ کرتے ہیں، نظام میں، علمیت، قدرت اور ظرافت منتظم پر دلالت کرتی ہے۔ انسانی مصنوعات میں نظام کی قدر و قیمت کتنی اہمیت کے حامل ہے تاریخ بشریت کے کہنہ ترین دور کی صنعت عمارت کے سات برج، زیارت گاہ خلائق بنے ہوئے ہیں، جس میں اہرام مصر سے لیکر تاج محل تک شامل ہیں، نظام مصنوع انسانی کی حیرت آوری ادراک کرنے والے، صنعت الٰہی پر غور کرنے کی دعوت دیں، شاید الحاد گروں کے اندر بت خانے ٹوٹ کر چراغ توحید روشن ہوجائے، ہم اس کائنات کے نظام کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ کائنات جو ہمارے سامنے ہے، زمین ستارے چاند سورج جو ایک منظّم نظام میں گردش میں

ہیں۔
نباتات اُگنے، پھلنے پھولنے کے لئے فضا میں ایک نظام ہے یا نہیں۔
حیوانات کی تمام اقسام میں نظام پایا جاتا ہے یا نہیں۔
۴۔تخلیق انسان، وجود انسان میں صنعت دل، صنعت دماغ، صنعت حواس، صنعت داخلی اس میں نظام ہے یا نہیں؟ کائنات، صنع کائنات، صنع انسان میں نظام ہے یا نہیں اگر ہے تو یہ نظام کس کا ایجاد کردہ ہے انسان کا ہے یا تصادفی یا خالق کائنات کا اس کو ہم آگے بیان کریں گے۔
۲۔انسان مکلّف ومختار ہے، اس کو اللہ نے کسی غرض وغایت کے لئے خلق کیا ہے۔انسان بحیثیت ایک مخلوق کے لئے ھدایت کون دے گا؟ دنیائے صنعت میں جو چیزیں بنتی ہیں اس کے بنانے والے اس کا ھدایت نامہ دیتے ہیں، طریقہ استعمال، مدت کارآمد کی سند دیتے ہیں۔آیا انسان کو جس مقصد کے لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے خلق کیا ہے اس مقصد تک جانے کا ھدایت نامہ نہیں دے گا اگر وہ نہیں دے گا تو اس سوال کا جواب اللہ نے نبی کریم کے توسط سے سورہ یونس آیت ۳۵ ﴿
قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكائِكُمْ مَنْ يَهْدي إِلَى الْحَقِّ قُلِ اللَّهُ يَهْدي لِلْحَقِّ أَ فَمَنْ يَهْدي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لا يَهِدِّي إِلاَّ أَنْ يُهْدى فَما لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴾ میں مشرکین کو دیا ہے، جنھوں نے اللہ کے مقابل میں شریک کھڑے کیے تھے۔آیا انسان کو جس نے خلق کیا ہے وہ ھدایت دے گا یا جو خود محتاج ہدایت ہے۔انسان قدیم ادوار سے عصر حاضر تک اپنے سے مافوق ایک طاقت وقدرت کے سامنے خاضع ہوتا رہا ہے، لیکن اس سے ھدایت طلب نہیں کرتا تھا۔انسان جن طاقتوں کے سامنے خاضع ہوتا رہا ہے ان کی چند اقسام ہیں۔
۱۔اصنام واوثان جوامد مصنوع انسانی۔جسے خود تراش کر بنایا پھر اس کے سامنے خاضع ہو جاتے ہیں اللہ سبحانہ نے ان سے کہا ہے ان سے کہو کہ تمہیں ھدایت دے دیں تو کیا وہ تمھاری بات سنتے ہیں کیا وہ تمھیں جواب دیتے ہیں ؟
۳۔اگر تم ان کے سامنے خاضع نہ ہوں ان کی عصیان ونافرمانی کرو تو تم سے باز پرس کر سکتے ہیں۔انھیں پتہ نہیں کہ ان کے سامنے کون خاضع ہے، کس مقصد کے لئے خاضع ہے، انھیں یہ بھی پتہ نہیں کہ غرض وغایت خلقت انسان کیا ہے؟ یہ معبودات جواب نہیں دے سکتے غرض وغایت خلقت انسان جیسا کہ سورہ ذاریات آیت ۵۶ ﴿وَ ما خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْإِنْسَ إِلاَّ لِيَعْبُدُونِ ﴾ عبادت اللہ ہے عبادت سے مراد عبادات رسمی نہیں بلکہ اس کے "

افعل و لا تفعل ''کے اندر رہنا ہے۔ھدایت صرف خالق دے سکتا ہے کوئی اور نہیں دے سکتا جیسا کہ سورہ شعراء آیت ۵۲ ﴿وَ كَذٰلِكَ أَوۡحَيۡنا إِلَيۡكَ رُوحاً مِنۡ أَمۡرِنا ما كُنۡتَ تَدۡری مَا الۡكِتابُ وَ لاَ الۡإيمانُ وَ لكِنۡ جَعَلۡناهُ نُوراً نَهۡدی بِهِ مَنۡ نَشاءُ مِنۡ عِبادِنا وَ إِنَّكَ لَتَهۡدی إِلى‏ صِراطٍ مُسۡتَقيمٍ﴾ میں آیا ہے ابراہیم نے کہا کہ اس نے مجھے خلق کیا ہے وہی مجھے ھدایت دے سکتا ہے، حضرت موسیٰ نے کہا میرا رب وہ ہے جس نے سب کو خلق کیا پھر ان کو ھدایت دی ہے پیغمبر سے خطاب ہے'' **سبح اسم ربک الاعلیٰ الذی فسویٰ و الذی قدر فھدیٰ سورہ اعلی آیت ۳**''

۳۔مخلوقات ذی رفعت، بلند مقام والے، جیسے سورج چاند، ستارے یہ خود اللہ کی ھدایت پر حرکت میں ہیں آیا تمہارا، ان کے سامنے خاضع ہونا ان کے علم میں ہے؟ جواب منفی ہے

۴۔معبودات اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں جیسے ملائکہ انبیاء ان کے علم میں ہے کہ تم ان کی پرستش کرتے ہو کہ یہ ذوات تمھیں کیا ھدایت دیں گی وہ خود ھدایت کے نیازمند ہیں۔

۵۔اگر تم طاغی و باغی ہو جاؤ تو تمہیں سزا دے سکتے ہیں؟ ان چار سوالوں کے جواب نہیں میں ہیں۔

صانع نظام، دلیل وحدانیت ہے۔

پہلے نظام کا معنی بیان کرتے ہیں نظم صاحب مقائیس لغت جلد ۲ ص ۵۶۷'' **نون و الظاء و المیم اصل یدل علیٰ تألیف شیء و تکثیفه و نظمت الخرز نظما و النظام الخیط یجمع الخرز** ''اس دھاگے کو کہتے ہیں جس میں دُر جمع ہوتے ہیں بہادلی اپنی کتاب کے ص ۲۴۳ پر لکھتے ہیں'' **الخیط الّذی یلزمه لؤلؤ** ''اس دھاگے کو کہتے ہیں جس میں دُر جمع ہوتے ہیں۔اسی مناسبت سے'' **ملاک الامر قیام الامر و الھدی و الاستقامه** ''، عادت، منہج، یعنی ہر محل و موضوع کے تحت نظام سے مراد یہ معانی لیتے ہیں۔لیکن ہمارا مقصد یہاں کلمہ نظام سے مراد'' **ائتلاف بین الاشیاء و الاشیاء**'' **اشیاء کا ایک** دوسرے سے مأنوس ہونا مراد ہے بالصاق جوڑ ہے ترتیب سے اس ترتیب سے مقصد معین نکلتا ہے، نظام کے مقابل میں ''فوضیا'' آتا ہے جہاں کتاب میں حروف کو ترتیب سے رکھتے ہیں قارئین کے پڑھنے کے لئے۔عمارت میں ابتدائی مواد کو جس ترتیب سے رکھتے ہیں ہر وہ چیز جو ترتیب سے رکھی جاتی ہے اس کا اپنا ایک مقصد ہوتا ہے وہ چیز جو ترتیب سے رکھی جاتی ہے اس کو منظمہ کہتے ہیں اس تعریف کے تحت ہم نظام کے بارے میں یہ نکات اخذ کر سکتے ہیں تا کہ یہ ثابت کریں کہ یہ چیز منظّم ہے یا نہیں کسی چیز کے منظّم ہونے کے لئے دو عنصر چاہئیں کسی مقصد یا غایت کی حصولی کے

لئے یا کسی کو سمجھانے کے لئے کتاب ہو یا زندگی بنانے کے لئے مکان بنایا ہو اس کا مواد جب تک اس کا مقصد ادا کرتا رہتا ہے تو نظام باقی رہتا ہے، جہاں نظام ہے وہاں منظّم چاہیئے نظام اور اساس نظام معلوم ہونے کے بعد ہم نے دیکھنا ہے اس کائنات میں نظام ہے یا نہیں؟

نظام کائنات:

کائنات میں نظم کی بحث دو حوالے سے کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ مجموعی کائنات یہ آسمان یہ ستارے، شمس وقمر یہ بادل یہ پانی اور یہ زمین ہر ایک دوسرے کے ساتھ ایک نظام کے تحت فاصلے میں ہیں یا ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔

۲۔ ہر ایک چیز کے اندر موجود نظام کے متعلق۔ سورج، چاند، ستاروں، زمین، حیوان، حشرات، انسان سب کے وجود کا الگ سے کوئی نظام ہے یا نہیں؟ انسان کا اس زمین سے ربط یہ زمین کسی ستون پر کھڑی ہے یا نہیں یا دیگر ستاروں کی مانند یہ بھی فضاء میں ہے۔ کہتے ہیں زمین اپنی جگہ گردش میں ہے اس کے مختلف محور ہیں جن کے گرد گردش کرتی ہے۔ انسان جو زمین پر بستے ہیں اس کی ایک جاذبیت ہے جو انسان کے پاؤں کو کھینچ کر رکھتی ہے اِدھر اُدھر نہیں جانے دیتی، ایسا نہیں ہے انسان اس نظام سے باہر بھی جاتے ہیں اٹھتے اپنی مرضی سے ہیں بیٹھتے اپنی مرضی سے ہیں، انسان کا زمینی نظام سے ارتباط کہاں تک ہے۔ انسان کے اوپر ایک کرّہ ہے جسے ہوا کہتے ہیں ایک ''غاز'' ہے جو کرّہ ارضی پر محیط ہے۔ وہ ۲۱ فیصد آکسیجن، ۷۸ فیصد نائٹروجن اور باقی گیسوں سے مرکب ہے۔ ہوا انسان کی حیات میں چندیں حوالے سے مداخلت و دخالت رکھتی ہے۔

نظام کائنات:

نظام کائنات میں چند قسم کی نظام ہیں۔

۱۔ نظام ایکائی، جیسے نظام ذرہ وخلیہ۔

۲۔ نظام ترکیباتی، جیسے مکھولات مرکبات۔

۳۔ نظام فردی، ہر انسان کے وجود کا نظام دوسرے کے وجود سے الگ ہے۔

۲۔ نظام ارتباطی، جیسے دل کا نظام، معدے کا نظام، مثانے کا نظام، دماغ کا نظام ان تمام میں ارتباط ہے اسی طرح

زمین کا نظام، چاند کا نظام، سورج کا نظام ان میں ایک ربط ہے۔
سب کو ملا کر کائنات کا نظام ہے۔

برہان نظم:

ا۔ برھان نظم، نظم کائنات دلیلِ قاطع صارم وجازم ہے کہ پس نظم کوئی منظّم ہے جس نے کائنات کی ہر چیز کی تنظیم کی ہے پھر کل کائنات ایک دوسرے سے تنظیم دی ہے لہٰذا پوری کائنات ایک نظم کے تحت چل رہی ہے۔ یہ دعویٰ تین نکات پر مشتمل ہے۔

ا۔ نظم کیا ہے، اس کی تعریف کیا ہے؟

۲۔ کیا کائنات میں نظم نامی کوئی چیز ہے؟

۳ یہ نظام بطور تصادفی اتفاقی وجود میں نہیں آیا ہے لھذا کسی بھی چیز کے وجود میں آنے کے لئے جو چیز ضروری و ناگزیر ہے وہ واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن ہم تصادف، اتفاق کا اطلاق بیان کر چکے ہیں، کسی بھی مادہ چیز کے وجود آنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ کیا ہے اس سلسلے میں بحث کلمہ علت کی تفصیل میں دیکھیں۔

تعریف نظم، جرجانی کی کتاب تعریفات میں آیا ہے" **النظم فی اللغة اللؤلو فی السلت و فی الاصطلاح تأليف الكلمات و الجمل مترتبة للمعانی علی ما يقتضيه الفعل و قيل الفاظ المترتبة لمسوقه المقترى دلتما علی ما يقض العمل ،النظم طبيعی هو النتقال من لمطوع المطلوب الی الحدو الوسط كتاب معجم فلسفی هو التأليف و اشريت و تنسيق تقول نظم الاشياء الفها وهم بعضها الی بعض مثل نظم اللؤلؤ جعله فی سلت واحد والعلم المعانی وجعلها متناسية العلاقات متناسقة الدلالات علی وفق ما يصعه النظم الطبيعی هو الانتقال من لموضوع المطلوب الی الحد الاوسب ثمه الی تحوله حتی يلزم منه النتيجه كما فی الشكل الاول من الاشكال الاربعه** " قرآن کریم میں کلمہ نظام کی جگہ کلمہ صنع ولا تقان، متقن آیا ہے۔

دلیل عنایت:

یک از دلائل وجود باری تعالیٰ میں جسے فلاسفہ و متکلمین نے قائم کیا ہے وہ دلیل عنایت ہے، اس کو دلیل غائی بھی

کہتے ہیں، دلیل عنایت یا دلیل غائی، فیلسوف بزرگ مسلمین ابن رشد نے پیش کی ہے اس دلیل کا مفہوم و منطوق یہ ہے کہ اللہ نے انسان کے لئے کائنات بنائی ہے اس میں انسان کے جینے کے لئے زندگی کو آراستہ و پیراستہ کیا ہے، انسان اپنے گرد بہت سی چیزیں دیکھتے ہیں، نباتات، حیوانات، موجودات جمادی آسمان وزمین، زمین انسان کے آرام وسکون کے لئے بنائی ہے آسمان کو اس کے لئے چھت بنایا ہے ان دونوں میں جس حد تک انسان کے بسنے و جینے کی ضروریات متقاضی ولوازم کو اللہ نے آمادہ کیا ہے، اگر دقت وغور سے ملاحظہ کریں گے تو ان کے فوائد بطور نمایاں نظر آئیں گے، ان میں سے ایک سورج ہے کہتے ہیں اگر یہ سورج اس جرم زمین سے بہت بڑا ہوتا یا ہم سے موجودہ فاصلے سے بہت کم ہوتا تو تمام موجودات نباتی حیوانی اور خود انسان تباہ ہوجاتا جل جاتا، اگر یہ چھوٹا ہوتا یا ہم سے دور فاصلے پر ہوتا تو تب بھی یہ سب کچھ سردی سے ہلاک ہوجاتا یہ جو فصلیں انسان کے لئے ضروری و ناگزیر ہیں وہ نہ ہوتیں، دیگر اجرام ستارے بھی اسی طریقے سے ہیں جس نظام میں سورج چل رہا ہے، اس کے مطابق اگر ہم فرض کریں کہ ان جرموں اور ان ستاروں میں سے کوئی ستارہ اپنے مسیر سے ہٹ جائے، راستہ بدلے، حرکت کو زیادہ یا کم کرئے تو یہ نظام درہم برہم ہوجاتا ہر ایک کی خلقت ایک خاص عنایت سے بنی ہے، تاکہ انسان استمرار سے زندگی گزارے اور اس کے لئے ضروریات پوری ہوجائیں یہ تمام نظام ہم آہنگی کے ساتھ، وجود انسانی، بقائے انسانی کے لئے آمادہ ہے، لہٰذا یہ دلیل ہے کہ پس کائنات کوئی ہستی ہے جس نے یہ سب انسان کے لئے آمادہ کیا ہے۔

خلقت کے دو مصداق ہیں:۔

الف۔ اصل مادہ، اصل مادہ کا خالق اللہ کے سوا کوئی اور متصور نہیں ہوسکتا ہے سورہ زمر آیت ۶۲ ﴿اللَّهُ خالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَ هُوَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ وَكيلٌ﴾

ب۔ مادہ موجود ہے اور اس کو صورت بخشی ہے، مادے سے مختلف صورتوں کی چیزیں بنانا انسان کو بھی آتا ہے جیسے انسانوں کے تعمیرات سامنے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے ٹھیک ہے تم بھی خلق کرتے ہو لیکن ہم احسن الخالقین ہیں سورہ مؤمنون آیت ۱۴ ﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظاماً فَكَسَوْنَا الْعِظامَ لَحْماً ثُمَّ أَنْشَأْناهُ خَلْقاً آخَرَ فَتَبارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخالِقينَ﴾ سورہ صافات آیت ۱۲۵ ﴿أَ تَدْعُونَ بَعْلاً وَ تَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخالِقينَ﴾۔ لیکن عدم سے وجود میں لانا صرف اللہ کے لئے مخصوص ہے۔ انسانوں سے پوچھا جائے ”من خلق السماوٰت و الارض“ آسمان اور زمین کو کس نے بنایا کس نے خلق کیا؟ تو وہ کہیں گے اللہ

نے ہی خلق کیا ہے سورہ زخرف آیت ۹ ﴿وَ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزيزُ الْعَليمُ ﴾

۲۔کوئی بھی چیز ہو اس کی خلقت کے لئے زمان و مکان چاہئے یہ ستارے، چاند، سورج فضاء میں گردش کر رہے ہیں ان کو نیچے گرنے سے کس نے روک رکھا ہے؟ یہ آسمان زمین کیوں نہیں گرتے؟

۳۔تیسری دلیل اگر تمہیں کوئی مصیبت پریشانی آجائے اور تمہیں خطرات لاحق ہوں کوئی راہ نجات رہائی نظر نہ آئے تو تم کس کو پکارتے ہو سورہ نحل آیت ۵۳،۵۵ ﴿وَ ما بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْئَرُونَ ..۵۳. لِيَكْفُرُوا بِما آتَيْناهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ .۵۵ ﴾سورہ عنکبوت ۶۵،۶۶ ﴿فَإِذا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذا هُمْ يُشْرِكُونَ ..۶۵﴾

لِيَكْفُرُوا بِما آتَيْناهُمْ وَ لِيَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ .۶۶ ﴾سورہ لقمان ۳۲ ﴿وَ إِذا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَ ما يَجْحَدُ بِآياتِنا إِلاَّ كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ وَ إِذا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَ ما يَجْحَدُ بِآياتِنا إِلاَّ كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ﴾سورہ زمر ۸﴿

وَ إِذا مَسَّ الْإِنْسانَ ضُرٌّ دَعا رَبَّهُ مُنيباً إِلَيْهِ ثُمَّ إِذا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ نَسِيَ ما كانَ يَدْعُوا إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَ جَعَلَ لِلَّهِ أَنْداداً لِيُضِلَّ عَنْ سَبيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَليلاً إِنَّكَ مِنْ أَصْحابِ النَّارِ ﴾سورہ انعام ۴۰،۴۱ ﴿قُلْ أَ رَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتاكُمْ عَذابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَ غَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صادِقينَ .۴۰﴾

بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ ما تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شاءَ وَ تَنْسَوْنَ ما تُشْرِكُونَ ۴۱﴾ سورہ روم ۳۳،۳۴ ﴿وَ إِذا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنيبينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذا أَذاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً إِذا فَريقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُون .۳۳﴾

لِيَكْفُرُوا بِما آتَيْناهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ .۳۴﴾ اگر آسمان نیچے گر جائے تو اسے کون روک سکتا ہے؟ سورہ فاطر آیت ۴۱ ﴿إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ أَنْ تَزُولا وَ لَئِنْ زالَتا إِنْ أَمْسَكَهُما مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كانَ حَليماً غَفُوراً﴾

زمین کی دو گردشیں اہم ہیں ایک اپنے گرد ایک سورج کے گرد دونوں میں جاذبیت کا رکردار ہے۔

اثبات وجود باری تعالیٰ اور تمام علوم وفنون اکتشافات کی ماں دو چیز کی طرف برگشت کرتے ہیں ان دو کے علاوہ کائنات میں کوئی چیز قابل اثبات نہیں ہے۔ پہلے کا نام مبداء علیة ہے۔ مبداء علية وہ نقطہ آغاز ہے جو بشر

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۵۲ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

انسان عادی بلکہ بعض اوقات حیوانات بھی درک کرتے ہیں وہ یہ کہ ہر چیز کے وجود کا ایک سبب ہوتا ہے۔جب تک وہ سب وجود میں نہیں آئیں گے آپ کہہ نہیں سکتے ہیں کہ وہ چیز موجود ہے۔اس کو مبداء اوّلی عقل کہتا ہے۔انسان عادی اپنے اندر ایک احساس رکھتا ہے۔اس احساس کے تحت اپنے گرد وپیش دگر گون تغیرات، تبدلات کے لئے اثبات تلاش کرتے ہیں۔یہ کیوں ہوا ہے کس لئے ہوا ہے اس کے ہونے کا جواز کیا ہے۔یہ تصور انسان کے اندر ابتدائی دنوں میں ہوتا ہے طبیعت انسان میں ہے یہ چیز حتیٰ کہ حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے اس کی مثال اس طرح سے ہے دروازے کو کوئی چیز لگے تو اس سے آواز نکلتا ہے وہ ہمیں خبر دے رہا ہے کہ اس سے کوئی چیز لگی ہے۔یہاں سے باہر جا کر دیکھتے ہیں تو دو حال سے خالی نہیں ہے۔یا ایک شخص باہر کھڑا ہے تو فوراً پتہ چلا اس شخص نے دروازہ کھٹکھٹائی ہے اگر کوئی شخص وہاں نہیں دیکھا تو قانع نہیں ہوتا جستجو کرتا ہے باہر نکل کر آگے پیچھے دیکھتا ہے جب تک وہ سبب پتہ نہیں چلے انسان کو سکون نہیں آتا ہے۔اسی لئے جب تک اس کو سبب نہ ملے تو وہ ایک سبب فرض کرتا ہے۔سبب فرضی کا مثال یہ ہے۔ثابت زمانے میں رعد و برق کیا ہے کیوں ہوتا ہے پتہ نہیں تھا بشر کی رسائی نہیں تھی تو بشر نے فرض کیا مالک کو غصہ آیا ہے یا کوئی گوسفند سنگ ہلایا ہے یا وہاں علی ہے اس کا گرج ہے اگر سبب نہ ملے تو فرض کرتے ہیں یہاں سے معلوم ہوا ہر چیز کا سبب ہونا ناگزیر ہے مبداء علیة آپ سے چند چیزیں طلب کرتے ہیں مبداء علیة کہاں چلتا ہے مبداء علیة وہاں چلتا ہے سبب آپ وہاں ثابت کر سکتا ہے جہاں وہ شخص وہ فریق قائل ہے وہاں کوئی چیز ہے تب وہ اسے کہتا ہے ہر چیز کا ایک سبب ہوتا ہے۔پہلا شرط یہ ہے موجود خارجی پر ایمان رکھتا ہو۔

۲۔تمام قوانین تمام نظریات تمام انکشافات کی برگشت قانون علیة کی طرف ہے۔اگر قانون علت نہیں تو آپ کوئی چیز ثابت نہیں سکتا ہے۔یہ دوائیاں آپ ثابت نہیں کر سکتا یہ دوائیاں آپ کیوں کھاتا ہے یہ سبب ہے اس جراثیم کو مارنے کا۔

۳۔اس سبب پر ایمان لانے کے بعد،اس کی حقیقت کا اعتراف کرنے کے بعد آپ اس اصول کو دیگر جگہوں پر بھی تطبیق کر سکتے ہیں۔مثلاً جس طرح دروازہ کھٹکھٹانے کی وجہ سے آپ فوراً تلاش کرتے ہیں آواز کہاں سے آئی ہیں اسی طرح اگر انسان کا نفس تنگ ہوتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے اس کے سینے میں کوئی گڑ بڑ ہے التحاب ہے۔

احساس

یہ بات کہ کوئی موجود ہونا چاہیے جو حس میں آتا ہوا احساس کہلاتا ہے حس بذات خود کسی درد کی دوا نہیں ہے جب

تک اس کے موجود ہونے کا تصدیق نہ ہو۔حس ایک قسم کا تصور ہے آپ کے ذہن میں بہت سے تصورات آتا ہے بہت سے تصورات خیالی ہوتا ہے اس کی حقیقت نہیں ہوتی تو حس بذات خود کافی نہیں کہ انسان اس کے وجود کی تصدیق کرے جب تک موجود خارجی ہونے کا یقین نہ ہو۔آپ کے پاس کائنات کے بارے میں تین تصورات ہیں

۱۔ایک گروہ کا کہنا ہے کہ کائنات وہم وخیال ہے کائنات کے کسی چیز کا کوئی وجود نہیں تو یہاں قانون علت نہیں چلتی ہے

۲۔مثالی، بعض کا کہنا ہے موجود ہے لیکن وجود سے ہٹ موجودات کا کوئی مثال بھی ہوتا ہے ذہنی تصورات بھی ہوتا ہے ان کو مثالی کہا جاتا ہے وہ کہیں گے موجود خارجی نہیں موجود مثالی ہے

۳۔حقیقت خارجی حقیقت موجودی۔ان واقعین کہتا ہے واقعیت کے قائل ہیں واقعیت والے کہتا ہے واقعیت یہی ہے کہ واقعیت کوئی چیز نہیں ہے واقعیت اس چیز کا نام ہے جو آپ کے حس میں آتا ہے۔جو حس میں نہیں آتا اس کا کوئی وجود نہیں ان کو مادیین کہتے ہیں۔مادیین کا کہنا ہے کائنات یا مادہ ہے یا ہو جود مادہ ہے غیر مادی چیز کا ہم اعتراف نہیں کرسکتے تسلیم نہیں کرسکتے۔ہر ساکن چیز حرکت میں آنے کے لئے اور ہر متحرک ساکن ہونے کے لئے ایک سبب ایک علت چاہئے۔ان کو مادیین نے میکانیکی، دینا مکی کہتا ہے۔مادیین کا اس کے علاوہ ایک دوسرا گروہ ہے ان کا کہنا ہے کائنات میں تغیر وتبدل، تغیرات اسباب خارجی سے نہیں ہوتا ہے بلکہ ہر چیز کے اندر اس کا ضد ہوتا ہے وہ ضد ایک دن منفجر ہوتا ہے اس گروہ کو گروہ دیالٹک کہتا ہے۔ اللہ سبحانہ کے بارے میں مادیین ،میکانکی، دینامکی اور دیالٹکی کہتا ہے جب اللہ مادہ نہیں تو ہم اس کو کیسے مانیں جو ہمارے حس میں نہیں آتا ہے۔ہماری تمام معلومات کا ذریعہ سرمایہ حس ہے جو اس میں نہیں آتا ہم اسے نہیں مانتے ہیں۔یہاں سے مادیین اور الہیین نزاع شروع ہوتا ہے ۔الہین کا کہنا ہے مادیین سے آپ جب اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں ہر چیز کی حرکت میں آنے کے لئے ایک سبب چاہئے ایک علت چاہئے آپ جب کہتا ہے کائنات کی ہر چیز متحرک ہے اور ہے بھی تو مادے میں یہ حرکت کہاں سے آئی ہے۔آپ کو یا تو اس اصول مسلمہ سے ہاتھ اٹھانا چاہئے معاف کیجئے گا ہم سے غلطی ہوگئی ہے ہم اس اصول کو نہیں مانتے۔اگر اس اصول کو نہیں مانتے ہیں تو تنہا اللہ نہیں کائنات کی کوئی چیز بھی ثابت نہیں ہوگی، کوئی بھی قانون قانون جریمہ ثابت نہیں ہونگے۔قانون کرپشن ثابت نہیں ہونگے، قانون عقاب ثابت نہیں ہونگے، قانون ٹریفک ثابت نہیں ہونگے، قانون طب ثابت نہیں

ہونگے ۔ یہ ایکسرے لیبارٹری سب بیٹھ جایئں گی قانون علت سے چلتی ہے ۔ان کے لئے بھی متبادل طلب کریں اگر آپ کو قانون طبیعت میں علت کو ہے تو آپ کو مادے کے اصل مادہ یہ کیسے وجود میں آیا ہے اس کے بارے میں جو مفروضہ بنتا ہے ماننا پڑے گا یہاں پر تین مفروضہ بنتا ہے

ا۔ ماسے نے خود مادے کو پیدا کیا یہ ایک تسلسل میں رہا ہے یہاں ایک سوال آئیں گے یہ تسلسل کسی جگہ رکھنا پڑے گا ایک علت غیر مادی کی طرف رکھ جائے جو مادے سے حرکت میں نہیں آیا ہو۔ یہاں سے قانون علت معلول میں چند حقائق کو تسلیم کرنا ناگزیر ہے

ا۔ ہر حادثے ہر واقعے کے لئے ایک سبب ناگزیر ہے۔

۲۔ ہر سبب مسبب مانگتا ہے۔ نتیجہ حتمی ہے ضروری ہے ناقابل انفکاک ہے کوئی نتیجہ کوئی تغیر بغیر سبب آنہیں سکتا ہے۔ پہلے قانون کے تحت

۳۔ قانون میں تناسب ہونا چاہئے ، ہر علت اپنی جیسا مناسب مربوط معلول مانگتا ہے۔ غیر مربوط معلول نہیں مثلاً حرارت سبب ہے سعود کا اوپر جاتا ہے۔ پانی جب گرم ہوتا ہے تو ۱۰۰ ڈگری پر آکر اوپر چڑھتا ہے اوپر فضاء میں اگر ٹھنڈ ہو جائے تو یہ بخار نیچے اترتا ہے۔ جسم کی حیثیت سے نیچے اترتا ہے مادہ پھٹنے کی وجہ سے اوپر جاتا ہے مثلاً پانی سبب ہے اس کا مسبب کیا ہے آگ کو خاموش کرنا یہ آگ کو خاموش کرتا ہے۔ آگ پانی کو اوپر چڑھاتے ہیں۔

تکوین کون سطح ظاہری انسان کے حوالے سے انسان کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں جسم روح جسم سے متعلق بحث کرنے والی علوم کو جدید اصطلاح علم فیلوجی کہتے ہیں اس علم میں تمام اعضاء انسان بال سے لیکر دانت ھڈی سے لیکر خلایا تک بحث کرتے ہیں دوسرا حصہ روح ہے روح ظاہری طور پر ایسی حصے کو کہتے ہیں جس کے نکلنے کے بعد جسم انسان جلدی متعفن اور مٹی ہو جاتے ہیں لیکن یہ سوال جسم سے نکلنے کے بعد روح کہاں جاتے ہیں کی سوال کے شکل میں سوالات ہیں ان سوالات کے بارے میں متعرض ہونے سے پہلے ہم روح کے معنی لغوی جاننا چاہتے ہیں صاحب مفردات نے لکھا ہے روح کا معنی کبھی نفس کرتے ہیں لیکن کہتے ہیں نفس روح کا ایک حصہ ہے کل روح نہیں جیسے انسان کے بارے میں کہتے ہیں انسان حیوان تسمیہ نوعبا سم الجنس ہے نفس وہ ہے جسے حیات پید ہوتا ہے اس سے استجلاب منافع واستدفاع مضرات کرتے ہیں روح کے بارے میں علماء کہتے ہیں یہ روح وہی ہے جس کا ذکر سورہ اسراء آیت ۸۵ سورہ حجر آیت ۲۹ میں آیا ہے صاحب شعراوی سورہ اسراء کی آیت ۸۵ میں

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۵۵ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

لکھتے ہیں روح کے چند املاقات ہے اور روح جو جسم کو حیات بخشتا ہے جب یہ روح وجود کے لئے کہا گیا ہے سورہ شعراء آیت ۱۹۳ کبھی روح خالص وحی کے لئے کہا گیا ہے سورہ شعراء آیت ۵۲ کبھی تثبیت والقوۃ مجادلہ۔

نہایت کائنات کائنات نیستی سے شروع ہوا ہے نیستی پر اس کا اختتام ہوگا اس کے بارے میں قرآن کریم میں آیات کثرت آئی ہی کتاب ظواہر جعرافیہ بین العلم والقرآن ص ۷۱ پر نہایت الکون بین العلم والقرآن کے ذیل میں لکھا ہے یہ آیت بطور واضح بیان کرتے ہیں کہ کائنات کی پھیلی ہوئی یہ نقشہ ایک دن لپیٹ لیں گے

۱۔سورہ انبیاء آیت ۱۰۴ آسمان کو لپٹائیں گے

۲۔یہ بھی آسمان سے متعلق ہے سورہ فرقان آیت ۲۵

۳۔سورہ حاقہ آیت ۱۶

۴۔سورہ نبأ آیت ۱۹ فتحت السماء۔۔۔فتحت ابوابا

۴۔سورہ تکویر آیت ۱۱ انفطار آیت ۱ تا ۳ سورہ انشقاق ۱ تا ۲

۵۔سورہ کھف آیت ۴۷ سورہ احقاف آیت ۳

۲۔ قیامت کبریٰ کے موقع نفع پر صور ہوں گے سورہ زمر آیت ۶۸، ۶۹، ۲۷ سورہ نمل آیت ۸۷ یہ آیات بتاتے ہیں کائنات کا جو نظم ہے یہ دھاگہ ٹوٹ جائے گی درر ستارے انجم اس نظام میں باندھے ہیں وہ سب گر پڑیں گے یہ چیزیں دوبارہ دخان کی صورت میں واپس جائیں گے سورہ فصلت آیت ۱۱ سورہ دخان آیت ۱۰ ہر چیز ختم ہونگے صفحہ مخلوقین خالی ہوجائیں گے اشباہ شکل گم ہونگے وجہ کریم اللہ ہر جگہ نمایاں ہونگے موتموت موت ہلاکت کائنات پر چھائی نظر آئیں گے

زمین کے بارے میں سورہ مزمل آیت ۱۴ چاند کے بارے میں سورہ طٰہٰ ۱۰۵ سورہ نبأ آیت ۲۰ سورہ قارعہ آیت ۴، ۵ ستاروں کے بارے میں

ءأرباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد سورہ یوسفیت ۳۹

تکوین انسان وجود انسان میں دو چیز بسایا ہے ابعاد رکھتا ہے ایک جنبہ مادی ہے جو تمام تعاریف اس پر صدق آتا ہے مثلا جگہ گیر لیتا ہے ابعاد رکھتا ہے اس کی طول، عمق، عرض، سمت، قابل تقسیم ہے دوسرا پہلو وحی ہے جہاں فکر سرگرمیاں چلتی ہے عقلی سرگرمیاں چلتی ہے ایک دوسرے سے مربوط ومزدوج ہے دونوں میں گہرا رشتہ بھی ہے

ایک دوسرے میں مؤثر بھی ہے جسم روح میں اثر کرتی ہے روح جسم میں اثر کرتی ہے لیکن یہ تعلق ایسی ہے دونوں کے برگشت ایک دوسرے سے مختلف ہے روح عالم علوی سے آئے کہاں اقامت کی ہے جس طرح سابق گھر سے آ کے گاڑی چلاتے ہیں دیکھنے کی ضرورت ہے؟

زوج:

زوج مقارنۃ شیء بشی ، ایک چیز کو دوسری چیز سے جوڑنے اور کسی چیز کو کسی چیز کے قریب پانے کے معنی میں آیا ہے سورہ دخان آیت: ۵۴ ﴿كَذٰلِكَ وَ زَوَّجْناهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ﴾ قرین کے معنی میں آتا ہے تو حرف ،، با ،، سے تعدی ہوتا ہے زوج کا معنی اس کے ساتھ کوئی اور ہو یعنی زوج کا معنی دو ہوتا ہے، دو چیزوں کے جوڑ کو زوج کہتے ہیں، زوج مذکر و مؤنث انسانوں اور حیوانات میں بھی ہوتا ہے۔ زوج بمعنی جوڑ سورہ صافات آیت: ۲۲ ﴿احْشُرُوا الَّذينَ ظَلَمُوا وَ أَزْواجَهُمْ وَ ما كانُوا يَعْبُدُونَ ﴾ سورہ طٰہٰ آیت: ۵۳ ﴿الَّذی جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْداً وَ سَلَكَ لَكُمْ فيها سُبُلاً وَ أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخْرَجْنا بِهِ أَزْواجاً مِنْ نَباتٍ شَتَّى ﴾ سورہ شوریٰ آیت ۵۰ ﴿أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْراناً وَ إِناثاً وَ يَجْعَلُ مَنْ يَشاءُ عَقيماً إِنَّهُ عَليمٌ قَديرٌ ﴾ سورہ زاریات آیت: ۴۹ ﴿وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴾ کائنات کی ہر چیز جوڑ ہے زوج ہے جو ہر و عرض میں جوڑ ہے مادہ و صورت میں جوڑ ہے ذرہ منفی و مثبت میں جوڑ ہے ''الصمد'' صرف ذات باری تعالیٰ کے لئے مختص ہے، کائنات کی ہر چیز ایک دوسرے کے نیازمند ہے ایک دوسرے کی ضد ہے ایک دوسرے کی مثل ہے بلکہ ترکیب سے ہٹ کے وہ باقی ہی نہیں رہ سکتی ہے زوج و جوڑ کائنات کے لوازم لا ینفک میں سے ہے کائنات میں جوڑ اس بات کی دلیل ہے کہ اسے کسی ذات بلا جوڑ نے خلق کیا ہے۔

ہر چیز کی بقاء زوج سے قائم ہے لھٰذا اللہ نے سورہ یٰسین کی آیت: ۳۶ میں فرمایا ﴿سُبْحانَ الَّذی خَلَقَ الْأَزْواجَ كُلَّها مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لا يَعْلَمُونَ ﴾ منزہ ہے وہ ذات جس زمین سے اُگنے والے نباتات اور انسانوں میں زوجیت قائم کی ہے، چنانچہ علوم طبیعی کے ماہرین نے کہا ہے مادہ بغیر زوج ناممکن ہے بارش کے قطرات میں زوج ہیں بجلی میں زوج ہے سورہ زمر آیت: ۶ ﴿خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْها زَوْجَها وَ أَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعامِ ثَمانِيَةَ أَزْواجٍ يَخْلُقُكُمْ فی بُطُونِ أُمَّهاتِكُمْ خَلْقاً مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فی ظُلُماتٍ ثَلاثٍ ذٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لا إِلٰهَ إِلاَّ هُوَ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ ﴾ اگر جنس بشری کا ازدواج غیر انسان سے ہوتا تو اس کائنات میں ان کی حرکات مضطرب ہوتیں ایک دوسرے کی جان کو کھاتے ، انسان کو اجتماعی صورت میں تعمیر کرنے کے لئے اللہ نے اس کا جوڑا اسی سے نکالا تا کہ ان میں الفت و محبت پائی جائے ، دونوں کے درمیان حقوق و فرائض معین کئے تا کہ ظلم نہ ہو قرآن کریم

میں احکام زواج پر استوار ہیں سورہ النساء آیت: ۱ تا ۲۰ ﴿یا أَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذی خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَةٍ وَ خَلَقَ مِنْها زَوْجَها وَ بَثَّ مِنْهُما رِجالاً کَثیراً وَ نِساءً وَ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذی تَسائَلُونَ بِهِ وَ الْأَرْحامَ إِنَّ اللَّهَ کانَ عَلَیْکُمْ رَقیباً﴾

﴿وَ آتُوا الْیَتامی أَمْوالَهُمْ وَ لا تَتَبَدَّلُوا الْخَبیثَ بِالطَّیِّبِ وَ لا تَأْکُلُوا أَمْوالَهُمْ إِلی أَمْوالِکُمْ إِنَّهُ کانَ حُوباً کَبیراً﴾

﴿وَ إِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تُقْسِطُوا فِی الْیَتامی فَانْکِحُوا ما طابَ لَکُمْ مِنَ النِّساءِ مَثْنی وَ ثُلاثَ وَ رُباعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تَعْدِلُوا فَواحِدَةً أَوْ ما مَلَکَتْ أَیْمانُکُمْ ذلِکَ أَدْنی أَلاَّ تَعُولُوا﴾

﴿وَ آتُوا النِّساءَ صَدُقاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِنْهُ نَفْساً فَکُلُوهُ هَنیئاً مَریئاً﴾

﴿وَ لا تُؤْتُوا السُّفَهاءَ أَمْوالَکُمُ الَّتی جَعَلَ اللَّهُ لَکُمْ قِیاماً وَ ارْزُقُوهُمْ فیها وَ اکْسُوهُمْ وَ قُولُوا لَهُمْ قَوْلاً مَعْرُوفاً﴾

﴿وَ ابْتَلُوا الْیَتامی حَتَّی إِذا بَلَغُوا النِّکاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْداً فَادْفَعُوا إِلَیْهِمْ أَمْوالَهُمْ وَ لا تَأْکُلُوها إِسْرافاً وَ بِداراً أَنْ یَکْبَرُوا وَ مَنْ کانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَ مَنْ کانَ فَقیراً فَلْیَأْکُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذا دَفَعْتُمْ إِلَیْهِمْ أَمْوالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَیْهِمْ وَ کَفی بِاللَّهِ حَسیباً﴾

﴿لِلرِّجالِ نَصیبٌ مِمَّا تَرَکَ الْوالِدانِ وَ الْأَقْرَبُونَ وَ لِلنِّساءِ نَصیبٌ مِمَّا تَرَکَ الْوالِدانِ وَ الْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ کَثُرَ نَصیباً مَفْرُوضاً﴾

﴿وَ إِذا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبی وَ الْیَتامی وَ الْمَساکینُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَ قُولُوا لَهُمْ قَوْلاً مَعْرُوفاً﴾

﴿وَ لْیَخْشَ الَّذینَ لَوْ تَرَکُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّیَّةً ضِعافاً خافُوا عَلَیْهِمْ فَلْیَتَّقُوا اللَّهَ وَ لْیَقُولُوا قَوْلاً سَدیداً﴾

﴿إِنَّ الَّذینَ یَأْکُلُونَ أَمْوالَ الْیَتامی ظُلْماً إِنَّما یَأْکُلُونَ فی بُطُونِهِمْ ناراً وَ سَیَصْلَوْنَ سَعیراً﴾

﴿یُوصیکُمُ اللَّهُ فی أَوْلادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَیَیْنِ فَإِنْ کُنَّ نِساءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثا ما تَرَکَ وَ إِنْ کانَتْ واحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَ لِأَبَوَیْهِ لِکُلِّ واحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَکَ إِنْ کانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ یَکُنْ لَهُ وَلَدٌ وَ وَرِثَهُ أَبَواهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ کانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُوصی بِها أَوْ دَیْنٍ آباؤُکُمْ وَ أَبْناؤُکُمْ لا تَدْرُونَ أَیُّهُمْ أَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعاً فَریضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ کانَ عَلیماً حَکیماً﴾

﴿وَ لَکُمْ نِصْفُ ما تَرَکَ أَزْواجُکُمْ إِنْ لَمْ یَکُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ کانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَکُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُوصینَ بِها أَوْ دَیْنٍ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکْتُمْ إِنْ لَمْ یَکُنْ لَکُمْ وَلَدٌ فَإِنْ کانَ لَکُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَکْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ تُوصُونَ بِها أَوْ دَیْنٍ وَ إِنْ کانَ رَجُلٌ یُورَثُ کَلالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَ لَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِکُلِّ واحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ کانُوا أَکْثَرَ مِنْ ذلِکَ فَهُمْ شُرَکاءُ فِی الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُوصی بِها أَوْ دَیْنٍ

غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَ اللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ﴾

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَ مَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهارُ خالِدِينَ فِيها وَ ذلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

﴿وَ مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ يَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ ناراً خالِداً فِيها وَ لَهُ عَذابٌ مُهِينٌ﴾

﴿وَ اللاَّتِي يَأْتِينَ الْفاحِشَةَ مِنْ نِسائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلاً﴾

﴿وَ الَّذانِ يَأْتِيانِها مِنْكُمْ فَآذُوهُما فَإِنْ تابا وَ أَصْلَحا فَأَعْرِضُوا عَنْهُما إِنَّ اللَّهَ كانَ تَوَّاباً رَحِيماً﴾

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَ كانَ اللَّهُ عَلِيماً حَكِيماً﴾

﴿وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئاتِ حَتَّى إِذا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَ لاَ الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَ هُمْ كُفَّارٌ أُولئِكَ أَعْتَدْنا لَهُمْ عَذاباً أَلِيماً﴾

﴿يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّساءَ كَرْهاً وَ لا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ ما آتَيْتُمُوهُنَّ إِلاَّ أَنْ يَأْتِينَ بِفاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَ عاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئاً وَ يَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْراً كَثِيراً﴾

﴿وَ إِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدالَ زَوْجٍ مَكانَ زَوْجٍ وَ آتَيْتُمْ إِحْداهُنَّ قِنْطاراً فَلا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئاً أَ تَأْخُذُونَهُ بُهْتاناً وَ إِثْماً مُبِيناً﴾۔سورہ بقرہ آیت:۳۵﴿وَ قُلْنا يا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلا مِنْها رَغَداً حَيْثُ شِئْتُما وَ لا تَقْرَبا هذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾سورہ بقرہ ۲۴۰﴿وَ الَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُونَ أَزْواجاً وَصِيَّةً لِأَزْواجِهِمْ مَتاعاً إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْراجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلا جُناحَ عَلَيْكُمْ فِي ما فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ وَ اللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾،سورہ احزاب آیت:۳۷﴿وَ إِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللَّهَ وَ تُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ وَ اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشاهُ فَلَمَّا قَضى زَيْدٌ مِنْها وَطَراً زَوَّجْناكَها لِكَيْ لا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْواجِ أَدْعِيائِهِمْ إِذا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَراً وَ كانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولاً﴾سورہ اعراف آیت:۱۹﴿وَ يا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلا مِنْ حَيْثُ شِئْتُما وَ لا تَقْرَبا هذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾سورہ طہ آیت: ۱۱۷﴿فَقُلْنا يا آدَمُ إِنَّ هذا عَدُوٌّ لَكَ وَ لِزَوْجِكَ فَلا يُخْرِجَنَّكُما مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقى﴾سورہ نباء آیت:۸﴿وَ خَلَقْناكُمْ أَزْواجاً﴾سورہ اعراف آیت:۱۸۹﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَةٍ وَ جَعَلَ مِنْها زَوْجَها لِيَسْكُنَ إِلَيْها فَلَمَّا تَغَشَّاها حَمَلَتْ حَمْلاً خَفِيفاً فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُما لَئِنْ آتَيْتَنا صالِحاً لَنَكُونَنَّ

مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴾ سورہ زمر آیت:٦ ﴿خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ واحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْها زَوْجَها وَ أَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعامِ ثَمانِيَةَ أَزْواجٍ يَخْلُقُكُمْ في بُطُونِ أُمَّهاتِكُمْ خَلْقاً مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ في ظُلُماتٍ ثَلاثٍ ذلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لا إِلهَ إِلاَّ هُوَ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ﴾ مجادلہ آیت:١ ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتي تُجادِلُكَ في زَوْجِها وَ تَشْتَكي إِلَى اللَّهِ وَ اللَّهُ يَسْمَعُ تَحاوُرَكُما إِنَّ اللَّهَ سَميعٌ بَصيرٌ﴾

قاعدہ اثبات وجود اللہ یا نفی میں خصومت۔

نزاع اختلاف عقل اسکو دنہیں کر سکتے ظروری نہیں کہ کسی کے زمہ اثبات کرنا اوراس کی زمہ صرف انکار کرنا آ جاے کسی منکر کو یہ حق نہیں کہ ثابت کرنا تمہاری ذمہداری ہے تم خود ثابت کرو اثبات وجود باری میں پیش کرنے والی یا ہونے والی براھین ایک برھان کونی ہے سب سے پرانی بسیط اور قومی دلیل یہ ہے کائنات کا وجود ہونا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے ہر موجود متوقف ہے دوسرے پر اور ہر دوسرا کسی اور پر متوقف ہے یہ سلسلہ جاکے ادھر ایک ایسی وجود پر رکنا چاہیے جسکا وجود اپنا ذاتی ہو۔ یہ نہیں کہ سکتا کہ کائنات مجموعی طور پر کامل ہے۔ ناقص جمع ہوکر کامل نہیں بنتا۔ متناہی جمع ہوکر غیر متناہی اور قاصر مل کر مکمل نہیں بنتا۔ اگر یہ وجود غیر ذاتی ہے تو ایسی زات ہونی چاہیے جس کا وجود خود ذاتی ہو۔ اس وجود کو اور اسلوب میں ایک اور نام سے محرک کہتے ہیں یہ سارے وجود حرکت میں ہیں یہ جاکے ایسے وجود سے ملنا چاہیے جو حرکت نہیں کرتے۔ ایک ایسے محرک سے ملیں جو پوری کائنات کو حرکت دے۔ یہاں یہ حرکت بھی واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ حرکت کی ایک قسم انتقالی ہے یعنی ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف حرکت۔ حرکت حال ایک حال سے دوسرے حال میں حرکت قوتہ سے فعل کی طرف انتقال خلاصہ کلام ہر محرک کے لیے ایک محرک ہونا چاہیے ۃ ر متحرک کو کسی اور سے مدد لینا ضروری ہے تا کہ ایسے محرک اگر رک جائے جس کے لیے حرکت محال ہو چونکہ وہ مکان و زمان سے باہر ہے۔

اختلاف کونیات نشانی واحدنیت مکون

سورہ روم آیت میں اختلاف السنۃ والوں کو نشانی رب قرار دیا ہے۔ کائنات میں موجودات جماد، نباتات، حیوان ،انسان سب میں اختلافات ذکر کرتے ہیں۔ ہر ایک کے بارے مین اپنی موقع محل پہ بیان کریں گے یہاں انسانوں میں اختلافات کا ذکر کرتے ہیں۔ سورہ حجرات آیت ۱۳ میں شعوب وقبائل کی صورت میں انسانوں میں

ایک دوسرے سے تعارف بنانے کے غرض وغایت کوقرار دیا ہے کیونکہ انسان وہ واحد مخلوق ہے جس کے زندگی کے تمام سرگرمیاں اپنے ہم نوع دیگر انسانوں سے ہوگا جہاں لین دین دینا لینا دینا فوائد خسارت جانی قاتل مقتول شاہد مشہود ہوگا لھذٰا ایک دوسرے میں تمیز ضروری ہے جواس کے تمام تصرفات،حرکات،سکنات،گفتار سب کے بارے میں سوال ہوگا جب سوال ہوگا تو شناخت ہونا ضروری ہے شناخت کی انوع واقسام ہیں۔

١۔شناخت اعتباری ہے اس میں اس کا نام آتا ہے

٢۔شناخت حرفتی ہے اس میں کہ وہ کیا کام کرتا ہے

٣۔شناخت اوصاف ممدوح مزموم عالم فاسق وفاجر عادل سخی وبخیل

٤۔شناخت جسامت قد ہے طویل قصیر معتدل

٥۔شناخت رنگ ہے سفید سرخ سیاہ زرد زمین گوہ

٦۔شناخت لسان ہے لسان کی چند اقسام ہے لغت ہے کونسی زبان بولتا ہے لھجہ

الف۔لسان اللب

ب۔لسان بن دندان چورا

ج۔لسان لہجہ

٧۔شناخت نعمات

٨۔شناخت انگام

کتاب اللہ یتجلی فی عصر العلم یہ ایک کتاب ہے جوطندین مقالات پر مشتمل ہے یہ مقالات علماء یورپ کی لکھی ہوئی ہے ان علماء میں مختلف فروعات پی ایچ ڈی کرنے والے علماء کے مقالات ہیں اس میں علماء کیمیاء فزکیات، بیالوجی فلکیات ریاضیات وطب وغیرہ سے وابستہ علماء کی ہے کتاب کا ٧٠ اصفحات پر مشتمل ہے ان علماء نے ان مقالات میں وجود باری تعالٰی پر استدلال کی ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ نفس انسانی کے اندر وجود باری تعالٰی کے دلائل پوشیدہ ہے یہ نشانیاں انسان کے وجود سے انفکاک ناپزیر ہے سوائے انسان غافل کے جو اپنے وجود کے بارے میں بھی غفلت برتتے ہیں۔اللہ کا وجود انسان کی عمیق ذات فطرت میں پنہاں ہے انسان اپنی حیات میں بہت سی دفعہ یہ اتفاق پیش آتے ہیں کہ وہ ایک صحرادشت ومیدان سے گزرتے ہیں وہاں کوئی جسم

پڑی نظر آتا ہے نہ کوئی پودا اور نہ کوئی نہر نظر آتے ہیں ایک عرصہ گزرنے کے بعد جب انسان دوبارہ گزرتا ہے تو وہ بغات سے بھرے ہیں عمارت کھڑی ہیسر سبز شاداب ہیں نہریں چلتی ہیں فورا اس انسان کا ذہن اس بات کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور ذہن سے سوال کرتے ہیں ان سب کو کس نے بنایا ہے اور اس شہر کو کس آباد کیا کوئی پودا گاڑے بغیر جنگل نہیں بنتا معمار کے بغیر گھر نہیں بنتا اگرچہ ہم نے پودا لگانے والے اور نہ معمار کو دیکھا ہے کہ کون ہے۔ایک معمار یا پودا لگانے والا کا یقین آتا ہے ہو بہو اسی انداز اشتعال دینی فکری کو اسی اصول سے استدلال کرتے ہیں کہ کائنات بھی ایسی ہے یہ خلق عظیم یہ کائنات وسیع کی مکون کی ضرورت مند ہے جس طرح گھر کے لیے پانی اور پودے کے لیے مالی کی ضرورت ہے یہ سوال انتہائی سادہ ہے لیکن اپنی جگہ سچا اور لاریب واقع ہوا ہے۔علماء فلک نے قدیم زمانے سے اسی منطق سے استدلال کیا ہے ہم اگرچہ ستاروں کو مجرات کو تجربہ نہیں کرسکتے وہاں کے حالات معلوم نہیں کیونکہ ہم اور ان ستاروں کے درمیان فاصلہ بہت ہے لیکن سابق عصر آثار سے موثر کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے علماء ذرہ نے جسامت اور طاقت سے زرہ کشف کیا ہیا گرچہ انہوں نے ذرہ کو نہیں دیکھا تھا۔اس اصول کو آثار سے موثر کی طرف استدلال کیا جاتا ہے یہ اصول تمام علوم طبعی میں چلتا ہے تو وجود باری تعالٰی میں کیوں نہیں چلتی اثر سے موثر کی طرف استدلال کرنا استدلال فطری اور سچ سو دفعہ تجربے سے صادق آتا ہے تو وہ اس پر کیوں ایمان نہیں رکھتا یہ زیادہ اطمینان بخش ہے۔

بندگی صرف اللہ کے لیے مختص ہے کیوں یہ ایک سوال ہے حاصل کر معاصر حریت پسندی کا اعلان ہونے کے بعد کیوں انسان کی فکر احساس سلوک توجیحات بغیر کسی ثمرات انحراف کے ارادہ الٰہی میں حل ہو جائے اس سوال کا کیا جواب ہے اللہ سبحانہ نے اس سوال کا جواب قرآن کریم میں مختلف زاویے سے دیا ہے جس طرح تم سوال کرتے ہو ہم کیوں ارادہ الٰہی میں زعم ہو جائیں اللہ کا بھی ایک سوال ہے تم کو کس نے خلق کیا ہے تم کس کی مخلوق ہو تم کس کے مرزوق ہو تم کس کی نعمت کھاتے ہو سورہ بقرہ ایت ٢١،٢٢ میں آیا ہے اپنے رب کے بندے بنو جس نے تمہیں خلق کیا ہے کس نے خلق کیا اور کون تمہاری کفالت کرتا ہے کون تمہیں جائے قرار دیتا ہے کون تمہارے لیے آسمان سے بارش برساتا ہے اور زمین سے ثمرات اگاتے ہیں جس نے تمہیں خلق کیا ہے رزق دیا ہے اس کی عبادت کرو اس کی بندگی میں آجاؤ انعام ١٠٢ دنیا میں عبودیت کا دور دورہ ہے کسی بندہ زر خرید نے زر فروشی نے کبھی کیا ہے کہ ہم مالک کی اطاعت کریں کیوں تابعدار ہو جائیں حالانکہ مالک نے پیدا نہیں کیا بلکہ پیسہ دے کر خرید ا ہے۔

٢۔تمہارا مالک حقیقی اللہ ہے مملوک اپنے خالق اپنے مالک کی عبادت و بندگی کرتا ہے بندہ کے لیے جائے فرار

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ٦٢ (١١محرم الحرام ١٤٤١ھ)

نہیں ہے آسمان وزمین اس کی ملکیت ہے حیات وموت دینے والا وہ ہے آخر میں اس کی طرف جانا ہے۔

٣۔تم مقہور ہو تم اللہ کی قدرت کے اندر مقہور ہو تم کس حوالے سے اور حیثیت سے نافرمانی کرتے ہو سورہ انعام ١٨ ایک انسان جینے کے لیے چندین انسان کی کفالت نہیں کرسکتا ہے آیا تم مختلف متعدد مالک کی ملکیت میں جانا بہتر ہے یا مالک واحد سورہ یوسف ٣٩،ص۔٦٥

حق امر کس کو ہے مالک کو حق امر ہے انسان اس وجود میں کسی چیز کا مالک نہیں ہے وہ کسی قسم کا اپنے وجود میں تعریف نہیں رکھتا اختیار نہیں رکھتا۔

کتاب حاضر مکون کونیات حسب ہدایت وارشاد قرآنی فصلت ۵۳ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے جہاں اللہ سبحان نے اپنی ذات والی کی نشانیاں آثار آفاق اور انفس میں تلاش کرنے کا فرمایا ہے کلمہ آفاق آسمان و زمین و ما فیہما آتا ہے کونیات ایک نقطہ نظر سے دو حصوں میں تقسیم ہوتی ہے ا۔طبیعی آنکھوں میں آنے والے مناظر پرکشش جذب کنندہ ثمر بخش مظاہر ہے جیسے آسمان سورج چاند ستارے مجرات زمین دریا پہاڑ صحرا معدنیات نباتات حیوانات یہ مظاہر انسانوں کی نظروں میں ہیں اوران کے فوائد بھی معلوم ہیں وہ چیزیں جس سے یہ کائنات بنی ہے معلوم ہے لیکن یہ مواد جن سے یہ ذرات بنی ہے جو ہماری نظروں میں نہیں آتی ہے بلکہ پرانے زمانے کے علماء اور محققین کی نظروں میں بھی نہیں آتے تھے لیکن وہ محسوس کرتے تھے ان سے بھی باریک مواد ہے جن کو یونانی زبان میں ایٹم کہتے تھے لیکن بالکل ماضی قریب صرف چند صدی پہلے دوربین خوردبین شیشے بنی جن سے ان ذرات سے بھی کئی گنا چھوٹا مواد سے بنی ہے یہ مواد عقل جدید کے لئے حیرت انگیز تعجب اور نئی چیز بتاتی ہے وہ پروٹون، نیوٹرون، الیکٹرون ہے ہم عون و مدد برادران ہمکاران جو اپنی توانائیوں کو فی سبیل اللہ بذل کرنے والوں اوران کے آگے جن کی ذات والا کے نام سے یہ صفحات تدوین کرر ہے ہیں اس کی عون و توفیق سے ان تمام مظاہر جلی وخفی کے بارے میں ترتیب حروف تہجی بیان کریں گے

کونیات میں مظاہر مکون کائنات۔

۱۔ارض

۲۔آسمان

۳۔جبال

۴۔سورج

۵۔قمر

۶۔کواکب

۷۔پانی

٨۔نباتات

٩۔حیوانات

١٠۔معدنیات

١١۔فضاء

١٢۔ہوا

١٣۔آگ

١٤۔انسان

١٥۔جن

اللهم انی اطعنک فی احب الانبیاء الیک و ھی کلمة التوحید لا اله الاالله انت وحدك لا شریک لک و لم اعطکفی البعض الاشیاء الیک وھی الشرك اعوذ بک منه والستعین بک علیک فا غفرلی ما بین ذالک

اللہ سبحانہ نے محمد ١٩ میں اس کی واحدنیت اور اپنی اور مومنین کی ذنوب کے لیے استغفار کرنے فرمایا یہی جملہ ایمانیات کی طرف دعوت ہے دوسری فقرہ علم بواجبات کی طرف دعوت ہے۔

ہر کتاب نقض بنظریات کونیہ تألیف ابی نصر محمد بن عبداللہ ناشر دارالآ ثار ص ٩٤ نقل از کتاب اعجاز علمی جلد ا ص ١٢٦ آسمان میں بہت سے مجرّ ات پائے جاتے ہیں ۔جو ہماری زمین سے بالکل دور ہیں یہ مجرّ ات کتنے ہیں؟ ان کی تعداد کتنی ہے؟ خیال بشر سے مافوق ہے یہ مجرّ ات جو شعاعیں پھینکتے ہیں یہ ہماری زمین سے ملائین ملائین میل دور ہیں ان مجرّ ات میں سے ایک مجرہ کا نام مجرّ ہ سحابہ ہے ''مجرہ قنوہ عذرا'' یہ مجرّ ہ ہم سے قریب مجرہ ہے اس مجرے کے اندر دو ہزار پانچ سو مجرے ہیں مجرّ ات میں کثرت سے نجوم پیدا ہوتے ہیں، بعض مجرات قصیر العمر ہوتے ہیں صاحب کتا ب اعجاز علمی (الہی) ص ١١٢، معجزات الہی اس فضائے بیکراں میں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں علماء نے ان مجرات کو کشف کیا ہے، علماء میں اختلاف نہیں ہے کہ ہر مجرّ ے میں ملائین ملائین منظومات شمسی ہیں ان میں سب سے چھوٹا منظومہ ہمارا منظومہ شمسی ہے، سید قطب نے اپنی تفسیر فی ضلال القرآن جلد ٥ ص ٣٩٠ سورہ غافر کی آیت ٥٧ کی توضیح میں لکھا ہے، یہ سورج ہمارے قریب کے مجرّ ے میں موجود ملیون سورج میں سے ایک سورج ہے بشر نے اب تک سو ملیون مجرّ ات کشف کیئے ہیں علماء کہتے ہیں جو کشف ہوئے ہیں کل کی

مناسبت سے بہت قلیل ہیں، ہم اور ہمارے سورج کے درمیان ۹۳ ملیون میل کا فاصلہ ہے۔ یہ سورج ہماری بستی زمین کا سرور ہے اور یہ زمین کا مادر گرامی بھی ہے۔ یہ خبر صاحبان رصد گاہان مخترعان نے دی ہے، وحی منزل نہیں ہے ہمارے لئے ایک خبر ہے خبر، صدق و کذب دو احتمال رکھتی ہے، ہم کذب صریح کا فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم ہر وقت اس کائنات کو بڑھا رہے ہیں، کائنات کے بڑھنے کی مثال آدم صفی اللہ سے لے سکتے ہیں، اللہ نے ایک آدم کو پیدا کیا اور اس سے کتنی نسل پھیلی ہے اور اب تک کتنے انسان گزرے ہیں اور آئندہ کتنے پیدا ہوں گے؟ اور کتنے فیصد سال میں بڑھتے ہیں؟ جب مکین ہماری نظروں میں بڑھ رہا ہے تو مکان بھی بڑھے گا لھذا ہم نہیں جھٹلا سکتے ہیں لیکن ان کے پاس جنھوں نے کشف کیا ہے ٹھوس شواہد نہیں ہیں جس طرح قدیم فلاسفہ یونان نے زمین کے بارے میں کہا تھا زمین مرکز ہے سورج اس کے گرد گردش میں ہے لیکن بعد میں اس دعویٰ سے دست بردار ہونا پڑا، یہ حقیقت ہے کہ کائنات عجیب و غریب ہے اس کا مکوّن کون ہے؟ ﴿ تبارک اللہ احسن الخالقین ﴾

ارض:

تاریخ تکون کونیات

کائنات جو اس وقت جس کے مظاہر ہماری نظروں میں ہیں اس کی کوئی تاریخ ہے کب پیدا ہوئے ہیں جدید تحقیقات قرآنی بیان سے اتفاق کرتے ہیں یہ جو موجودہ شکل زمین آسمان سورج چاند ہیں وہ بعد میں بنی ہیں قرآن بھی یہی کہتا ہے جدید تحقیقات بھی یہی کہتی ہیں اما یہ کائنات یہ موجوہ شکل کیسے بنی اس کا مواد اصلی جس سے یہ بنی ہو پہلے تھے یا نہیں اس پر بھی اتفاق ہے یہ مادہ پہلے سے تھے لیکن کب سے تھے یہ معمہ ہے۔

آیئے پہلے ہماری مادر گرامی زمین کے بارے میں دیکھتے ہیں یہ زمین کب اور کیسے بنی ہے علماء زمین شناسوں کا کہنا ہے یہ زمین ۴۶۰۰ میلیون سنہ پہلے اس شکل میں آئی ہے اس کی ایٹم مادہ جس سے یہ زمین منظومہ شمسی بنی ہے وہ غبار اور غازات سے بنی ہے کہتے ہیں شکل زمین نقشہ زمین کروی ہے بیضوی ہے انڈے کی شکل جیسا ہے اس کی کیا دلیل ہے ایک تو موجودہ زمین کا نقشہ سیٹلائیٹ سے بنی ہے اس میں کروی شکل دکھاتے ہیں

۲۔ کائنات بننے سے پہلے یہ غاز مائع تھے مائع کو آپ دیکھتے ہیں تو اس کے قطرات دیکھتے ہیں جو کہ کروی شکل میں ہوتے ہیں حجم زمین کتنی ہے حجم کے بارے میں کہتے ہیں اس کا حجم خط استوا تک پہنچتے ہیں ۲۴۸۴۷ میل ہے۔

زمین کی تہہ میں کیا ہے زمین ایک کرہ پتھری ہے اگر ہم اس کو کھودیں گے تو اس کے نیچے اس کے چند طبقات ہیں

پہلے طبقے کو چلکا کہیں گے یہ تقریباً ۴میل تک حدود تک ہے اس کے بعد ایک پتھر کا طبقہ ہے جو اس قشر مسافت کا آدھا حصہ ہے جو مرکز سے ۲میل ہوگی مرکز سے جتنا قریب تر ہونگے گرم ہونگے آخری جو مرکز ہے وہ انتہائی حرارت میں ہوتا ہے یہ ۳۱ہزار میل کے فاصلے پر ہوتا ہے

ارض سے مراد جو نیچے قدم تلے ہیں جس پر انسان بیٹھا ہے ارض کو فارسی، اردو میں زمین کہتے ہیں یہ ارض آسمان میں طالع تمام سیاروں سے چھوٹا سیارہ ہے لیکن اللہ نے اس چھوٹے سیارے پر اشرف المخلوقات انسانوں کو بسایا ہے یہ چھوٹا سیارہ نعمتوں کا خزانہ ہے اس میں سموئی ہوئی نعمتوں کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے اگر اس کی گنتی کریں گے تو اعداد و شمار سے باہر پائیں گے ابراہیم ۳۴﴿وَ آتاكُمْ مِنْ كُلِّ ما سَأَلْتُمُوهُ وَ إِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لا تُحْصُوها إِنَّ الْإِنْسانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴾ اللہ نے ہمیں اسی زمین سے پیدا کیا ہے آخر میں اسی کے نیچے دفن ہونا ہے اور ایک دن پھر اُٹھنا ہے۔سورہ صافات ۱۶﴿أَ إِذا مِتْنا وَ كُنَّا تُراباً وَ عِظاماً أَ إِنَّا لَمَبْعُوثُون ﴾سورہ مومنین ۱۲﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسانَ مِنْ سُلالَةٍ مِنْ طين ﴾

منظومہ شمسی کا ایک سیارہ زمین ہے، جہاں ہم بستے ہیں یہ وضعِ ترتیب و تخلیق میں آسمان کے مقابل میں ہے اس کے لغوی معنی ،،ہمزہ،،را،،ضاد،، کے لئے ابن فارس نے تین اصول بتائے ہیں،ایک اصل قیاسی ہے ہر وہ چیز جو آسمان کے مقابل میں ہو اس کو ارض کہتے ہیں اُوپر کو سماء کہتے ہیں جو آسمان کے مقابل میں نیچے ہو اس کو ارض کہتے ہیں۔

۲۔قواعد عربی کے تحت ارض مؤنث ہے اس کی جمع ارضون ہے لیکن اس کی جمع قرآن میں نہیں آئی ہے ارض سے اشتقاق کلمہ اُریضہ ہے، اگر ارض طیّب و نرم ہو تو اس کے لئے غیر قیاسی دو اصل ہیں۔

۱۔زکام کو کہتے ہیں۔

۲۔رعشہ کو کہتے ہیں۔

۳۔ارض ایک کیڑے کا نام ہے جو چیونٹی مانند ہے فصل ربیع میں نکلتا ہے۔

۴۔ارض کے قرآن میں چند مصادیق ہیں کتاب قاموس القرآن تألیف حسین بن محمود امغانی نے اپنی کتاب میں ارض کے مصادیق ذکر کئے ہیں یہاں یہ توجہ دلانا ضروری ہے کہ قرآنی کلمات کے ایک معنی کلمہ عربی میں ہوتے ہیں جو قوامیس لغت دیکھنے سے ملتے ہیں دوسرا کلمہ کے مصادیق ہوتے ہیں، امغانی نے اس کے یہ مصادیق ذکر کئے ہیں۔ جنت، بیت المقدس، المدینہ، مکہ، مصر، ارض اسلام، قبر، ارض تیہ، ارض قیامۃ، القلب، ساحۃ المسجد،

المقدم،شام،ارض اکثر و بیشتر اسی ستارے کو کہتے ہیں جس میں ہم بستے ہیں جیسے سورہ بقرہ آیت ۲۵۵ ﴿اللَّهُ لا إِلهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَ لا نَوْمٌ لَهُ ما فِي السَّماواتِ وَ ما فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ ما بَيْنَ أَيْديهِمْ وَ ما خَلْفَهُمْ وَ لا يُحيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِما شاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ وَ لا يَؤُدُهُ حِفْظُهُما وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظيمُ﴾ میں آیا ہے ظاہراً ارض قرآنی حساب سے دو حصوں میں تقسیم ہے ایک ارض مرئی ہے جو نظروں میں آتی ہے یہ خدمت انسان، استراحت انسان کے لئے ہے۔

۲۔ارض غیر مرئی ہے، یہ مابعد حیاتِ دنیا نظر آئے گی لیکن جو یہ ارض ہے جس پر ہم انسان بستے ہیں اسکے لئے اللہ نے چند صفات بتائی ہیں، ایک فرش ہے سورہ بقرہ آیت ۲۲ ﴿الَّذي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِراشاً وَ السَّماءَ بِناءً وَ أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَراتِ رِزْقاً لَكُمْ فَلا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْداداً وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ ایک صفت بساط ہے لغت میں کسی چیز کو کھینچے نشر کرنے کو کہتے ہیں سورہ نوح آیت ۱۹ ﴿وَ اللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِساطاً﴾ ارض کے لئے دحوی بھی کہتے ہیں سورہ نازعات ۳۰ ﴿وَ الْأَرْضَ بَعْدَ ذلِكَ دَحاها﴾ دحوی بھی بسط و مد کے لئے استعمال ہوا ہے، سورہ الشمس آیت ٦ بچھانے کے معنی میں ہے ﴿وَ الْأَرْضِ وَ ما طَحاها﴾ میں آیا ہے زمین کی ایک صفت ذلول ہے سورہ بقرہ ۷۱ ﴿قالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّها بَقَرَةٌ لا ذَلُولٌ تُثيرُ الْأَرْضَ وَ لا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لا شِيَةَ فيها قالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوها وَ ما كادُوا يَفْعَلُونَ﴾ ﴿هُوَ الَّذي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولاً فَامْشُوا في مَناكِبِها وَ كُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَ إِلَيْهِ النُّشُورُ﴾ یہ وہی بساط کے معنی میں ہے ذلول یعنی انسان کی خدمت کے لئے آمادہ ہے بہت تابعدار ہے زمین ذلول صیغہ فعول شکور جیسی ہے، اپنی عظمت و وسعت کے تحت انسان کی خدمت کے لئے مسخر ہے انسان جہاں چاہے شجر کاری کرے، کنویں کھودے، جنگلات بنائے تابع ہے۔غور کریں اللہ نے انسان کے لئے کتنے ذلول قرار دیئے ہیں "رحبت" لغت میں وسعت کو کہتے ہیں مثلاً آپ کسی آنے والے کو کہتے ہیں مرحبا یہ آپ کے لئے کھلی جگہ ہے وسعت والی جگہ ہے زمین وسیع جگہ ہے جیسا کہ سورہ زمر آیت ۱۰ ﴿قُلْ يا عِبادِ الَّذينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذينَ أَحْسَنُوا في هذِهِ الدُّنْيا حَسَنَةٌ وَ أَرْضُ اللَّهِ واسِعَةٌ إِنَّما يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسابٍ﴾ زمین وسیع ہے اللہ نے فرمایا تم اس کو پھاڑ نہیں سکتے سورہ اسراء آیت ۳۷ ﴿وَ لا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبالَ طُولاً﴾، رغم زمین کی صفات میں سے ایک رغم ہے، رغم نرم مٹی کو کہتے ہیں مادہ رغام یعنی جہاں جائیں آپ کے لئے جگہ

ہے رغم کا معنی مذہب بھی ہے اسکا معنی مٹی بھی ہے ''ارغم اللہ انف'' اللہ نے اس کے نہ چاہتے ہوئے ناک زمین پر رگڑائی ہے، زمین کی صفات میں سے ایک صفت سطح ہے، سطحت بچھانے کو کہتے ہیں، تسویہ برابر کرنے کو کہتے ہیں اس لئے عربی میں کہتے ہیں'' الارض فراش الانعام والارض'' جیسا کہ سورہ ذاریات ۴۸ ﴿وَ الْأَرْضَ فَرَشْناها فَنِعْمَ الْماهِدُونَ ﴾ زمین کی صفات میں سے ایک صفت 'قرار' ہے، انسان یہاں قرار پاتے ہیں، زمین کی ایک صفت ''کفت'' ہے کفت یعنی کفات، جمنے کو کہتے ہیں سورہ المرسلات ۲۵، ۲۶ ﴿أَ لَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفاتاً ﴾

﴿أَحْياءً وَ أَمْواتاً ﴾ کفات کا معنی انسان، حیوان، حشرات کو مرنے کے بعد اپنے اندر جمع کرتی ہے، زمین کی ایک صفت 'مد' ہے طول میں کھینچنے کو کہتے ہیں جیسا کہ سورہ حجر آیت ۱۹ ﴿وَ الْأَرْضَ مَدَدْناها وَ أَلْقَيْنا فيها رَواسِيَ وَ أَنْبَتْنا فيها مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ ﴾ اللہ نے زمین کو کھینچا ہے، زمین کی ایک صفت محد ہے، محد گھوارے کو کہتے ہیں، جو بچے کو آرام وسکون میں رکھتا ہے، جب گھوارے میں ہوتا ہے تو اظہار نہیں کرسکتا جیسا کہ سورہ مریم آیت ۲۹، ﴿فَأَشارَتْ إِلَيْهِ قالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴾ جس طرح بچہ گھوارے میں سوتا ہے، انسان اس زمین میں سوتا ہے۔ سورہ نبأ آیت ٦ ﴿أَ لَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهاداً ﴾ زمین کی ایک صفت انباء ہے یعنی اگانا یہاں زراعت ہوتی ہے سورہ حج آیت ۵ ﴿ وَ تَرَى الْأَرْضَ هامِدَةً فَإِذا أَنْزَلْنا عَلَيْهَا الْماءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ أَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهيجٍ ﴾ زمین کی ایک صفت آثار کو باقی رکھنا ہے سورہ روم آیت ۹ ﴿أَ وَ لَمْ يَسيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كانَ عاقِبَةُ الَّذينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَ أَثارُوا الْأَرْضَ وَ عَمَرُوها أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوها وَ جاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّناتِ فَما كانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لكِنْ كانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴾ زمین کی ایک صفت صدع ہے سورہ طارق آیت ۱۲ ﴿وَ الْأَرْضِ ذاتِ الصَّدْعِ ﴾ یعنی شگاف کو کہتے ہیں یہاں دانے اگتے وقت زمین کو شگاف کرتے ہیں لہٰذا زمین ذات صدع ہے صدع شق کو کہتے ہیں یعنی جو چیز بہت سخت ہو اس کو شق کریں جیسا کہ سورہ عبس آیت ۲٦ ﴿ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ﴾ ایک صفت زمین حزز ہے ﴿﴾ زمین کی ایک صفت اھتز ت وربت سورہ حج آیت ۵ ﴿ وَ تَرَى الْأَرْضَ هامِدَةً فَإِذا أَنْزَلْنا عَلَيْهَا الْماءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ أَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهيجٍ ﴾ سورہ فصلت آیت ۳۹ ﴿وَ مِنْ آياتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خاشِعَةً فَإِذا أَنْزَلْنا عَلَيْهَا الْماءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ إِنَّ الَّذي أَحْياها لَمُحْيِ الْمَوْتى إِنَّهُ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَديرٌ ﴾ سورہ نحل آیت ۲۵ ﴿وَ ما ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفاً أَلْوانُهُ إِنَّ في ذلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴾ ایک صفت خبط

ہے نخرج الخبط یعنی پوشیدہ خبایا کو کہتے ہیں زمین کی ایک صفت زخرف ہے یونس ۲۴ ﴿إِنَّما مَثَلُ الْحياةِ الدُّنيا كَماءٍ أَنْزَلْناهُ مِنَ السَّماءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَباتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَ الْأَنْعامُ حَتَّى إِذا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَها وَ ازَّيَّنَتْ وَ ظَنَّ أَهْلُها أَنَّهُمْ قادِرُونَ عَلَيْها أَتاها أَمْرُنا لَيْلاً أَوْ نَهاراً فَجَعَلْناها حَصيداً كَأَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ كَذلِكَ نُفَصِّلُ الْآياتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ یعنی تزئین و آرائش کی جگہ، زمین کی زینت درخت ہیں، پھول ہیں نباتات ہیں، زمین کی ایک صفت نقص وطرف ہے سورہ رعد آیت ۴۱ ﴿أَ وَ لَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُها مِنْ أَطْرافِها وَ اللَّهُ يَحْكُمُ لا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَ هُوَ سَريعُ الْحِسابِ﴾ زمین کی ایک صفت طہر ہے پوشیدہ سے نکلنے کو کہتے ہیں سورہ فاطر آیت ۴۵ ﴿ ﴾ زمین کی ایک صفت ''قطر'' ہے اقطار یعنی اس کی اطراف و اکنار اور جوانب ہیں سورہ احزاب آیت ۱۴ ﴿وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطارِها ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْها وَ ما تَلَبَّثُوا بِها إِلاَّ يَسيراً﴾ زمین کی ایک صفت ''نکب'' ہے سورہ ملک آیت ۱۵ ﴿هُوَ الَّذي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولاً فَامْشُوا في مَناكِبِها وَ كُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَ إِلَيْهِ النُّشُورُ﴾ ان تمام کلمات میں زمین کی خصوصیات وصفات بیان ہوئی ہیں۔

القرآن فی عالم کون ص ۳۸ پر لکھا ہے زمین ایک جرم فضائی کروی شکل میں ہے وہ ہمیشہ بغیر کسی وقفہ کے حرکت میں ہے زمین ہم انسانوں کے لیے منشاء ومصدر خلقت ومحل سکونت اور انبار ضروریات حیات ہے اس سے ہم خلق ہوئے ہیں اس کی طرف برگشت کریں گے اور اس سے دوبارہ نکالے جائیں گے سورہ طٰہٰ آیت: ۵۵ ﴿مِنْها خَلَقْناكُمْ وَ فيها نُعيدُكُمْ وَ مِنْها نُخْرِجُكُمْ تارَةً أُخْرى﴾ زمین چاند کی نسبت ۴۹ گنا بڑی ہے جبکہ سورج زمین سے ایک ملیون تین لاکھ گنا بڑا ہے زمین اپنی شکل ہندسی میں کروی میں ہونا جدید تحقیقات سے بھی ثابت ہوا ہے جبکہ قرآن کریم کی سورہ الصافات ۵ ﴿رَبُّ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ ما بَيْنَهُما وَ رَبُّ الْمَشارِقِ﴾ میں آیا ہے زمین کے مشارق ومغارب ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے زمین کے دو مشرق دو مغرب نہیں بلکہ بہت سے مشارق ومغارب ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے زمین کا ہر ایک علاقہ اپنی جگہ مشرق ومغرب ہے یہ اس صورت میں ہوگا جب کروی شکل ہوگی، زمین کے کروی ہونے کے بارے میں دوسری آیات میں بھی ہے زخرف آیت ۳۸ ﴿حَتَّى إِذا جاءَنا قالَ يا لَيْتَ بَيْني وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرينُ﴾ اعراف آیت :۱۳۷ ﴿وَ أَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذينَ كانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشارِقَ الْأَرْضِ وَ مَغارِبَهَا الَّتي بارَكْنا فيها وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنى عَلى بَني إِسْرائيلَ بِما صَبَرُوا وَ دَمَّرْنا ما كانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهُ وَ ما كانُوا

یَعۡرِشُونَ ﴾سورہ معارج آیت ۴۰ ﴿فَلَا أُقۡسِمُ بِرَبِّ الۡمَشَارِقِ وَ الۡمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ﴾

زمین: زمین منظومہ شمسی سے وابستہ ایک ستارہ ہے جو کہ سب کیلئے آشنا و شناخت شدہ ہے عطارد اور زہرہ کے بعد سورج سے نزدیک ترین ستاروں میں سے تیسرا ستارہ زمین یہاں زمین کے تین حصے پانی اور ہوا ہونے کیوجہ سے منظومہ شمسی سے دیگر ستاروں سے ہٹ کہ یہاں جاندار حیاتدار نباتات حیوانات انسانوں انسان نشین بنی ہے زمین سورج سے متوسطہ درمیانہ فاصلہ ۲۹.۹ ملیوون میں فاصلہ ہے زمین سورج کے گرد ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۴۵ منٹ ۴۶ سیکنڈ میں طے کرتی ہے جبکہ اپنے گرد ۲۳ گھنٹے ۵۶ منٹ ۴ سیکنڈ میں ایک دور گردش اپنے گرد کرتی ہے زمین کے گرد میں ہوا نیٹروں آکسیجن بخار و دیگر گیس گھرے ہوئے ہیں۔

جاذبیت زمین:

اس قوت کے ہونے کے بارے میں معلومات و آگاہی بہت دیر سے ہوئی لیکن ضعیف محسوس کیا گیا تھا۔
گزشت زمان کے بعد سب سے قوی تر طاقت کشف ہوئی ہے، کہتے ہیں اس طاقت کے ذریعے تمام اجرام ستارے اپنی اپنی جگہ گردش میں ہیں یہ ہر کرّے میں موجود ہے اگر قوت جاذبہ نہ ہوتی تو نہ زمین ہوتی نہ آسمان نہ ستارے لیکن یہ تمام مجرات اس قوت کی وجہ سے مستقر ہیں اور ابھی تک علماء محققین اس قوت کے بارے میں مزید تحقیق کر رہے ہیں یہ طاقت ذرّے کے اندر بھی حس کی گئی ہے، جاذبیت پوری کائنات سے مربوط ہے کائنات کا ہر جز دوسرے جز سے جڑا ہوا ہے جاذبیت کے ذریعے قائم ہے، اجزاء کے جزء ایک دوسرے سے جتنے قریب ہوں گے جاذبیت اتنی زیادہ ہوگی، ایک جاذبیت عمومی ہے جو کائنات کے تمام اجزاء میں پائی جاتی ہے جتنا حجم زیادہ ہوگا اس کی جاذبیت اتنی زیادہ ہوگی جتنا اس کا حجم کم ہوتا ہے اتنی اس کی جاذبیت کم ہوتی ہے۔

بلندترین پست، ترین سطح زمین:

بلندترین سطح زمین ماونٹ ایوریسٹ اور کوہ ہمالیہ ہے جو نیپال اور تبت میں واقع ہے، ماؤنٹ ایورسٹ کی سطح سمندر سے بلندی '۸۸۴۸' میٹر ہے، کے ٹو سطح سمندر سے '۸۶۱۱' میٹر بلند ہے جبکہ پست ترین سطح زمین '۳۹۲' میٹر تک بلند ہے جو ''بحر مییت'' ہے۔ جہاں فارس وروم میں ہجرت سے پہلے جنگ ہوئی تھی جس میں اہل فارس جیت گئے تھے بعد میں روم کو فارس پر غلبہ ملا۔ روئے زمین میں سب سے پست تر جگہ کون سی ہے اس کی شناخت علم جعرافیہ سے ہے علم جغرافیہ زمان نزول قرآن میں کوئی مفہوم نہیں رکھتا تھا، لیکن قرآن نے اس کی خبر دی ہے

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۷ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

کتاب اعجاز علمی ص ۴۹ پر آیا ہے سورہ روم کی آیت ۳ ﴿فِی أَدۡنَی الۡأَرۡضِ وَ هُمۡ مِنۡ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَيَغۡلِبُونَ﴾

الوہیت وربوبیت :

﴿و الی الارض کیف سطحت﴾ غاشیہ ۲۰ فلاسفہ ومتکلمین نے اثباتِ اُلوہیت وربوبیت حق سبحانہ تعالیٰ کے لئے گنتی کے چند دلائل پیش کئے ہیں جبکہ صوفیوں کو دلائل پیش کرنے سے چڑ ہے کیوں کہ ان کے ہاں دعویٰ و دلیل دونوں ایک ہوتے ہیں کسی نے صوفی سے کہا فلاں عالم دین نے اللہ کے وجود پر ۱۰۰ دلائل دیئے ہیں تو اس صوفی نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اللہ کے وجود پر سوشک عارض ہیں، جبکہ اللہ نے اپنی کتاب میں بار بار تکرار سے فرمایا ہے میری آیات میں غور وفکر کریں'' افلا ینظرون'' سورہ غاشیہ۔

زلزال زمین لرزہ:

معالم قرآن فی عوالم الاکوان ص ۵۵ دنیا بھر میں وقتاً فوقتاً زمین میں لرزہ ہوتا آیا ہے مؤمنین کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے اجتماعی آزمائش ہے یا قہر وعذاب الٰہی ہے جو گاہے بگاہے مغضوب ونافرمان قوموں کے لئے ہوتا ہے جب کہ ملحدین ایسے حوادث کے مواقع پر لوگوں کے اذہان سے یاد اللہ مٹانے اور ہٹانے کے لئے سائنسی تحلیلات کی تلقین کراتے ہیں سائنسی تحقیقات وتحلیلات خود کیا بتاتی ہیں یہ کسی نظام طبیعی کے تحت ہورہا ہے یا بطور صدفہ اتفاقی ہورہا ہے بہرحال سائنسی تحلیلات سے پہلے قرآن کریم میں اس کا ذکر چند آیات میں آیا ہے بلکہ ایک سورہ مکمل زلزلہ کے بارے میں آئی ہے کتاب معالم قرآن ص ۵۵ پر آیا ہے یہ زلزال ایک خوف، وحشت وخوف آور ہے انسان ایسے مواقع پر بہت ڈرتے ہیں۔

۲۔ زمین بہت سی چیزیں اوپر پھینکتی ہے۔

۳۔ یہ زلزلہ وحشت آور ہوتا ہے لیکن اس کے عوامل کیا ہیں اس بارے میں علماء زمین شناس کہتے ہیں اسباب زلزلہ زمین کے اندر موجود گیس کی شدت گرمائش سے بعض جگہ اندر کچھ جگہ انفجار ہوتا ہے زمین کے اندر موجود بعض لہروں میں شگاف آتا ہے اس شگاف سے دھواں نکلتا ہے جو اس کے قرب وجوار کو ہلاتا ہے۔

قرآن میں وجود باری تعالیٰ کے دلائل کو آفاق اور انفس میں دیکھنے کا حکم دیا ہے سورہ فصلت آیت ۵۳ ﴿سَنُرِيهِمۡ آيَاتِنَا فِي الۡآفَاقِ وَ فِي أَنۡفُسِهِمۡ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ أَنَّهُ الۡحَقُّ أَ وَ لَمۡ يَكۡفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيۡءٍ شَهِيدٌ﴾ میں آفاق جمع افق ہے جب آپ کی نظریں اوپر حد نظر تک جاتی ہیں تو اسے افق کہتے ہیں جو انسان اونچی سطح سے آسمان سمیت زمین دیکھتا ہے اس سطح کو بھی افق کہا گیا ہے اس افق میں پہاڑ، دریا، اشجار، زمین نظر آتی

ہے۔

کرّہ زمین میں پہاڑ:

زمین ایک کرہ ناری تھا گذشتہ اقوام نہیں جانتے تھے کہ یہ زمین کرہ ناری ہے کسی کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ ہم ایک انڈے کے چھلکے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کے اندر آگ بھری ہوئی ہے۔ کتاب من آیات اعجاز العلمی للقرآن العظیم سعد زعلول ص ۳۵ ج ۲ پر آیا ہے جبل لغت میں "**هو ما ارتفع من الارض اذا عظم و طال**" یعنی جو حصہ زمین سے اوپر ہو بڑا ہو اور لمبا ہو اسے جبل کہتے ہیں جبل کی جمع اجبال جبال اجبل ہے تجبل پہاڑ پر چڑھنا ہے سانپ کو انبہ جبل کہتے ہیں کیونکہ یہ اس کی پناہ گاہ ہے یہاں سے ہر بڑے کو جبل جبال کہتے ہیں جبل خلقت کو بھی کہتے ہیں قرآن کریم کی ۳۹ آیات میں جبال کا ذکر آیا ہے۔

کتاب اعجاز علمی زعلول ج ۲ ص پر معجم مصطلحات جیولجیہ سے نقل کیا ہے "**المرتفع او قطع من الارض بشكل كبير الارض المجاره**" جبال جیسا کہ اس کی تعریف میں بتایا ہے سطح زمین سے مرتفع قطعیہ کو کہتے ہیں اتنا ہی حصہ یا اس سے زیادہ زیر زمین ہوتا ہے اس کو جذور جبال کہتے ہیں قرآن نے اس کو اوتاد کہا ہے۔

پہاڑ قطعہ زمین ہے جو سطح زمین سے اونچا نظر آتا ہے، مٹی کی جمع شدہ چوٹی و ٹیلہ ہے لوگ اسے پہاڑ کہتے ہیں۔

کتاب اعجاز علمی ج ا ص ۴ پر آیا ہے پتھروں کا ایک ڈھیر ہے جو سطح زمین پر نظر آتا ہے جو خود اس ہی مادہ سے بنا ہے یہ تعریف انیسویں صدی کے آغاز میں علماء و محققین طبقات ارض نے کی ہے، ایک اضافی قطعہ زمین ہے جو عام لوگ کہتے تھے، لیکن نظر تحقیق سے دیکھیں تو آپ اگر اس پہاڑ کو پچاس کلومیٹر بلند دیکھتے ہیں تو یہ اتنے ہی کلومیٹر زیر زمین واقع ہے چنانچہ سورہ نباء ۶، ۷ ﴿أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهاداً ..۶﴾ ﴿وَ الْجِبالَ أَوْتاداً ..۷﴾ نازعات ۳۲، لقمان ۱۰ ﴿خَلَقَ السَّماواتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَها وَ أَلْقى‏ فِي الْأَرْضِ رَواسِيَ أَنْ تَميدَ بِكُمْ وَ بَثَّ فيها مِنْ كُلِّ دابَّةٍ وَ أَنْزَلْنا مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَنْبَتْنا فيها مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَريمٍ﴾ عربی میں اسے جبال کہتے ہیں لیکن پہاڑوں پر تحقیقات کرنے والوں کی تحقیقات سے کشف ہوا ہے کہ یہ پچاس کلومیٹر زمین کی گہرائی میں بھی ہوتا ہے، گویا زمین کے لئے یہ بنیاد ہیں کیونکہ یہ زمین کے نیچے ہیں، عمارتوں میں میخ کی مانند ہیں چنانچہ سورہ النباء آیت: ۷ میں آیا ہے ﴿والجبالَ اوتاداً﴾ سورہ نازعات آیت: ۳۲ میں آیا ہے ﴿وَ الْجِبالَ أَرْساها﴾ ارسا بنیاد کو کہتے ہیں یعنی جبال اس زمین کے لئے ایک میخ ہیں وہ زمین کو جوڑے ہوئے

ہیں جیسا کہ سورہ لقمان آیت:۱۰ میں آیا ہے زمین کے اندر یہ بہت نیچے سے اوپر آتے ہیں تا کہ اس کی حرکت کو کنٹرول کریں۔ اٹھارہ سو چونسٹھ کو برطانیہ کے علماء کا ایک وفد پہاڑوں کی شناخت کے لئے ہمالیہ آیا وہ اسے دیکھ کے گئے لیکن کسی نتیجے پر نہیں پہنچے، انہوں نے صرف اتنا اندازہ لگایا کہ یہ بہت تہ میں ہے یعنی جس طرح درختوں کی جڑیں ہیں اسی طرح زمین کی بھی جڑیں ہیں جیسا کہ سورہ لقمان آیت:۱۰ ﴿والقی فی الارض روٰسی ان تمید بکم و بث فیها من کل دابّةٍ ﴾ زمین میں بہت نیچے تک ہیں اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ یہ نیچے سے اُوپر پھینکے گئے ہیں، اوپر مٹی جمع نہیں ہوئی ہے قرآن کریم میں پہاڑوں کی طرف اشارہ ان آیات میں آیا ہے۔ سورہ بقرہ آیت ۲۶۰ ﴿وَ إِذْ قالَ إِبْراهيمُ رَبِّ أَرِنی کَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتى قالَ أَ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قالَ بَلى وَ لکِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبی قالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلى کُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءاً ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتينَکَ سَعْياً وَ اعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزيزٌ حَکيمٌ ﴾: سورہ ھود آیت ۴۲،۴۳ ﴿وَ هِيَ تَجْري بِهِمْ في مَوْجٍ کَالْجِبالِ وَ نادى نُوحٌ ابْنَهُ وَ کانَ في مَعْزِلٍ يا بُنَيَّ ارْکَبْ مَعَنا وَ لا تَکُنْ مَعَ الْکافِرينَ.. ۴۲ ﴾
﴿قالَ سَآوي إِلى جَبَلٍ يَعْصِمُني مِنَ الْماءِ قالَ لا عاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلاَّ مَنْ رَحِمَ وَ حالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَکانَ مِنَ الْمُغْرَقينَ.. ۴۳ ﴾: سورہ رعد آیت ۳۱ ﴿وَ لَوْ أَنَّ قُرْآناً سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ کُلِّمَ بِهِ الْمَوْتى بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَميعاً أَ فَلَمْ يَيْأَسِ الَّذينَ آمَنُوا أَنْ لَوْ يَشاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَميعاً وَ لا يَزالُ الَّذينَ کَفَرُوا تُصيبُهُمْ بِما صَنَعُوا قارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَريباً مِنْ دارِهِمْ حَتَّى يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لا يُخْلِفُ الْميعادَ ﴾: سورہ ابراہیم:۴۱ ﴿ ﴾: سورہ اسراء آیت ۳۷ ﴿وَ لا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبالَ طُولاً ﴾: سورہ مریم آیت ۹۰ ﴿تَکادُ السَّماواتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبالُ هَدًّا ﴾: سورہ احزاب آیت ۷۲: ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمانَةَ عَلَى السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ الْجِبالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَها وَ أَشْفَقْنَ مِنْها وَ حَمَلَهَا الْإِنْسانُ إِنَّهُ کانَ ظَلُوماً جَهُولاً ﴾
سورہ حشر ۲۱: ﴿لَوْ أَنْزَلْنا هذَا الْقُرْآنَ عَلى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خاشِعاً مُتَصَدِّعاً مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَ تِلْکَ الْأَمْثالُ نَضْرِبُها لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَکَّرُونَ ﴾ سورہ نور آیت ۴۳: ﴿أَ لَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجي سَحاباً ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُکاماً فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلالِهِ وَ يُنَزِّلُ مِنَ السَّماءِ مِنْ جِبالٍ فيها مِنْ بَرَدٍ فَيُصيبُ بِهِ مَنْ يَشاءُ وَ يَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشاءُ يَکادُ سَنا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصارِ ﴾ سورہ اعراف آیت ۷۴: ﴿وَ اذْکُرُوا إِذْ جَعَلَکُمْ خُلَفاءَ مِنْ بَعْدِ عادٍ وَ بَوَّأَکُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِها قُصُوراً وَ تَنْحِتُونَ الْجِبالَ بُيُوتاً فَاذْکُرُوا آلاءَ اللَّهِ وَ لا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدينَ ﴾ سورہ حجر آیت ۸۲: ﴿وَ کانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبالِ بُيُوتاً آمِنينَ

﴿سورہ شعراء آیت ۱۴۹: ﴿وَ تَنۡحِتُونَ مِنَ الۡجِبالِ بُیُوتاً فارِهینَ ﴾سورہ بقرہ آیت ۲۶۰ ﴿وَ إِذۡ قالَ إِبۡراهیمُ رَبِّ أَرِنی کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتی قالَ أَ وَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ قالَ بَلی وَ لکِنۡ لِیَطۡمَئِنَّ قَلۡبی قالَ فَخُذۡ أَرۡبَعَةً مِنَ الطَّیۡرِ فَصُرۡهُنَّ إِلَیۡکَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلی کُلِّ جَبَلٍ مِنۡهُنَّ جُزۡءاً ثُمَّ ادۡعُهُنَّ یَأۡتینَکَ سَعۡیاً وَ اعۡلَمۡ أَنَّ اللَّهَ عَزیزٌ حَکیمٌ ﴾: سورہ اعراف آیت ۷۴، ۱۷۱: ﴿وَ اذۡکُرُوا إِذۡ جَعَلَکُمۡ خُلَفاءَ مِنۡ بَعۡدِ عادٍ وَ بَوَّأَکُمۡ فِی الۡأَرۡضِ تَتَّخِذُونَ مِنۡ سُهُولِها قُصُوراً وَ تَنۡحِتُونَ الۡجِبالَ بُیُوتاً فَاذۡکُرُوا آلاءَ اللَّهِ وَ لا تَعۡثَوۡا فِی الۡأَرۡضِ مُفۡسِدینَ﴾ ﴿وَ إِذۡ نَتَقۡنَا الۡجَبَلَ فَوۡقَهُمۡ کَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَ ظَنُّوا أَنَّهُ واقِعٌ بِهِمۡ خُذُوا ما آتَیۡناکُمۡ بِقُوَّةٍ وَ اذۡکُرُوا ما فیهِ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُونَ ﴾ سورہ نحل آیت ۶۸، ۸۱، ۱۵ ﴿وَ أَوۡحی رَبُّکَ إِلَی النَّحۡلِ أَنِ اتَّخِذی مِنَ الۡجِبالِ بُیُوتاً وَ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعۡرِشُونَ ..۶۸ ﴾ ﴿وَ اللَّهُ جَعَلَ لَکُمۡ مِمَّا خَلَقَ ظِلالاً وَ جَعَلَ لَکُمۡ مِنَ الۡجِبالِ أَکۡناناً وَ جَعَلَ لَکُمۡ سَرابیلَ تَقیکُمُ الۡحَرَّ وَ سَرابیلَ تَقیکُمۡ بَأۡسَکُمۡ کَذلِکَ یُتِمُّ نِعۡمَتَهُ عَلَیۡکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تُسۡلِمُونَ.. ۸۱ ﴾ ﴿وَ أَلۡقی فِی الۡأَرۡضِ رَواسِیَ أَنۡ تَمیدَ بِکُمۡ وَ أَنۡهاراً وَ سُبُلاً لَعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُونَ ...۱۵ ﴾: سورہ رعد آیت ۳ ﴿وَ هُوَ الَّذی مَدَّ الۡأَرۡضَ وَ جَعَلَ فیها رَواسِیَ وَ أَنۡهاراً وَ مِنۡ کُلِّ الثَّمَراتِ جَعَلَ فیها زَوۡجَیۡنِ اثۡنَیۡنِ یُغۡشِی اللَّیۡلَ النَّهارَ إِنَّ فی ذلِکَ لَآیاتٍ لِقَوۡمٍ یَتَفَکَّرُونَ ﴾: سورہ نمل آیت ۸۸ ﴿وَ تَرَی الۡجِبالَ تَحۡسَبُها جامِدَةً وَ هِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحابِ صُنۡعَ اللَّهِ الَّذی أَتۡقَنَ کُلَّ شَیۡءٍ إِنَّهُ خَبیرٌ بِما تَفۡعَلُونَ ﴾: سورہ نبأ آیت ۷ ﴿وَ الۡجِبالَ أَوۡتاداً ﴾: سورہ حجر آیت ۱۹: ﴿وَ الۡأَرۡضَ مَدَدۡناها وَ أَلۡقَیۡنا فیها رَواسِیَ وَ أَنۡبَتۡنا فیها مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ مَوۡزُونٍ﴾ سورہ انبیاء آیت ۳۱ ﴿وَ جَعَلۡنا فِی الۡأَرۡضِ رَواسِیَ أَنۡ تَمیدَ بِهِمۡ وَ جَعَلۡنا فیها فِجاجاً سُبُلاً لَعَلَّهُمۡ یَهۡتَدُونَ ﴾: سورہ فصلت آیت ۱۰ ﴿وَ جَعَلَ فیها رَواسِیَ مِنۡ فَوۡقِها وَ بارَکَ فیها وَ قَدَّرَ فیها أَقۡواتَها فی أَرۡبَعَةِ أَیَّامٍ سَواءً لِلسَّائِلینَ ﴾: سورہ ق آیت ۷: ﴿وَ الۡأَرۡضَ مَدَدۡناها وَ أَلۡقَیۡنا فیها رَواسِیَ وَ أَنۡبَتۡنا فیها مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍ بَهیجٍ ﴾ سورہ مرسلات آیت ۲۷ ﴿وَ جَعَلۡنا فیها رَواسِیَ شامِخاتٍ وَ أَسۡقَیۡناکُمۡ ماءً فُراتاً ﴾: سورہ نازعات آیت ۳۲ ﴿وَ الۡجِبالَ أَرۡساها ﴾: سورہ غاشیہ ۱۹ ﴿وَ إِلَی الۡجِبالِ کَیۡفَ نُصِبَتۡ ﴾ سورہ فاطر ۲۷ ﴿أَ لَمۡ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنۡزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخۡرَجۡنا بِهِ ثَمَراتٍ مُخۡتَلِفاً أَلۡوانُها وَ مِنَ الۡجِبالِ جُدَدٌ بیضٌ وَ حُمۡرٌ مُخۡتَلِفٌ أَلۡوانُها وَ غَرابیبُ سُودٌ ﴾: سورہ انبیاء آیت ۷۹ ﴿فَفَهَّمۡناها سُلَیۡمانَ وَ کُلاًّ آتَیۡنا حُکۡماً وَ عِلۡماً وَ سَخَّرۡنا مَعَ داوُدَ الۡجِبالَ یُسَبِّحۡنَ وَ الطَّیۡرَ وَ کُنَّا فاعِلینَ ﴾: سورہ القارعۃ آیت ۵ ﴿وَ تَکُونُ الۡجِبالُ کَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوشِ ﴾

تکوینیات کے بارے میں تحقیق کرنے والوں نے پہاڑ پر بھی تحقیق کی ہے یہ بلند و بالا پہاڑ کیسے بلند ہو گئے کیسے بنے ہیں سینکڑوں سوالات ہیں پہاڑوں پر تحقیق کرنے والے محققین نے لکھا ہے پہاڑ کی تین قسمیں ہیں، آگ والے آتش فشاں پہاڑ معدنیات سے بنے ہیں جب زلزلہ آتا ہے تو معدنیات زمین سے باہر نکلتی ہیں۔

۲۔رسوبی پہاڑ مختلف مواد جمع ہو کے بنے ہیں۔

۳۔کبھی آگ سے بدلی ہوئی چیزیں پہاڑ کا کردار نبتی ہیں۔سورہ لقمان آیت ۱۰، رواسی ثابت کو کہتے ہیں۔

پہاڑ کیا ہے؟ کیسے بنتا ہے؟ اور اس کا کیا کردار ہے؟ اس کا کائنات میں کیا مقام ہے کیا ضرورت ہے؟ کتاب اعجاز علمی جلد ا ص ۶۷۔اس سلسلے میں جدید تحقیقات کرنے والوں کا کہنا ہے زمین اپنے اندر ملتھب ہے یعنی ایک شعلہ ہے جو جل رہا ہے زمین کے اندر ایک آگ جل رہی ہے اس سے زمین کے اندر ایک اضطراب وٹکراؤ اوپر نیچے ہو رہا ہے اس کے علاوہ دریاؤں میں جو نالوں سے پانی آتا ہے سیلابوں سے پانی آتا ہے یہ اپنے ساتھ ہر قسم کے پتھر لاتا ہے مٹی لاتا ہے انسان کے پتلے لاتا ہے بعض اوقات روغنیات اور گیس بھی لاتے ہیں یہ سب جمع ہو کر پہاڑ بنتے ہیں سیلاب میں جو چیزیں لاتے ہیں یا بھاری ہو کے گر جاتی ہیں یا باہر پھینکتا ہے تو ایک ٹیلہ بنتا ہے وہ رفتہ رفتہ ٹیلہ پہاڑ بن جاتا ہے تو یوں کہیئے کہ زمین کے اندر پودے کی طرح اُگتا ہے بعض اوقات گیس نیچے جمع ہوتی ہے وہ گیس آخر میں منفجر ہوتی ہے کبھی پانی کے اندر والے مردہ حیوانات جو ایک کے اوپر ایک چڑھے ہوتے ہیں آخر میں یہ پتھر بن جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ ایک پہاڑ کی صورت بن جاتے ہیں صاحب کتاب لکھتے ہیں ہم نے ایک چیز لبنان کے ایک شہر میں موفق میں دیکھی یہ ۱۹۷۰ میلادی کی بات ہے وہاں ہم ایک مسجد بنا رہے تھے وہ مسجد بناتے وقت زمین کھود رہے تھے تو وہاں بعض پتھر نکلے وہ پتھر مچھلی کی شکل میں تھے تو اس کا معنی یہ ہے دریا کے اندر جو چیزیں ہیں وہ رفتہ رفتہ زمین کے اوپر سر اُٹھاتی ہے۔کبھی زمین خود زمین کے اندر جاتی ہے جیسے قارون کے ساتھ ہوا کشمیر میں ہوا کبھی انسان حیوان و نباتات سمیت نیچے جاتا ہے اور کبھی اوپر کا پانی نیچے جاتا ہے قارون کے قصہ سورہ قصص میں آیا ہے کہتے ہیں ہم نے بھی بیروت کے ایک تین منزلہ مکان میں دیکھا کہ دو منزل نیچے گئیں ایک منزل اوپر رہی یہ ۱۳۵۶ میں ہوا۔

اقسام پہاڑ:

پہاڑ بھی مثل دیگر موجودات متعدد الانواع ہوتے ہیں بعض سرسبز و شاداب، دل کش و پرکش ہوتے ہیں جیسے اقسام و انواع پھول اشجار ہوتے ہیں جیسے جبال طبرمہ طیریہ بعض جبال ناری یعنی آتش فشاں ہوتے ہیں جیسا کہ اٹلی،

جاپان، انڈونیشا میں ہیں بعض قیمتی اشیاء جواہر سونا چاندی سے بھرے ہوتے ہیں۔

پہاڑوں کے رنگ پہاڑوں میں جو چیز ہے اسی سے بنتے ہیں۔بعض سیاہ، بعض سفید، بعض سرخ، بعض خاکستری ہوتے ہیں جیسا کہ سورہ فاطر آیت ٢٧ ﴿أَ لَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخْرَجْنا بِهِ ثَمَراتٍ مُخْتَلِفاً أَلْوانُها وَ مِنَ الْجِبالِ جُدَدٌ بيضٌ وَ حُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوانُها وَ غَرابيبُ سُودٌ﴾

سورہ مبارکہ غاشیہ میں اللہ نے انسان کو متنبہ و متوجہ کیا ہے کہ کیا اللہ نے پہاڑ نہیں بنائے ہیں؟ پہاڑ کا وجود یک از نشانیات وجود باری تعالیٰ ہے اس میں کس قسم کے نشانات ہیں اور اس سے بشر کو کیا فوائد و عوائد حاصل ہوتے ہیں ، جاننے کے لئے پہاڑ کے بارے میں وارد سوالات پر غور کرنا ہوگا یک از سوالات تکون پہاڑ ہے کتاب معالم قرآن فی عوالم الکون میں آیا ہے۔

آگ سے بھرے پہاڑ: آتش فشاں:

پہاڑوں کا ایک سلسلہ آتش فشاں ہیں ان سے آگ نکلتی ہے ان کو جبال نار کہتے ہیں کتاب معالم القرآن میں آیا ہے پہاڑوں سے آگ نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ باطن میں زمین حرارت سے بھری ہوئی ہے اس میں موجود گیس جلتی ہے، گیس گرم ہوتی ہے تو وہ پھیل جاتی ہے جب پھیل جاتی ہے تو اس میں وسعت پیدا ہوتی ہے آس پاس والوں پر دباؤ ڈالتی ہے جہاں جگہ خالی ہوتی ہے اس طرف زیادہ دباؤ ڈالتی ہے اور راستے میں جو بھی موانع ہوں ان کو توڑتی ہے تو وہاں سے آگ، دھواں، معدنیات نکلتی ہیں بعض معدنیات حل شدہ ہوتی ہیں بعض گیسیں ایک دوسرے پر حملہ کرتی ہیں یہاں تک کہ زمین توڑ کے قشر سے نکلتی ہیں تو داخلی دباؤ ختم ہوجاتا ہے، کتاب معالم القرآن فی عولم الاکوان ص ٥٣ پر آیا ہے دنیا میں بہت سی جگہوں پر یہ آگ سے بھرے پہاڑ موجود ہیں ان میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں۔

١۔ بیطالیگ برکان۔ یہ سب سے بڑا اور معروف آتش فشاں پہاڑ ہے ایک دفعہ اس کے فشار سے بمبوئی سیاہ ہوگیا تھا، لیکن یہاں کے لوگ رفتہ رفتہ دور ہوتے گئے، اب یہ سیاحوں کی جگہ ہے، یہاں بار بار دھماکے ہوتے رہتے ہیں۔

٢ برکان ویسوویس، ایٹنا سسلی، ایسٹرومولی، اٹلی میں ہیں۔

٣۔ برکان فیوجی۔ جاپان میں ہے۔

٢۔ برکان ماونالوا، سینٹ ہیلنز۔ امریکہ میں ہے۔

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۷۷ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

۱۔ ھلیمو کواس، کی بلندی ۱۴ہزار ۸۸ میٹر سے اوپر ہے اس سے آگ نکلنے کا سوراخ ایک ہزار تین سو قدم ہے

۲۔ برکان مونا لو قریب شہر ہیلر ہے اس کی بلندی ۱۳ہزار ۶۷۵ قدم ہے

۳۔ برکان کیلوکا۔

۴۔ برکان ھالکولولا۔ کہتے ہیں یہ اب خاموش ہے

۵۔ مونت بلی۔

۳۔ بوبوکا تیب۔

۴۔ فلبین برکان مدینہ منیلہ کے نزدیک ہے، اس کے علاوہ جاپان انڈونیشیا میں بھی آتش فشاں پہاڑ ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین کے اندر جو حرارت ہے بعض اوقات وہ بڑھ جاتی ہے اور بعض اوقات ٹھنڈی ہو جاتی ہے

جبال ناری:

تفسیر الجوہر طنطاوی جلد ۲۵ ص ۱۶۵ پر آیا ہے آتش فشاں پہاڑوں کی تعداد دنیا میں دو سو تئیس سے تین سو کے درمیان بتائی جاتی ہے ان میں سے بعض ہمیشہ آگ کے شعلے پھینکتے ہیں لیکن بہت کم ایسے ہیں بعض جامد و ساکت ہیں بعض کبھی شعلے پھینکتے ہیں آگ پھینکنے والا ایک پہاڑ فیزوف ہے ایک کا نام کیتو باسی ہے اس نے اٹھارہ سو ستہتر آگ چھوڑی تھی سب سے بڑی آگ پھنکنے والا پہاڑ کیلو یا ہے یہ سات میل پر چار ہزار قدم اونچا ہے اس کے اندر مواد منفجرہ ہے ژوب شدہ آٹھ سو قدم نیچے ہے رات کو اس کے شعلے نظر آتے ہیں ہمیں اللہ کی قدرت کا احساس نہیں اس کی حکمتوں کا ہمیں ادراک نہیں، بعض پہاڑ درختوں سے سرسبز و شاداب ہیں بعض پہاڑ حیوانوں سے بھرے ہیں بعض پر ہوا ہے بعض میں پانی ہے بعض نعمتوں سے بھرے ہوئے ہیں بعض میں عذاب ہے چلتی نہریں ہیں محیّر العقول عجائب ہیں معدنیات سے بھرے ہوئے ہیں اللہ نے ان کی طرف دیکھنے کی دعوت دی ہے ﴿و الی الجبال کیف نصبت﴾ خطبہ نہج البلاغہ ۹۰ "ولو وَھبَ ما تَنَفَّسَت عَنہُ معادنُ الجبال و ضحکت عنہ اصداف البحار من فِلزِّ الُّجَین و العقیان و نثارۃ الدّرّ و حصید المرجان ما اثر ذالک فی جودِھو لا انفد سعۃ ماعندہ ، ولکان عندہ من ذخائر الانعام ، ما لا تُنفِدُہ مطالب الأنام لِاَنّہ الجواد الّذی لا یغیضہ سؤال سائلین ،ولا یبخلہ الحاح الملحّین نہج البلاغہ ۱ . ۴ ص ۱۸۹ .

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۷۸ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

سورہ غاشیہ آیت ۱۹﴿وَ إِلَى الْجِبالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴾ میں اللہ نے اپنی الوھیت کی نشانیوں میں سے ایک تکون و بلندی جبال قرار دیا ہے جبال ایک سطحی نظر میں بے مقصد اتفاقی وصدفی بے عقلی نظر آتے ہیں لیکن وقت نظر کے بعد ہر مقطع نظر اس کے ثمرات وافادیت بے نہایت سے بشر کو آگاہ کرتا ہے جو بشر کے وہم وخطور میں نہیں تھا ان پہاڑوں کے ثمرات وفوائد وعوائد بشر کے لئے لا تعد ولا تحصیٰ ہیں ان فوائد میں سے ایک کی طرف سرسری وسادہ مثال پیش کرتے ہیں اس وقت ایک علاقہ وضلع کے لئے پانی ذخیرہ کرنے کی ضرورت ایک عرصے سے محسوس کر رہے ہیں کہ یہاں پانی ذخیرہ کرنے کا ڈیم بنانا چاہئے اس کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں لیکن بدقسمتی سے اس ملک کو عجیب وغریب، خود غرض وبے حس سیاستدان نصیب ہوئے ہیں اللہ کسی کو ایسے سیاست دان نصیب نہ کرے جہاں فساد کرنا ہو تو ڈیم کا ذکر کرتے ہیں حکومت کو روکنا ہو تو ڈیم کا ذکر کرتے ہیں ڈیم نہیں بنا سیاست بنی ہے یہ سیاستدان کتنے شقی وقصی ہیں کہ جن کی مہر سے یہ وزیر اعظم بنتے ہیں ان انسانوں کی یہ خیر خواہی نہیں چاہتے ۔خالق کائنات، مدبر مخلوقات، رب ارباب کے رحم وکرم کو دیکھیں اس نے فناء ناپزیر اور ناقابل تصور جیسا پانی ذخیرہ کرنے کا بندوبست از خود کیا ہے گویا پہاڑ جو جو ہر ومعدنیات کے علاوہ پانی ذخیرہ کرنے کا ڈیم بھی ہیں پہاڑ اپنی بلندی سطح زمین عمق دریا کے علاوہ جو ہر ومعدنیات کی شکل وصورت میں مختلف ہیں ہزار سوالات پہاڑوں کے بارے میں پیدا ہوتے ہیں بعض کا جواب علم وتحقیق کے قافلہ والوں نے بتایا ہے لیکن بہت کچھ ایسی چیزیں ابھی ہیں کہ زمین نے ابھی تک ان سے ڈھکن نہیں ہٹایا ہے ان سوالات میں سے ایک سوال یہ ہے کہ پہاڑ بنتے کیسے ہیں ماہرین کا کہنا ہے زمین جو ہے سورج سے الگ ہوگئی ہے معلوم ہے کہ سورج جلتی آگ سے زیادہ شعلہ ور ہے، اس کا درجہ حرارت ہمارے لئے ناقابل ادراک ہے زمین جب نیچے گرے تو وہ حرارت سے بھری ہوئی گرے گی اب اس پر دریاؤں سے بخارات نکلے اس کی گرمی کو ٹھنڈا کیا بشر کے لئے قابل سکونت بنایا یہ گہوارہ حیات بنی لیکن اس کا باطن جلتا ہوا شعلہ ور ہی رہا اس کے اندر موجود قیمتی معادن قوت حرارت سے ژوب ہو گئے بلکہ یوں کہئے ابلتے جلتے دریا بنے جیسا کہ سورہ طور کی آیت ۶ میں آیا ہے جہاں حرارت زیادہ پے وہس دریاؤں کا بھی حملہ ہوا دریا چونکہ نیچے کا پانی ابلتے ابلتے اُوپر آیا موج کی موج بنتے تاریک سے تاریک بنی ظلمت پر ظلمت بنی یہاں سے بادلوں نے اپنے ساتھ پانی اٹھایا جیسا کہ سورہ نور آیت ۴۰ میں ہے کہ زمین کے اندر درجہ حرارت حد سے زیادہ ہے اس کی شاہد ونشانی یہ بتاتی ہے کہ جہاں کھودا جاتا ہے درجہ حرارت معلوم کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اوپر کتنا تھا نیچے کتنا ہے

۲۔ وہاں سے نکلنے والا پانی گرم ہے

۳۔ بعض جگہ آتش فشاں ہیں

۴۔ بعض جگہ زلزلہ ہوتا ہے زمین کے نیچے حرارت زیادہ ہے تیل تلاش کرنے کے لئے زمین کھودنے والے سات کلومیٹر نیچے جاتے ہیں کہتے ہیں سو میٹر کی گہرائی میں درجہ حرارت تقریباً تیس ڈگری ہے جتنا نیچے جاتے ہیں درجہ حرارت زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

نظام بحار

کتاب معالم قرآن ص ۱۵۸ سورہ ابراہیم آیت: ۳۲ ﴿اللّٰهُ الَّذی خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ وَ أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَراتِ رِزْقاً لَكُمْ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهارَ ﴾ بحار مجموعات عالم ماء ہے جو کرّہ ارض پر محیط ہے کرّہ ارض پر تین طرف سے بحار کی مملکت ہے یہ بحار کیسے وجود میں آتے ہیں، بڑھتے ہوئے بخارات سے تیز دھار بارشوں کی تجمعات سے یہ دریا بنتے ہیں سورہ نازعات آیت ۳۱ ﴿أَخْرَجَ مِنْها ماءَها وَ مَرْعاها ﴾ اسی زمین سے پانی نکالا ہے چراگاہیں نکالی ہیں زمین کی گود میں دریا بنائے ہیں یہ دریا بھی مثل زمین ہیں ان کے نیچے بھی میدان ہیں بعض میں وادیاں ہیں اور بعض جگہ دریا کے اندر بھی پہاڑ ہیں سب سے گہری وادی پانی کے اندر دریا ماریانہ ہے دریائے ماریانہ میں اس کی گہرائی نو ہزار چار سو میٹر ہے یہاں کا پانی نمک والا ہے نمکین پانی کہاں سے آیا ہے اپنی گزرگاہوں سے گزرتے وقت نمکین ہوا ہے کسی وقت نمک والی پہاڑ سے گزرا ہے یا نمک والی زمین سے گزرا ہے ہر ایک میں نمک کی مقدار میں فرق ہے۔ بحر متوسط، بحر احمر، بحر اسود دیگر جگہوں سے زیادہ نمکین ہیں بحر قزوینی بحر میت ان میں زیادہ نمکین ہے۔

چونکہ زیادہ نمکین ہیں تو ان دریاؤں میں ذی حیات نہیں رہتے حیات فاقد ہوتی ہے یہاں سے ہم کہہ سکتے ہیں دریا تین قسم کے ہیں بحیرات صغیرہ جیسے بحیرہ طبیعہ درمیانہ جیسے بحر ابیض محیطات جیسے محیط ھادی یہ دریا جب جمع ہوتے ہیں تو تین حصہ پانی ہوتا ہے ایک حصہ خشک زمین دریا اپنی وسعت کے ساتھ زمین میں رہنے والوں کے لئے ضروری اور ناگزیر ہیں اور اس کے منافع وفوائد جلیلہ وکثیرہ ہیں اسی پانی کے بارے میں سورہ انبیاء آیت: ۳۰ میں آیا ہے ﴿وَ جَعَلْنا مِنَ الْماءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَ فَلا يُؤْمِنُونَ ﴾ اللہ نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا ہے۔

پانی عظیم نعمت رب:

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۸۰ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

اللہ سبحانہ نے آیات کثیرہ میں انسان کو دی گئی نعمتوں کو یاد دلایا ہے ان نعمتوں میں سے ایک نعمت پانی ہے ایک آیت میں اللہ نے فرمایا ہے اگر یہ پانی زمین پی لے زمین کے اندر جذب ہو جائے تو تمہیں پانی کون دے گا؟ (آیت لگانی ہے) یہ پانی ہر ذی حیات کے لئے ضروری و ناگزیر ہے تو انسان کو سوچنا چاہئے عقل کا تقاضا ہے کہ وہ سوچیں کہ یہ پانی کہاں سے آتا ہے اس کی منشا کیا ہے ظاہری طور پر تو انسان کہہ سکتا ہے پہاڑوں سے آتا ہے چشموں سے آتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہاڑوں میں کس نے رکھا ہے قرآن کریم میں پانی کی برگشت آسمان کو بتایا ہے ۲۰ آیات میں اللہ نے فرمایا ہے کہ آسمان سے پانی نازل کیا ہے کلمہ ماء انسان کے پاس معروف ہوتے ہوئے اللہ نے اس کو نکرہ میں بیان کیا ہے پھر سوال آتا ہے، آسمان سے کہاں سے آتا ہے؟ کس مادے سے بنا ہے؟ یہ بھی ایک مائکروب ہے کتاب سبعون برھاناص ۲۷ا میں ایک عنوان معنون ہے ہوا، بادل، اور بارش۔ ہوا اور بادل کی درمیان سے بارش برستی ہے۔کونیات ماء، پانی کتاب دائرہ معارف القرآن العشرین جلد اص ۷۷ پر لکھتے ہیں، آکسیجن کی تعریف میں لکھتے ہیں آکسیجن ہوا کو تشکیل دینے والے ایک عنصر کا نام ہے۔آکسیجن انسان کے تنفس کیلئے صالح گیس ہے۔اس سے انسان بلکہ ہر ذی حیات نبات، حیوان، انسان بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ یہ اس کائنات میں گیس کی صورت میں ہوا میں منتشر ہے ہوا اور دیگر مخلوقات میں چلتا بھی ہے اور بطور جامد بھی ہے آکسیجن ہوا میں بھی ہے پانی میں بھی ہے لکڑی میں بھی ہے۔ یہ آکسیجن ایک ایسی گیس ہے جس کا کوئی رنگ ذائقہ، خوشبو نہیں ہوتی ہے۔اگر اس کو زیادہ دبائیں تو وہ پانی بن جاتی ہے یا سخت ہو کر جم جاتی ہے، آکسیجن ہوا سے زیادہ ثقیل ہے یعنی اس کے اجزاء ملے ہوئے ہیں پانی میں کم حل ہوتے ہیں۔آکسیجن ہی سبب احراق ہے لکڑی یا کوئلہ میں آگ آکسیجن ملنے سے ہی لگتی ہے۔ یہ جو لکڑی جلتی ہے اس کے اندر ایک آکسیجن ہے اس سے دوسری باہر ہوا سے جو آکسیجن ہے اس سے مل کر جلتی ہے۔آکسیجن نباتات حیوانات انسان سب میں ہوتی ہے یہ سب ہوا سے آکسیجن لیتے ہیں، یہ آکسیجن انسان کے اندر موجود کربون اور ایلٹر ون سے مل کے بنتی ہے، تفصیل کیلیے صفحہ ۷۷ میں ملاحظہ کریں۔

کونیات میں پانی کا مقام:

فلاسفہ قدیم یونانیوں کا کہنا تھا کائنات کی برگشت چار عناصر پر ہوتی ہے، اس میں ایک عنصر پانی ہے قرآن کریم میں سورہ انبیاء آیت ۳۰ ﴿ وَ جَعَلْنا مِنَ الْماءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ أَ فَلا یُؤْمِنُونَ ﴾ ہر حیات پانی سے ہے ۔

پانی جس سے ہم زندہ ہیں اس کا نسب:

ہر چیز کی ایک برگشت ہوتی ہے آخر میں وہ اس کی طرف جاتی ہے عناصر ترکیبی میں پانی حیوانات نباتات انسانوں کے لئے ناگزیر ہے اس کے عناصر ترکیبی تاریخ پیدائش منشأ اصلی کو جاننا بھی ضروری ہے سورہ مبارکہ انبیاء میں اللہ نے فرمایا ہے کہ پانی سے ہر چیز زندہ ہے سورہ مؤمنون آیت ۱۸ میں آیا ہے ﴿وَ أَنْزَلْنا مِنَ السَّماءِ ماءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ فِي الْأَرْضِ وَ إِنَّا عَلى‏ ذَهابٍ بِهِ لَقادِرُونَ﴾ پانی کو اللہ نے آسمان سے ایک مقدار میں نازل کیا ہے اور اس کو استقرار دیا ہے اور ہم اس کو اٹھا بھی سکتے ہیں سورہ نازعات آیت: ۳۰،۳۱ ﴿وَ الْأَرْضَ بَعْدَ ذلِكَ دَحاها ..۳۰...أَخْرَجَ مِنْها ماءَها وَ مَرْعاها ..۳۱﴾ میں آیا ہے اللہ نے پانی کو زمین سے نکالا ہے اس آیت سے استفادہ ہوتا ہے روئے زمین میں موجود پانی کسی اور جگہ سے نہیں آیا ہے بلکہ اسی زمین سے نکلا ہے، جب زمین سورج سے الگ ہوئی تو اس وقت پانی نہیں تھا پانی زمین پر بعد میں آیا ہے لیکن یہ زمین سے کیسے نکلا ہے آیت سے استفادہ ہوتا ہے اللہ نے پانی کو اس زمین سے خلق کیا ہے اس بارے میں فرمایا اللہ نے ہوا بھیجی ہوا سے پانی کے قطرات اوپر گئے اور اس کو بادل کی سواری پے سوار کر کے مردہ زمین کی طرف بھیجا اور اس کو زندہ کیا سورہ فاطر آیت: ۹ ﴿وَ اللَّهُ الَّذي أَرْسَلَ الرِّياحَ فَتُثيرُ سَحاباً فَسُقْناهُ إِلى‏ بَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَحْيَيْنا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِها كَذلِكَ النُّشُورُ﴾ سورہ روم آیت: ۴۸ ﴿اللَّهُ الَّذي يُرْسِلُ الرِّياحَ فَتُثيرُ سَحاباً فَيَبْسُطُهُ فِي السَّماءِ كَيْفَ يَشاءُ وَ يَجْعَلُهُ كِسَفاً فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلالِهِ فَإِذا أَصابَ بِهِ مَنْ يَشاءُ مِنْ عِبادِهِ إِذا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾ سورہ نور آیت: ۴۳ ﴿أَ لَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجي سَحاباً ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكاماً فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلالِهِ وَ يُنَزِّلُ مِنَ السَّماءِ مِنْ جِبالٍ فيها مِنْ بَرَدٍ فَيُصيبُ بِهِ مَنْ يَشاءُ وَ يَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشاءُ يَكادُ سَنا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصارِ﴾ سورہ حجر آیت ۲۲ ﴿وَ أَرْسَلْنَا الرِّياحَ لَواقِحَ فَأَنْزَلْنا مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَسْقَيْناكُمُوهُ وَ ما أَنْتُمْ لَهُ بِخازِنينَ﴾ سورہ جاثیہ آیت: ۵ ﴿وَ اخْتِلافِ اللَّيْلِ وَ النَّهارِ وَ ما أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّماءِ مِنْ رِزْقٍ فَأَحْيا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِها وَ تَصْريفِ الرِّياحِ آياتٌ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ سورہ اعراف آیت ۵۷ ﴿وَ هُوَ الَّذي يُرْسِلُ الرِّياحَ بُشْراً بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ حَتَّى إِذا أَقَلَّتْ سَحاباً ثِقالاً سُقْناهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَنْزَلْنا بِهِ الْماءَ فَأَخْرَجْنا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَراتِ كَذلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتى‏ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ جب سورج کی تپش سے پانی کے ذرات اُوپر جاتے ہیں تو اس سے بادل بنتے ہیں بادلوں کی دو قسمیں ہیں طبقی ورکامی، زمین سے چند میٹر بلند ہوتے ہیں تو طبقہ بنتا ہے منطقہ حارہ بنتا ہے، گرم ہو کر مزید چند میٹر اوپر جائیں تو بادل بنتے ہیں۔

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۸۲ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

لہٰذا پانی کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کرنے کی ضرورت ہے سب سے پہلے یہ سوال پیش آتا ہے کہ بعض آیات میں ہے پانی کو زمین سے نکالا ہے جیسا کہ سورہ ذاریات میں آیا ہے" **اخرج منها و مرعا ها**" دوسری آیت میں آیا ہے" **انزل من السماء ماء**"، پانی کو اللہ نے آسمان سے برسایا ہے لہٰذا پانی کی حقیقت اور انسانی زندگی بلکہ کائناتی زندگی پانی پر موقوف ہے پانی کی حقیقت جاننے کی ضرورت ہے۔ جہاں ہر چیز پانی سے بنی ہے خود پانی کس چیز سے بنا ہے۔

پانی کی تین حالتیں ہیں۔

۱۔ پانی حرارت میں ہے۔

۲۔ پانی برودت میں ہے۔

۳۔ پانی سلوجیت میں ہے۔

پانی ان تین حالات میں گردش کرتا رہتا ہے، اگر پانی میں درجہ حرارت سو تک پہنچے تو یہ پانی بخار بن جاتا ہے اور اس بخار سے بادل بن جاتا ہے اور یہ آگے جا کے موسم سرما میں برف کی صورت میں گر جاتا ہے۔ یہ پانی نباتات کو سیراب کرتا ہے، نہروں میں چلتا ہے چشموں میں جمع ہوتا ہے اگر اس کی حرارت گر کر صفر تک پہنچ جائے تو یہ برف بن جاتا ہے اور پہاڑوں کے اوپر جم جاتا ہے اور اس پہاڑ کے نیچے ذخیرہ ہوتا رہتا ہے یہ پانی سال بھر اپنی گزرگاہوں سے گزرتے ہوئے آبادیوں میں پہنچتا ہے، اگر یہ گرمی میں بخار بن جائے تو انسان کے فائدے میں نہیں صفر ہو کر جم جائے تو بھی فائدہ نہیں دیتا ہے، فائدہ صرف اس حالت میں ہے کہ نہ گرمی سو درجے پر پہنچے نہ صفر پر پہنچے درمیانی حالت میں وہ بہتا ہے یہاں سے ذی حیات کے لئے حیات بن جاتا ہے پانی کی طبیعت یہ ہے کہ حرارت کے ذریعے اس کے ذرات بخارات کی شکل اختیار کرتے ہیں یا حرارت گر کر منجمد ہو جاتے ہیں۔ ذرّات ایک دوسرے کے ساتھ ثقیل ہو جاتے ہیں پانی برف کی صورت میں زیادہ تر قطب شمالی میں ہوتا ہے۔ گرمیوں میں وہاں سے برف پگھلتی ہے اور اپنی قریب جگہوں پر جا کے پانی گرتا ہے۔ اور بعض دفعہ جنوری فروری میں بھی اپنی قریب جگہوں پر گرتا ہے۔

ہوا:

تفسیر طنطاوی جلد ۱۸ ص ۲۲۳ زمین کے اوپر ہر طرف سے ایک گیس ہماری ضرورت کی خاطر آمادہ ہے لیکن یہ گیس کتنی حد تک بلندی پر ہے یہ الگ بات ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ یہ گیس آگے بہت بلندی پر نہیں ہے

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۸۳ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

بلکہ ہمارے گرد ایک طبقہ تک محدود ہے اس طبقے کو جوّ کہتے ہیں جو کرّہ ارض سے ملا ہوا ہے فضاء کو کہتے ہیں یہ فضاء زمین کو اپنی طرف کھینچتی ہے جو تمام اقطار و اطراف اور بلندیوں پر یہ جو ہوا ہے اس میں ۸۰ فیصد آکسیجن اور ۲۰ فیصد نائیٹروجن ہے۔

جواہر طنطاوی جلد ۱۰ ص ۱۲۱۱ انسان بغیر ہوا پانچ منٹ زندہ نہیں رہ سکتا ہے ہم گندے پانی سے پرہیز کرتے ہیں لیکن گندی ہوا سے پرہیز نہیں کرتے گویا ہم قے شدہ گندگی سے نفرت نہیں کرتے اگر ایک انسان سانس لیتا ہے تو ہوا میں قے جیسا ہے ہوائی فاسد مادے انسان کی صحت پر ۹۹ فیصد اثر انداز ہوتے ہیں تپ دق کا مرض گندی ہوا سے پیدا ہوتا ہے اگر راستوں میں ٹوائلیٹ نہ ہوں تو ہوا گندی ہو جاتی ہے ہمیں چاہئے گندگی کو ٹھکانے لگائیں اور اپنی آبادیوں کو صاف ستھرا رکھیں۔

مکون کائنات کی نشانیوں میں سے ایک ہوا ہے کتاب اصول عقیدہ تألیف مهدی صدر ص ۱۵۱ پر آیا ہے رمز حیات قِوام و بقائے انسان و حیوان و نباتات ہوا پر ہے اللہ نے ہوا کو آکسیجن اور نائٹروجن سے خلق کیا ہے آکسیجن کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آکسیجن انسان و حیوان کے خون کو صاف کرتی ہے اس کو طاقت وقدرت دیتی ہے عنصر آکسیجن کی تیزی حرارت کو کم کرتی ہے موجودات حسی بہت سی آکسیجن خرچ کرتے ہیں کھینچتے وقت صاف ہوا کھینچتے ہیں چھوڑتے وقت کاربن ڈائی آکسائیڈ چھوڑتے ہیں انسان آکسیجن کا ۱۶۰ ملیون میٹر مکعب خرچ کرتے ہیں اس خرچ کو حبوط آکسیجن کہتے ہیں نباتات کاربن ڈائی آکسائیڈ کو کھینچتے ہیں کاربن ڈائی آکسائیڈ نبات کی غذا ہے وہ پھر اس کو آکسیجن بنا کے چھوڑتے ہیں اس سے ہوا صاف ہو جاتی ہے ہوا جہاں خون صاف کرتی ہے وہاں آواز کو انسان کے کانوں تک پہنچاتی ہے ہوا اپنے ساتھ بادل کو اٹھاتی ہے بادل اپنے ساتھ پانی اٹھاتے ہیں دور تک پانی برساتے ہیں ہوا درختوں کی تلقیح کرتی ہے ہوا ہی کشتیوں کو حرکت دیتی ہے ہوا ہی آگ جلاتی ہے ہوا پانی کو ٹھنڈا کرتی ہے ہوا ہی رتوبتوں کو خشک کرتی ہے۔

ہوا خود کیا ہے کہاں سے نکلتی ہے؟ یہ ہوا جہاں انسان کی حیات کے لئے ضروری و ناگزیر ہے ہلکی گوارا سکون و راحت آور ہے اس سے شاید بڑی نعمت انسان محسوس نہیں کر سکتا ہے یہی حیات بخش ہوا کبھی سرسبز آبادیوں کو بنجر اور ویران و برباد کر دیتی ہے غضب الٰہی بن کر آتی ہے یہ کہاں سے اٹھتی ہے اس کی برگشت کہاں ہوتی ہے ماہرین موسمیات کہتے ہیں ہوا بعض گیسوں کے مجموعے کا نام ہے خود گیس کیا ہے کس چیز سے بنتی ہے گیس شناسوں کا کہنا ہے گیس بہت سے دقیق ذرات سے بنتی ہے جو عادی خوردبین میں نہیں آتے ہیں۔

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۸۴ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

ہوا کو عربی میں،،ریح،،کہتے ہیں ریح کی اقسام ہیں لہٰذا قرآن کریم میں ریح کی جمع ریاح آیا ہے پانی بہت بڑی نعمت ہے اس کے بعد ہوا ہے،قرآن میں ہوا کی ۱۶،۱۷قسم کا ذکر کیا ہے ہر ہوا کی الگ خصوصیات ہیں۔ابن خلیفہ علوی نے ص ۲۱۷ میں ریح کی بھی اقسام ہیں،اللہ کے ہونے پر ستر دلائل قرآن سے ثابت کئے ہیں۔

۱۔ایک ریح کا نام ذاریات ہے قرآن کریم میں اس نام سے ایک سورہ ہے یہ وہ ریح ہے جو مٹی اور پانی کے ذرات کو اُٹھاتی ہے پھر اس کو ایک ایک ہوا پر سوار کر کے چھوڑتی ہے اللہ نے اس کی قسم کھائی ہے اللہ وہ ذات ہے جو ہوا کو چھوڑتی ہے اور زمین سے ذرات اُٹھاتی ہے اور اس کو کسی اور ہوا پر چڑھاتی ہے۔

۲۔حاملات اس ہوا کو کہتے ہیں جو گرد وغبار کو اُوپر فضاء میں لے جاتی ہے جیسا کہ سورہ ذاریات آیت ۲ میں آیا ہے

﴿فَالْحامِلاتِ وِقْراً﴾

۳۔ایک ہوا کو جاریات کہتے ہیں۔

۴۔ایک ہوا کو مقسمات کہتے ہیں اس ہوا کو پانی بنا کے زمین پر تقسیم کیا جاتا ہے اللہ نے ان چار ہواؤں سے قسم کھائی ہے اللہ کا ان چاروں سے قسم کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان چار اقسام کی بہت فضیلت ہے ان میں قوت ہے اس میں حکمت ہے ان چاروں سے قسم کھا کے قیامت کو ثابت کیا ہے'' **وانما توعدون لصادق**''یعنی تم سے جو وعدہ کیا ہے وہ سچ ہے۔

۵۔ایک ہوا کو مرسلات کہتے ہیں۔

۶۔ایک ہوا کو عاصفات کہتے ہیں۔

۷۔ایک ہوا کو ناشرات کہتے ہیں جو دشت وبیابان میں کھیتوں میں پانی پھینکتی ہے۔

۸۔ایک ہوا کو فارقات کہتے ہیں اس کا ذکر سورہ مرسلات کی آیت ۱تا۴ میں آیا ہے۔

۹۔ایک ہوا کو ملقیات کہتے ہیں اس سے اللہ کی پناہ لینے کا کہا ہے۔

۱۰۔ایک ہوا کو مبشرات کہا ہے۔

۱۱۔ایک ہوا لواقح کہتے ہیں۔

۱۲۔ایک ہوا کو صرصر کہتے ہیں یہ بڑی خطرناک ہے یہ جہنم کی آواز کو پہنچاتی ہے اللہ نے جن قوموں کو ہوا سے تباہ کیا تھا اس ہوا سے ہی کیا تھا۔

۱۳۔ایک ہوا کو حاسب کہتے ہیں۔

۱۴۔ایک ہوا کو قاصف کہتے ہیں۔

۱۵۔ایک ہوا کو الصبا کہتے ہیں جو اللہ نے جنگ احزاب والوں پے مسلط کی تھی۔

۱۶۔ایک ہوا کو معصرات کہتے ہیں عصر چوسنے کو کہتے ہیں یہ بادلوں کو چوس کے پانی نکالتی ہے۔

یہ ذرّات بذات خود بعض ذرات کے غلاف ہوتے ہیں ایک تھیلی میں ہوتے ہیں اس کے اندر جو ذرات ہیں وہ حدو شمار سے باہر ہوتے ہیں ایک ذرہ پانی وہ اٹھارہ ملیون ایک ہوگسہ کو اٹھارہ ملیون میں تقسیم کریں تو اس کا ایک ذرہ پانی بنتا ہے علماء جدید کہتے ہیں پانی دو جزء آکسیجن اور ہائیڈروجن سے بنتا ہے ان سے سوال ہے کون ان کا ازدواج کرتا ہے کون ان کو ملا دیتا ہے؟ یہ اس آیت کا مصداق بنتا ہے ''انّا توفکون'' کہاں جاتے ہو کدھر نکلتے ہو جس طرف جاؤ گے گمراہی ہی گمراہی ہو گی فارجع البصر کرتین ھل من فطور۔

قرآن کریم میں اللہ نے اپنی الوہیت و ربوبیت پر دلائل و براہین میں سے ایک ہوا کو قرار دیا ہے ماہرین حیاتیات نے انسان کیلئے اس کرہ ارض پر زندگی کرنے کے لئے تین چیزوں کی اہمیت ناگزیر قرار دی ہے:

۱۔طعام ہے انسان شاید بغیر طعام کچھ عرصہ زندگی کر سکے پھر اس کی موت حتمی ہے۔

۲۔پانی ہے کہتے ہیں تین دن تک انسان بغیر پانی زندہ رہ سکتے ہیں لیکن بغیر ہوا چند ساعت سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے ہیں۔

آسمان:

یک از دلائل و براہین الوہیت باری تعالیٰ میں سے ایک آسمان ہے جیسا کہ سورہ غاشیہ آیت ۱۸ ﴿وَ إِلَى السَّماءِ كَيْفَ رُفِعَتْ﴾ آسمان کو کیسے بلند کیا؟ آسمان کے معنی لغوی اور مصادیق بیان کرتے ہیں کتاب اسرار کون میں آیا ہے سماء، مادہ سمو سے ہے سمو کل ما علاک ہر وہ چیز جو آپ کے اوپر ہے اسے سماء کہتے ہیں سماء کل شیءفو قک ہر وہ چیز جو تمھارے اوپر ہے کتاب قاموس قرآن تألیف دامغانی ص ۲۴۸ پر آیا ہے سماء کے پانچ مصادیق ہیں، چھت ، بادل، بارش، سما، ہر چیز کی سما مختلف ہے انسان کے سماء اس کے سر کے اوپر چھت ہے، بادل ہے ایک سماء باران ہے سماء کو ذات رجع کہا ہے یہ پانی اوپر لے جاتا ہے پھر نیچے لاتا ہے پھر اوپر لے جاتا ہے وہ آپ کا سماء ہے سماء لغت میں ہر مرتفع و متعالی کو کہتے ہیں کل انسان جو روئے زمین پر بستے ہیں وہی اس کا سماء ہے ہر وہ چیز جو زمین کی سطح کے اُوپر ہے وہی سماء ہے' قرآن میں یہ کلمہ ۱۲۰ دفعہ آیا ہے سورہ بقرہ آیت ۲۲،۱۶۴ ﴿الَّذى جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِراشاً وَ السَّماءَ بِناءً وَ أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَراتِ رِزْقاً لَكُمْ فَلا تَجْعَلُوا لِلَّهِ

أَنْداداً وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ..۲۲..السَّماءِ مِنْ ماءٍ فَأَحْيا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِها وَ بَثَّ فيها مِنْ كُلِّ دابَّةٍ وَ تَصْريفِ الرِّياحِ وَ السَّحابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّماءِ وَ الْأَرْضِ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ..۱۶۴﴾سورہ انعام آیت۱۲،۶﴿أَ لَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ ما لَمْ نُمَكِّنْ لَكُمْ وَ أَرْسَلْنَا السَّماءَ عَلَيْهِمْ مِدْراراً وَ جَعَلْنَا الْأَنْهارَ تَجْري مِنْ تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْناهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَ أَنْشَأْنا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْناً آخَرينَ..۶..قُلْ لِمَنْ ما فِي السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ قُلْ لِلَّهِ كَتَبَ عَلى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلى يَوْمِ الْقِيامَةِ لا رَيْبَ فيهِ الَّذينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لا يُؤْمِنُونَ ..۱۲﴾سورہ طارق آیت۱۱﴿وَ السَّماءِ ذاتِ الرَّجْعِ﴾سورہ روم آیت۴۸﴿اللَّهُ الَّذي يُرْسِلُ الرِّياحَ فَتُثيرُ سَحاباً فَيَبْسُطُهُ فِي السَّماءِ كَيْفَ يَشاءُ وَ يَجْعَلُهُ كِسَفاً فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلالِهِ فَإِذا أَصابَ بِهِ مَنْ يَشاءُ مِنْ عِبادِهِ إِذا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾سورہ نحل آیت۷۹﴿أَ لَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّراتٍ في جَوِّ السَّماءِ ما يُمْسِكُهُنَّ إِلاَّ اللَّهُ إِنَّ في ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ان آیات میں آسمان مقر سحاب ہے یعنی بادلوں کا مقام ہے یعنی بادل بھی وہاں ہوتے ہیں بارشیں بھی وہیں ہیں دوسری قسم سماء میں مقام ہوا ہے تیسری قسم سماء میں میدان طائران ہے یعنی پرندوں کا مقام ہوا۔

سمو کا معنی ارتفاع بلندی ہے ابن فارس نے سین، میم، واو سے مرکب سمو کے معنی غلو سے کیا ہے یہ علو پر دلالت کرتا ہے سمٰوات یعنی اذا الحکوت سمیت بھی کہتے ہیں علوت، علیّت، سمو، سمیت یعنی" سمو ارتفاع اسماء یعنی اعلیٰ سماء اس میں کل ماعلاک با کل سقف فھو سماء" ہر نیچے کے اوپر کو سماء کہتے ہیں اس کے نیچے کو ارض کہتے ہیں اس طرح آخری آسمان کا ارض نہیں ہوتا یہ سماء بلا ارض ہے آسمان سات ہیں سورہ طلاق آیت۱۲﴿اللَّهُ الَّذي خَلَقَ سَبْعَ سَماواتٍ وَ مِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَديرٌ وَ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْماً﴾ میں اتنی ہی برابر زمینیں ہیں" سماء التی "زمین پے سایہ لگایا ہے یہی ہمارا موضوع بحث ہے جو زمین پر سایہ فگن ہے اس کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں سماء صیغہ مؤنث ہے چونکہ اس کی جمع سماوات ہے عام طور پر لغویین نے سماء کو مؤنث قرار دیا ہے قرآن میں بھی سماء مؤنث ہی آیا ہے سورہ ذاریات آیت۲۲،۲۳﴿وَ فِي السَّماءِ رِزْقُكُمْ وَ ما تُوعَدُونَ .۲۲..فَوَ رَبِّ السَّماءِ وَ الْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِثْلَ ما أَنَّكُمْ تَنْطِقُونَ..۲۳﴾صاحب صحاح لغات نے کہا ہے سماء مذکر و مؤنث دونوں استعمال ہوا ہے مثلاً ذاریات میں سماء کو مؤنث قرار دیا ہے سورہ مزمّل آیت۱۸﴿السَّماءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ كانَ وَعْدُهُ

مَفْعُولاً ﴾ میں مذکر قرار دیا ہے ابن سعید نے کہا ہے سماء کے لئے مذکر بھی صحیح ہے مؤنث بھی صحیح ہے۔ سماء سے متعلق مختلف مصادیق ہیں۔

۱۔ سقف: کو سماء کہتے ہیں اس کی دلیل سورہ حج آیت ۱۵ ﴿مَنْ كانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيا وَ الْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّماءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ ما يَغيظُ ﴾ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ اس کی مدد نہیں کرتا ہے تو گردن میں رسی باندھ کر آسمان سے لٹک جائے یہاں آسمان سے مراد چھت ہے۔

۲۔ سحاب کو آسمان کہتے ہیں بارش کو آسمان سے نہیں برسایا ہے بلکہ بادل سے برسایا ہے۔

۳۔ مطر یعنی بارش مطر کو بھی سماء کہا ہے چونکہ یہ اوپر سے نازل ہوتی ہے۔ بہت سے کلمات جن سے مراد سماء ہے۔ ان میں سے ایک ''بنا'' ہے اس کا نقیض منہدم کرنا ہے سورہ بقرہ آیت ۲۲ ﴿الَّذي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِراشاً وَ السَّماءَ بِناءً وَ أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَراتِ رِزْقاً لَكُمْ فَلا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْداداً وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ ''بنا'' سے مراد قبہ ہے یہ جو آپ کو نظر آتا ہے، آسمان سورہ نازعات آیت ۲۷، ۲۸ ﴿أَ أَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقاً أَمِ السَّماءُ بَناها ..۲۷.. رَفَعَ سَمْكَها فَسَوَّاها ..۲۸ ﴾ آسمان سے مربوط کلمات میں سے ایک کلمہ ''برج'' ہے، برج مکان مرتفع کو کہتے ہیں اونچے مکان برج کا معنی بروز وظہور کو کہتے ہیں سورہ احزاب آیت ۳۵ ﴿ وَ قَرْنَ في بُيُوتِكُنَّ وَ لا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجاهِلِيَّةِ الْأُولى .... ﴾ بروج وحصون قلعہ کو کہتے ہیں۔

سورہ بروج آیت ۱ ﴿وَ السَّماءِ ذاتِ الْبُرُوجِ ﴾

انسان یہ نہیں دیکھتا ہے کہ میں اس کی مخلوق ہوں، یہ نہیں دیکھتا ہے کہ اس کو جو رزق ملتا ہے وہ اللہ دیتا ہے وہ اس وقت تک سوچتا ہی نہیں جب تک وہ رزق کٹ نہیں جاتا ہے لہٰذا اللہ نے اپنی نشانیوں کی طرف متوجہ کیا ہے۔

۱۔ پہلے مرحلے میں آفاق کی طرف متوجہ کیا ہے۔

۲۔ دوسرے مرحلے میں خود اپنی ذات کی طرف متوجہ کیا ہے۔

آیات آفاقی میں سب پہلے آسمان آتا ہے۔ چونکہ انسان کی آنکھیں ہمیشہ اپنے سامنے اور اپنے سے اُوپر دیکھتی ہیں، نیچے دوسرے مرحلے میں نظر پڑتی ہے گویا یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی آنکھ اوپر سے جڑی ہوئی ہے اور پاؤں نیچے سے جڑے ہوئے ہیں خالق زمین نے دیگر ستاروں کی نسبت زمین کو یہ امتیاز بخشا ہے کہ یہاں زندگی ملائم وگوارا ہے زمین اپنے سورج کے گرد گردش میں ہے زمین کے اوپر ایک فضائی غلاف ہے یہ فضائی غلاف سات طبقات پر مشتمل ہے انتہائی شفاف وصاف ہے یہ غلاف خالق زمین نے اس زمین کا دربان بنایا ہے وہ بھی

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۸۸ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

قدرت مند ہے تا کہ اہل زمین پر خارج سے حملہ نہ ہو جائے شعلے نہ گریں، ضرر رساں جراثیم نہ آئیں جتنی زمین کے لئے ضرورت ہے وہ اتنا اس شعلہ کو صاف کر کے بھیجتا ہے۔

زمین کے اوپر طبقات کی صورت میں زمین کا غلاف بنا ہوا ہے اس کو سماء کہتے ہیں ایک طبقے کا نام ہے تابوسغیر یہاں نہریں ہیں پانی ہے یہ ہوائیں بادل بناتی ہیں اور بادل پانی اٹھا کر دوسرے علاقوں میں پھینکتے ہیں یہاں تندو تیز وشدید ہوائیں ہیں، ایک طبقہ اوزن ہے جس کو سترا ئرسفیر کہتے ہیں یہاں آکسیجن کو بچاتے ہیں جو آکسیجن اوپر جانا چاہتی ہے اسے واپس زمین کی طرف بھیجتا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو زمین میں زندگی ممکن نہیں تھی زمین قابل حیات ہونے کا ایک سبب آکسیجن ہے، زمین ایک جلتا ہوا خشک ٹکڑا تھی اردگرد سمندر تھا۔

زمین کی حرارت کو ٹھنڈا کیسے کیا جاتا ہے سمندر کیسے بنتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ خالق ارض وسماء نے ایسا ہی بنایا ہے کہ سمندروں کو دریاؤں کے پانی سے بھرے ہزاروں سال گزر گئے یہاں تک کہ سطح زمین ٹھنڈی ہوگئی، اس کی چھلک روکنے کے لئے پہاڑ نصب کئے لیکن زمین کے اندر انتہائی گرم حالت ہے بار بار کوشش کرتی ہے کہ جلتی گیسوں کے مواد کو باہر پھینکوں اس کے باہر پھینکنے سے فشار ہوتا ہے، کبھی آتش فشانی ہوتی ہے کبھی اپنے اندر محفوظ معدنیات کو باہر پھینکتی ہے کبھی زمین کے قطعوں میں جو انتہائی گرم پانی ہوتا ہے اس کو باہر پھینکتی ہے۔

سورہ فصلت آیت ۵۳ ﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَ فِي أَنْفُسِهِمْ ..... ﴾ میں اللہ سبحانہ نے کونیات کو ایک تقسیم کے تحت عالم آفاق اور عالم انفس میں تقسیم کیا ہے لہٰذا ہم یہاں اس تقسیم کی ترتیب میں بحث کو آگے بڑھاتے ہیں۔

انسان قدیم دور سے عصر علم واکتشاف تک ایک خالق کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے زعم میں ایک مافوق طاقت وقدرت کو غائبانہ غیر مرئی تسلیم کرتے ہوئے اس کے سامنے سر تسلیم ہوتا رہا ہے ان طاقتوں کو وہ مستقل نہیں سمجھتا تھا بلکہ وہ اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ سمجھتا تھا جب بھی ان سے پوچھا گیا آسمان وزمین کو کس نے خلق کیا؟ تو کہا اللہ نے خلق کیا ہے جیسا کہ سورہ زخرف آیت ۹ ﴿وَ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴾ میں آیا ہے، ایمان بوجود خالق ماورائے مادہ عقل بشر کا پہلا ادراک ہے جب سے اللہ نے بعثت انبیاء کا سلسلہ شروع کیا تو بشر نے اللہ سے انکار نہیں کیا ہے بلکہ اس کی ربوبیت والوہیت سے انکار کیا ہے اور ربوبیت اور الوہیت میں وحدانیت وتوحید سے انکار کیا اس لئے کہ ماورائے مادہ موجود خالق کی صفاتِ جمال وجلال عقل انسانی کے ادراک سے باہر تھیں۔

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۸۹ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

انسان کو مفید اور نقصان دہ چیزیں نظر آتی ہیں نقصاندہ چیزوں میں سے ایک آگ ہے لہٰذا قرآن کریم میں آگ کو عذاب کے لئے استعمال کیا گیا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ساطعہ ہے کہ آگ جو ہمارے لئے پیغام منشوخ، پیغام دردوالم، پیغام خوف و ہراس ہے، لیکن اس کے بغیر زندگی ادھوری ہے زندگی کی لذتیں آگ سے شروع ہوتی ہیں اگر آگ نہ ہوتی تو دنیا عذاب ہوتی۔

ایک نار ہے جس میں نور ہے گر چہ نار میں نور ہوتا ہے لیکن ناریت کا عنصر غالب ہوتا ہے جو نار انسان کی بھلائی کے لئے خدمت کے لئے ہوتی ہے وہ نار ہے جس میں نور ہے تحلیل کے مواقع پر جب نار کو کھولتے ہیں کہ یہ کہاں سے آئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اس کی خلقت عجیب ہے۔

کائنات یعنی تمام موجودات علوی سفلی و ما بینھما اپنے وجود میں استقلال ذاتی نہیں رکھتی ہیں بلکہ ایک مکون نے ان کو وجود میں لایا ہے اس مختصر سوال میں بہت سے مفروضات بنتے ہیں ایک مفروضہ یہ بنتا ہے کہ یہ سلسلہ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا یہاں خالق ومخلوق کا کوئی سوال نہیں ہے گندم سے گندم پیدا ہوتی ہے انسان سے انسان پیدا ہوتا ہے یہ سلسلہ حیاتیاتی مدار کی طرح چلتا رہتا ہے سرکل ٹائر جیسا چلتا رہتا ہے اس کا معنی مفہوم یہ بنتا ہے، کائنات ہمیشہ سے تھی ہمیشہ رہے گی یہ دہریوں کا نظریہ ہے کلمہ دھر قرآن کریم کی سورہ جاثیہ آیت ۲۴ ﴿وَ قالُوا ما هِيَ إِلاَّ حَياتُنَا الدُّنْيا نَمُوتُ وَ نَحْيا وَ ما يُهْلِكُنا إِلاَّ الدَّهْرُ وَ ما لَهُمْ بِذلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلاَّ يَظُنُّونَ﴾ سورہ انسان آیت ۱ ﴿هَلْ أَتى عَلَى الْإِنْسانِ حينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئاً مَذْكُوراً﴾

کتاب تکوینی کی دو جلد ہیں کتاب معلوم کلام حالات سے بنتے ہیں کلام حروف سے بنتے ہیں ہر علاقے کی ایک زبان ہوتی ہے اس زبان کی حروف ہوتی ہے ایک علاقے کی حروف دوسرے علاقے کی حروف کی تعداد مین فرق ہے عربی زبان کی حروف ۲۹ ہے۔ قراان کریم اسی زمانے میں نازل ہوتی ہے لہذا حیصو رون میں اللہ سبحانہ آغاز سورہ حروف سے کیا ہے جیسے سورہ بقرہ کی ابتداء الم سے کیا ہے ان حروف کو حروف مقطعات کہتے ہیں حروف مقطعات سے ابتداء کے مقصد میں فرماتے ہیں یہ کتاب تمہاری رہزمرہ استعمال ہونے والی حروف سے بنی ہے تمہارے کلام کے مراد یہی حروف ہے ہماری کتاب بھی اسی حروف سے ترکیب پایا ہے اگر اس کو ہماری طرف سے نازل کتاب نہیں سمجھے محمد کی وضع سمجھتے ہو تو محمد انسان تم بھی انسان ایسا کتاب لاؤ جس طرح کتاب

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۹۰ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

تدرس کی طرف کی اپنی کتاب تکوین کی بھی تعدی کی ہے۔

مخلوقات کی چار مراتب ہے مخلوقات جمادی اس میں آسماں وزمین ہیشمس وقمر ستارے ہے ہر ایک کی الگ ایمانیات قرآں مہم ہے نباتات کی اپنی مہم ہے حیوان اور دو انسان دو مخلوق متحرک ہے۔

فرعون نے دعوٰی کیا نور رب اعلی ہے موسی وہارون سے پوچھا فیھا ربکما طہ ۴۹۔ تو موسی نے جواب میں کہا میرا رب وہ ہے وہ ہر مخلوق جسے اس نے خلق کیا ہے اس کو اپنی حیات کی طرف سے ھدایت کی ہے اس کائناتت ہر مخلوق ایک مہم کے لیے خلق کیا ان مخلوق میں سے ایک مخلوق انسان ہے شعراوی جلد ۱۵ ص ۹۲۸۴ کی تفسیر میں شعراوی لکھتے ہیں آنکھ دیا ہے دیکھنے کے لیے ناک دیا ہے بولنے کے لیے زبان دیا ہے زوق کے لیے ان اعضاء میں حیوان اور انسان یک ماں ہے لیکن حیوان ان اعجاء کی توسط سریئت غریزہ چلتا ہے لہذا وہ غلغلہ نہیں کرتے لیکن حیوانات بہدایت عقلی چلتا ہے لہذا وہ غلطی کرتا ہے شعراوی ص ۹۲۸۹ پر لکھتے ہیں اللہ سبحانہ نے انسان کو آنکھ دیا ہے آپ اس آنکھ میں کتنی نشانیاں اٹھا رکھی ہے دیکھنے کے لیے بطور مثال آنکھ میں درجہ حرارت ۱۲ رکھنا ہے اگر پرہ زیادہ ہونگے تو خراب ہونگے ناک کے اندر درجہ حرارت ۹ رکھنا ہے اس سے زیادہ ہونگے خراب ہونگے جسم کے اندر درجہ حرارت جگر کے لیے ۴ رکھنا ہے اور بدن ۳۷ رکھنا ہے ہر مجود کو خلق کرنے کے بعد وہ اس مہم کی طرف حرکت ہیں بطور مثال زوق کے لیے زبان رکھا اشیاء مزو جھ مختلف ہے کوئی میٹھا ہے کوئی کھٹا ہے کوئی ترشی ہے ہر ایک کے لیے الگ جگہ رکھتا ہے جہاں سے گزر کر شئے مذوق کا ذائقہ کرتے ہیں یہ دل اس کی ایک مداخل ہے ایک مخارج جس دن اللہ نے بنایا ۱۲۔۱۳۔۱۴ سال تک چلتے ہے اس کا کوئی بدل نہیں ہوتا۔

تخلیق آسمان وزمین سرہ یونس ایت ۳ شعراوی جلد ۹ ص ۵۷۸ خلقت کے بارے میں لکھتا ہے انسان جب آنکھ کھولتا ہے تو آسمان نظر آتا ہے اس کے بعد فضاء، اس کے بعد یہاں ان کے قدم جما ہے زمین نظر آت ہے انسان کا اس زمین موجودگی کی مثال وہ انسان مانند ہے جو ایک فضائی حدثہ بنی ہے ایک لق ودق سحرا میں گر پڑھنا تھکاوٹ پریشان وبےبسی کے عالم دیکھنا کوئی چیز نظر نہیں آتی کھانے پینے سہارا دینے والا نہیں سو جاتے ہیں بندے اٹھتے ہیں تو اس کے سامنے ایک دسترخوان بچھا ہوا ہے اس میں اقسام وانواع غذات مشروبات آراستہ ہے وہ لوح میں پڑھتا یہ مہربان کون ہے جو مجھے اسی بےبس عالم میں مری حالت زار میں میری تمام نیازات کو پورا کیا اس سقل انجان میں کیا چیز نہیں جو انسان کے لیے ضرورت ہو یہاں نہ ہو چنانچہ ایک آیت میں ارشاد آیا کم من کل ما سالتموہ ان تعدوا نعمہا اللہ لا یحصوھا ہر وہ چیز انسان کے جینے کے لیے ضروری وہ اس میں بھیجا وہ

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۹۱ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

انسان اگر حیوان گدھے سی انسان ہے تو اس کو سوچنا چاہیے یہ آسمان یہ زمین کس نے خلق کیا ہے قرآن کریم بہت سی آیات آسمان وزمین میں دیکھو سورہ رعد۔۲ لقمان۔۱۰ ازمین میں سیر کر کے دیکھو رعد میں آیا آسمان کو بغیر ستون خلق کیا ہروہ چیز جو بلند ہے اس کو یا تو اوپر سے پکڑا ہوتا ہے یا نیچے سے ستون ہوا ہے یہ آسمان فضاء میں کیسے ہے یہ دو حال سے خالی نہیں اس کا کوئی ستون نہیں ہے یا دیکھنے میں آتا ہے۔

کتاب تکوین:

کتاب بمعنی ثبت ونقش آیا ہے، اللہ سبحانہ کی دو قسم کی کتاب ہے ایک کتاب تکوین جسے وجود سے تنظیم کی ہے اس کتاب مین ایسے اسرار ورموز ہیں جو تحقیقات واکتشافات کا آخری انتہائی حد نہیں رکھی ہے ہر تحقیق پر کشف نئی راز کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس کی الگ حروف ہیں الگ کلمات ہیں الگ قواعد تدریس ہیں اللہ کی دوسری کتاب ہے وہ تدینی ہیں وہ حروف تلفظی سے پڑھنے کی ہے حروف تلفظی میں اللہ کی چند کتاب ہیں پہلی کتاب تورات دوسرا انجیل تیسرا زبور ہے یہ کتاب اصول حیات پر لکھی ہیں ان میں تحدی دعوت مبارزہ مقابلہ نہیں ہے لیکن چوتھی کتاب قرآن ہے اس میں اسی کتاب جیسا لانے سے تحدی کیا ہے ساتھ میں پہلی کتب کا بھی تحدی کیا ہے اس تحدی میں حرف بحرف کلمہ بکلمہ کی دعوت معارضہ آیا ہے۔

قدیم ادوار سے عصر حاضر تک کتاب متعدد ومختلف انواع میں آیا ہے نقش براحجار، نقش برلوحات، کتاب مکتوب بہ سیاہی، یہاں کتاب سے مراد وجود مادی مرئی ہے۔ کتاب تکوین پڑھنے، اس کے حروف وکلمات کو سمجھنے کے لئے اللہ نے چندین کتب تدوینی نازل کی ہیں، دیگر کتابوں کی طرح گزشت زمان کے ساتھ ان میں تحریف ہوئی ہے آخری کتاب کا نام قرآن ہے، اس کو رسول امین جبرئیل کے توسط سے، نبی امین محمد بن عبداللہ پر نازل کیا گیا ہے محمدؐ کے بعد اس کتاب کو تحریف سے مصون ومحفوظ رکھنا اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے، حقانیت قرآن یہ ہے کہ اس میں کسی بشر کی سعی وکوشش شامل نہیں ہے بلکہ یہ کتاب خالصۃ اللہ کی ہے اس کتاب میں بہت سی جگہ بطور عمومی آسمان وزمین کی طرف دیکھنے کی دعوت دی ہے، کبھی کسی خاص چیز کا نام لیکر دیکھنے کی دعوت دی، ہم یہاں کتاب تکوین کے کلمات اور باہمی نظم ونسق کو دیکھتے ہیں کہ اللہ نے کس طرح اس کتاب کو منظم کیا ہے کتاب ظواہر جغرافیہ بین العلم والقرآن تألیف ڈاکٹر عبدالعلیم عبدالرحمٰن خضدار ادارہ السعودیہ ص ۱۹۱ پر لکھتے ہیں کائنات کی موٹی موٹی چیزیں جن سے یہ کائنات بنی ہے، اسکو پڑھیں گے گویا یہ مجلدات کائنات ہیں۔

آفاق سے مراد آسمان وزمین ہے لہذا ہماری نظر پہلے مرحلہ میں آسمان پر پڑتی ہے کہ جو چیزیں آسمان میں ہیں

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۹۲ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

پہلے جذب نظر کرتے ہیں وہ سورج ہے علماء فلک کا کہنا ہے ہماری زمین فرزند یا دختر سورج ہے کتاب من الذرہ الی المجرہ ص ۱۰۷ پر آیا ہے۔ یہ زمین سورج سے کٹا ہوا ٹکڑا ہے زمین سمیت اور گیارہ ستارے اور چاند ملا کے ایک خاندان ہے جسے منظومہ شمسی کہتے ہیں ہمارے منظومہ شمسی اس کے تو اسے نواسی ہوتے ہی ملا کے مجرہ درب تبالہ کا ایک خاندان ہے مجرہ تبانہ ہم سے ۳۰ ہزار سنہ ضوء تو اسی سال دورر ہے جہاں غاذوں کی بادل سے نظر آتا ہے لیکن ہمارے منظومہ شمسی میں سورج اپنے خاندان میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اس کے گرد گردش کرنے والے ستارے ٹھنڈے ہوگئے ہیں یہ سورج اپنے دیگر خاندان کو توانائی وحرارت دیتا ہے سورج سے الگ ہونے کی وجہ سے زمین بہت جلتی رہی ہے ایک گیس جیسا شعلہ تھا۔

کتاب الذرۃ الی المجرہ صفحہ ۶۸ پر آیا ہے جب بشر بڑی بڑی رصدگاہیں بنانے میں کامیاب ہوئے تو اورزمین سے عمق فضاء تک رسائی ہوئی تو نئے اکتشافات ہوئے یہاں تک کہ محاصرین علماء نے ملائین مجرات کشف کئے ہیں اور بعض مجرات ''مجرہ التبانہ'' سے چھوٹے ہیں حالانکہ مجرہ تبانہ بڑے مجرات میں سے ہے، کثرت مجرات کی وجہ سے علماءِ فلکیات نے مجرات کے تین خاندان بنائے ہیں ان میں درج ذیل نام ہیں۔

۱۔اعاتلۃ مجرات حلزونیۃ۔اس کا نام s/s رکھا ہے اس میں ۸ مجرات ہیں۔

۲۔مجرات بیضادیۃ اس کا نام E/S رکھا ہے اس میں ۱۷ مجرات ہیں۔

۳۔مجرات غیر منتظمہ اس کا نام ISSR رکھا ہے اس میں ۳ مجرات ہیں۔

مجرات کی اکثریت بیضاوی ہے۔۱۹۲۰ء کے بعد علماءِ فلکیات اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کے مجرات ایک دوسرے سے جوں جوں دور ہورہے ہیں کائنات میں توسیع ہورہی ہے، کتاب میں مزید لکھتے ہیں ہمارے مجرہ تبانۃ میں ایک لاکھ ملین نجم ہیں ان میں بعض بڑے ہیں اور بعض چھوٹے ہیں، ہمارا منظومہ شمسی ان میں چھوٹا شمار ہوتا ہے۔تکوین مجرات مجموعات کواکب کبیرہ کو مجرہ کہتے ہیں، کواکب خود غازات وغبار کثیف سے تشکیل پاتے ہیں۔غبارات وغازات سے بھرے مسامات کو سیدیم کہتے ہیں ان سے کواکب بنتے ہیں ان نجوم میں سے ایک سورج ہے۔

شمس:

ہمارا منظومہ شمسی ہے، جس میں گیارہ سیارے ہیں جو سورج کے گرد گردش کرتے ہیں۔

صاحب مقائیس نے حرف۔ش،م،س۔ سے مرکب کلمہ کے معنی میں لکھا ہے" **اصل یدل علی تلون و قلة استقرار فا الشمس معروفة سمیت بذالک لا نھا غیر مستقرہ ھی ابد ا شمس متبدل**" ایک غیر مستقل چیز کو کہتے ہیں یہیں سے سورج کو شمس کہتے ہیں کیونکہ دائم الحرکۃ رہتا ہے سورہ یٰس آیت ۳۸ میں ہے "والشّمس تجری لمستقر لھا" انسان غیر مستقل مزاج کو شمس کہتے ہیں سرکش اونٹ کو ناقۃ شموس کہتے ہیں۔

کتاب مع اللہ فی السماء صفحہ ۱۴۳ الشّمس جس کی لوگوں نے پرستش کی ہے اس لئے کی ہے انہوں نے اس میں جو چیز دیکھا ہے جس چیز سے حیات نکلتا ہے حیات آور ہے وہ سورج سے ہے یہ گندم یہ کھانے کی سبزی یہ سرسبز زمین سب سورج سے ہے سورج اپنی شعاع کو زمین پر بھیجتے ہیں زمین میں جو عناصر منتشر ہیں وہ جمع کرتے ہیں جس طرح سوئی اور دھاگہ موتی کو جمع کرتے ہیں یہ مختلف چیزوں کو منظّم تنظیم کرتا ہے آپس میں الفت دیتا ہے خزائن اس کی قوت سے قائم ہیں نباتات میں افزائش سورج سے ہے زمین کی سبزیاں سورج سے ہے نباتات سے حیوان پیدا ہوتا ہے حیوان کی ذندگی میں تمسک طاقت نباتات سے آتا ہے یہ حرکت کی طاقت نباتات سے ہے انسان حیوان نباتات سے زندہ ہیں یہ چیزیں اصول حیاۃ ہیں مرجع تمام کی برگشت سورج سے ہے اسی سے کھاتے ہیں اور اسی پر بنیاد ڈالتے ہیں۔انسان پانی کی طرف محتاج ہے نباتات اور حیوان بھی سمندر ابھلتے ہوئے پانی کی طرف جاتا ہے سورج ہے جو پانی کو میٹھا بناتے ہیں سورج ہے جو پانی کو بناتات پر چڑھاتا ہے سورج پانی کو زمین کی تہہ میں لے جاتا ہے۔

سورج اور اسکا خاندان: کتاب مع اللہ فی السماء ص۴۰ نظام کونی میں ایک چھوٹا خاندان جسمیں عائلہ قلیل خاندان کا نام اسرۃ شمس کے نام سے معروف ہے اگر اقدار وقدر و قیمت کسی کی حجم، وزن، عمق، طول سے ناپا جائے تو یہ خاندان چھوٹا خاندان ہے اس خاندان کی بنسبت جو اس آسمان میں رہتے ہیں سکونت پزیر مجرات جو اس فضاء بیکران غواص کرتا ہے کسی نے اسکو چھوٹا نہیں کہا ہے لیکن ہم اشرف المخلوقات بنی نوع انسان ہماری نسبت سے یہ ایک بہت بڑا عظیم خطیر خاندان ہے ہمارے لیے بہت بڑا ہے جتنا ہمارا عقل درک کرتا ہے جتنا ہم اسکو سمجھتے ہیں یہ خاندان پچھلے ادوار میں وجود میں آئی ہے اس خاندان کے بڑے کا نام الشّمس ہے مجموعے کا نام

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۹۴ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

منظومہ شمسی ہے بنون بنات ہے بعض خود سے پیدا ہوئے ہیں بعض اسکی متبنی ہیں اسکی اولادوں میں سے ایک زمین ہے عطارد، زہرہ، مریخ، مشتری، زحل، اورقیانوس، تقطو، قلوطو اور انکی نواسیاں اقمار ہیں یہ سب سورج کی گردش میں رہتے ہیں اسکو سیارہ کہتے ہیں یہ رات وقت آسمان میں نظر آتا ہے یہ ان سیاروں میں سے ہے جو اکثر نظر آتا ہے نار بھی ہے نور بھی ہے یعنی جہاں نور دیتا ہے وہاں حرارت ہے اما اسکے گرد گردش میں رہنے والے سیارے نور رکھتے ہیں نار نہیں رکھتے وہ نور کو سورج سے لیتا ہے نور کو سورج سے لیکر دونوں کو نور دیتا ہے سیارے ان سیاروں کی برگشت ایک اصول کی طرف برگشت کرتے ہیں سب اسکے اصل مادے میں ایک ہیں طبیعت سب کی یکساں ہے سب حرکت میں ہیں۔

الفاظ طبیعت ص ۴۷ الشمس یعنی چراغ کائنات ہے جہاں اس جرم کو شمس کہتا ہے اس سے منتشر روشنائی کو بھی شمس کہتا ہے شمس کی جمع شموس آتا ہے گویا اھل لغت نے ہر علاقے کے لئے ایک شمس تصور کیا ہے قرآن کریم میں یہ کلمہ ۳۳ بار آیا ہے، کلمہ شمس قرآن میں اکثر و بیشتر مؤنث آیا ہے۔ سورج کی شعاعیں طاقت وحرارت میں مرکزی نقطہ ہیں موجب حیات ہیں تمام ذی حیات کی، نمو، پرورش، پختگی اور غذائی مواد سورج کی شعاعوں سے وابستہ ہے اگر یہ شعاعیں نہ ہوتیں تو دریا، جھیلیں جم جاتیں ان میں موجود ذی حیات فناء ہو جاتیں، فصل ربیع وخریف اس کی شعاعوں سے ہوتی ہے، اس کی شعاعوں سے پانی تالابوں اور سمندروں سے بخارات بن کر فضاء میں بادل بنتے ہیں پھر وہ پانی دوبارہ بارش کی صورت میں زمین کو سیراب کرتا ہے، بعض جگہ شمس بطور صیغہ مذکر آیا ہے، سورہ بقرہ آیت ۲۵۸ ﴿إِبْراهيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِها مِنَ الْمَغْرِبِ ﴾، سورہ کھف آیت ۱۷ ﴿وَ تَرَى الشَّمْسَ إِذا طَلَعَتْ تَتَزاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذاتَ الْيَمينِ وَ إِذا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذاتَ الشِّمالِ﴾، سورہ یٰسین آیت ۴۰ ﴿لاَ الشَّمْسُ يَنْبَغي لَها أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لاَ اللَّيْلُ سابِقُ النَّهارِ وَ كُلٌّ في فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴾، سورہ تکویر آیت ۱ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ سورہ شمس آیت ۱ ﴿وَ الشَّمْسِ وَ ضُحاها﴾۔ سورہ انعام آیت ۷۸ ﴿فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بازِغَةً قالَ هذا رَبِّي هذا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قالَ يا قَوْمِ إِنِّي بَريءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴾ میں شمس کو جرم کہا ہے، جو آسمان میں گردش وحرکت میں ہے، اس سے پھیلی روشنی کو ضوء کو کہتے ہیں، سورج وہ نور ہے جو آسمان میں طلوع ہوتا ہے، اور آسمان میں ہی غروب ہوتا ہے، شمس کو شمس اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا استقرار نہیں شمس لغت میں رنگین کو کہتے ہیں یعنی وہ ہمیشہ متحرک رہتا ہے، وہ کلمات جو شمس سے مربوط ہیں ان میں سے ایک کلمہ دلوک ہے دلوک لغت میں ایک چیز کا دوسری چیز سے جدا ہونے کو کہتے ہیں وہ کبھی افق مداوا

سے ہوتا ہے زوال شمس سے مراد غیاب میں جانے کو کہتے ہیں۔ کتاب موسوعۃ عامۃ صفحہ ۱۶ پر آیا ہے سورج کا ایک طرف سے دوسری طرف کا فاصلہ ہماری زمین سے ۱۰۹ گنا زیادہ ہے، سورج کی تکون گرم گیس سے بنتی ہے ،اس کی شکل کروی ہے، سورج انتہائی طاقت وقدرت سے روشنی دیتا ہے کیونکہ اس کی حرارت انتہائی درجہ پر ہوتی ہے اس کی تکون میں زیادہ ہائیڈروجن ہوتی ہے ہائیڈروجن آہستہ آہستہ ہیلیم میں تبدیل ہوتی ہے جس سے سورج سے متصل ہونے والے دوسرے اجسام، سیارات وکواکب بنتے ہیں جسے مجموعہ یا منظومہ شمسی کہتے ہیں اس منظومہ شمسی میں بڑے ستاروں کے علاوہ دیگر چھوٹے کواکب، اقمار، شہابات بنتے ہیں سورج کی سطح پر درجہ حرارت دس ہزار ہوتا ہے جو زمین پر موجود تمام اشیاء کو بخار میں رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ سورج مشرق سے طلوع ہو کر مغرب میں غروب ہوتا ہے حالانکہ یہ حرکت زمین کی سورج کے گرد ہوتی ہے۔ ہماری زمین سورج سے ۹۳ ملین میل دور ہے، سورج ایک ستارہ ہے جو ایک لاکھ ملیون سیاروں کا مجموعہ ہے اس کو مجرہ کہتے ہیں، ان میں اس سورج کے گرد مثل پروانہ گردش کرنے والے گیارہ سیارے ہماری کہکشاں میں ہیں ان ہی سے ایک ہماری زمین ہے۔

چاند: آسمان میں طالع ستاروں میں سے زمین سے نزدیک ترین ستارہ جو کہ ہمیشہ زمین کے گرد گردش کرتا ہے وہ چاند ہے چاند کی مسافت اور چاند زمین کے گرد ۲۳۸۸۵۷ میل فاصلہ ہے چاند جو ہمیں روشنائی دیتا ہے نور افشائی دیتا ہے وہ اسکی اپنی نہیں ہے یہ نور وہ نور ہے یہ سورج سے ان پر لگی ہے جو ہم کو دکھائی دیتا ہے سورج چاند کی مساحت زمین کی ۸۱ بٹہ ۱ زمین کا بنتا ہے اسکا جاز بہ ۴ بٹہ ۱ حصہ ہے چاند کی بدلتی شکل وصورت چاند زمین کے گرد جو گتدش کرتا ہے زمین شناس علماء کا کہنا زمین پہ جو سورج کی روشنی پڑی ہے کہ وہ زمین کے گرد گردش کرتے وقت ہماری نظروں میں مختلف انداز میں نظر آتا ہے ہر آئے دن اسکی شکل مختلف نظر آتی ہے انتہائی باریک سے شروع ہوتا ہے

اور آخر میں پورا دکھائی دیتا ہے چاند زمین کے گرد گردش کرتے زمین چاند اور سورج کے گرد درمیان لگتا ہے تو اس وقت زمین کا سایا چاند پر لگتا ہے تو ہمیں دکھائی نہیں دیتا ہے اس حالت کو خسوف کہتے ہیں۔

قمر:

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۹۶ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

یہ کلمہ قرآن میں ۲۷بار آیا ہے۔ کتاب الفاظ طبیعہ ص۱۸۰قمر وہی ہے جو ہم سب آسمان میں دیکھتے ہیں کلمہ قمر مشتق ہے مادہ ’قمر‘ سے ’’’’قمر جیسا کہ مقائیس اللغہ میں آیا ہے۔ق،م،ر۔قمر آسمان کو کہتے ہیں جب وہ اوپر ہو جاتا ہے تو اس کو قمر کہتے ہیں اس کی روشنی دیگر کواکب وستاروں پر غالب آتی ہے صاحب مقائیس لکھتے ہیں قمر کو قمر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ سفید ہوتا ہے اس کی تصفیر وقمیر آتی ہے‘‘ **قمر لون الابیض الحمیر العیل** ’’ سفید کو کہتے ہیں جو سبز کی طرف مائل ہوتا ہے یا زمینی رنگ کی طرف مائل ہے اگر اقمر کہیں گے تو اس کا معنی ہے بہت سفید خود مذکر ہے۔اس کا تثنیہ قمرا آتا ہے‘‘ **اقمرت لیلتنا یعنی اذالت اقمرت تمرت قمر** ’’دو راتوں کے چاند کو ھلال کہتے ہیں تیسری رات کے چاند کو قمر کہتے ہیں قمر کی جمع اقمار ہے قمرہ بھی آتا ہے کلمہ قمر قرآن میں ۲۷بار تکرار ہوا ہے۔

کتاب من الذرۃ الی المجرہ صفحہ۱۸۳پر آیا ہے یہ قرص حسین وجمیل ہے، آسمان میں تمام ستاروں سے قریب ستارہ ہے زمین سے ،۳۸۴۰۰۰، ہزار کلومیٹر دور ہے یہ ستارہ زمین کے گرد ۲۹یا۳۰دن میں ایک دور مکمل کرتا ہے، تفسیر شعراوی میں آیت ۱۸۹کے ذیل میں آیا ہے کہ چاند ہماری زمین سے بہت چھوٹا ہے جبکہ سورج کا حجم زمین سے سوالمین بڑا ہے جب زمین سورج اور چاند کے درمیان آتی ہے تو چاند کی روشنی زمین پر نہیں آتی ہے۔ زمین مانع روشنی بنتی ہے لیکن جوں جوں زمین درمیان سے ہٹتی ہے تو چاند روشن نظر آنے لگتا ہے، قمر تاریخ سازی میں ایک تہائی کردار رکھتا ہے، زمین اپنے محور کے گرد گردش سے لیل ونہار پیدا کرتی ہے، لیکن سورج کے گرد گردش سے سال بنتے ہیں، چاند مہینے کا تعین کرتا ہے، قبل از اسلام عرب مہینوں کا حساب چاند سے کرتے تھے، چاند سے مہینوں کا حساب حسی ہے، لیکن دیگران کا حساب فرضی ہے، قمر سیارات میں سے واحد وہ منفرد سیارہ ہے جو خانہ مکرم، مادر گرامی قدر زمین کی اتباع میں ہے، یہ اتباع جذب وانجذاب اور مقناطیسی ہے جو کہ قابل رویت نہیں ہے لیکن چاند ہم سے نہ بہت دور ہو سکتا ہے نہ بہت قریب ہو سکتا ہے، وہ اپنے مدار میں ہی منازل طے کرتا ہے، قمر اپنی ایک طرف کی چہرہ نمائی کرتا ہے اس کی دوسری طرف تاریک ہے اسی کے سبب اثر جاذبیت زمین پر قمر ہے، دورہ قمر زمین کے گرد، زمین کا دورہ سورج کے گرد ازل سے مربوط چلا آرہا ہے، منازل قمر سے مہینے بنتے ہیں۔

قرآن میں قمر سے متعلق وابستہ کلمات:

ا۔عرج،عرج کہتے ہیں۔راستہ مائل ہے راستہ اگر کسی طرف مائل ہے تو کہتے ہیں انعرج راستے سے نکل گئے ہیں

کلمہ عرج ابجد کی حساب سے ۱۵۰۱ پر ہے، کلمہ عروج لغت میں ارتقاء کو کہتے ہیں ''معرج مصعد'' لغت میں اوپر چڑھنے کے وسیلہ کو کہتے ہیں، جیسا کہ معارج ۴ میں آیا ہے عرجون ایک چیز ہے جو چاند سے شبہات رکھتی ہے یہ کلمہ سورہ یٰسین آیت ۳۹ میں آیا ہے عروج انعراج سے ہے، انعطاف کو کہتے ہیں، قدر چاند سے مربوط دوسرا کلمہ قدر ہے ''قدر کل شیء ومقدارہ'' ہر چیز کی مقدار ناپنے کو مقیاس کہتے ہیں، یعنی کسی چیز کا اندازہ لگایا کسی چیز کی مقدار تعین کی۔

۱۔کسی چیز کے بارے میں، سنجیدگی، آمادگی، پختگی سے توجہ کرنے کو تقدیر کہتے ہیں۔

۲۔علامات سے اندازہ لگانا۔

۳۔اپنی نیت میں لائے ہوئے کو انجام دینا، یعنی نیت کو کہتے ہیں قدرت امر یعنی نو یۃ، یہاں سے تدبیر کو قدر کہتے ہیں کلمہ قدرت بھی اسی سے بنا ہے، طاقت کے لئے استعمال ہوتا ہے، قید کے لئے استعمال ہوتا ہے چاند سے مربوط ایک دفعہ ذکر ہوا ہے سورہ یٰسین آیت ۳۹ ﴿وَ الْقَمَرَ قَدَّرْناهُ مَنازِلَ حَتَّى عادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَديمِ . ۳۹﴾

امّا سورج سے ملا کے دو دفعہ قدر سورج سے ملا کے ذکر ہوا ہے سورہ انعام آیت ۹۶ ﴿فالِقُ الْإِصْباحِ وَ جَعَلَ اللَّيْلَ سَكَناً وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْباناً ذلِكَ تَقْديرُ الْعَزيزِ الْعَليمِ﴾ سورہ یٰسین آیت ۴۰ ﴿الشَّمْسُ يَنْبَغي لَها أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لاَ اللَّيْلُ سابِقُ النَّهارِ وَ كُلٌّ في فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾ سورہ فصلت آیت ۳۷ ﴿وَ مِنْ آياتِهِ اللَّيْلُ وَ النَّهارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ لا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَ لا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ انزل مادہ نزل سے منازل آیا ہے قمر کے بارے میں منازل نزل کا مصدر ہے منازل جمع منزل مکان نزول قمر جہاں قمر گزرتے ہیں یعنی چاند گزرنے کے راستے کو منازل کہتے ہیں یہ منزل جو ہے ہر رات ایک جگہ گزرتا ہے یہ ۲۸ جگہ ہے منازل قمر میں نہ خطر ہے نہ کوتاہی ھلال ایک لفظ جو چاند سے مربوط ہے وہ ہلال ہے اصل ہلال، بچہ جب ماں کے پیٹ سے زمین پر گرتا ہے تو آواز نکالتا ہے، اس مناسبت سے چاند کو ھلال کیوں کہتے ہیں؟ چاند دیکھنے کے موقع پر لوگ انتظار کرتے ہیں دیکھتے ہی آواز بلند کرتے ہیں، تو اس دیکھنے کو استھلال کہتے ہیں یہ ھلال کا لغوی معنی ہے، چاند کو حوالے سے نحرہ ھلال کہتے ہیں اول یا دوم رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں بعد میں قمر کہتے ہے قرآن میں سورہ بقرہ ۱۸۹ ﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَواقيتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَج.﴾ میں ''اھلۃ'' جمع ھلال آیا ہے۔

تعاقب لیل ونہار میں گردش زمین کا کردار:

کتاب اعجاز علمی جلد ا ص ۷۷ پر آیا ہے قرآن کریم میں ۲۲ جگہ تعاقب لیل ونہار کی بات آئی ہے دن رات ایک دوسرے کے پیچھے حرکت کرتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زمین دوقسم کی حرکت میں ہے ایک زمین کی اپنے محور کے گرد حرکت ہے دوسری سورج کے گرد ہے سورہ بقرہ آیت:۱۶۴﴿إِنَّ فی خَلْقِ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلافِ اللَّيْلِ وَ النَّهارِ وَ الْفُلْكِ الَّتی تَجْری فِی الْبَحْرِ بِما يَنْفَعُ النَّاسَ وَ ما أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّماءِ مِنْ ماءٍ فَأَحْيا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِها وَ بَثَّ فيها مِنْ كُلِّ دابَّةٍ وَ تَصْريفِ الرِّياحِ وَ السَّحابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّماءِ وَ الْأَرْضِ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴾سورہ آل عمران آیت:۱۹۰﴿إِنَّ فی خَلْقِ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلافِ اللَّيْلِ وَ النَّهارِ لَآياتٍ لِأُولِی الْأَلْبابِ ﴾سورہ اعراف آیت:۵۴﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذی خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ فی سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِی اللَّيْلَ النَّهارَ يَطْلُبُهُ حَثيثاً وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُومَ مُسَخَّراتٍ بِأَمْرِهِ أَلا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْأَمْرُ تَبارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعالَمينَ ﴾سورہ یونس آیت:۶﴿إِنَّ فی اخْتِلافِ اللَّيْلِ وَ النَّهارِ وَ ما خَلَقَ اللَّهُ فِی السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ ﴾سورہ رعد آیت:۳﴿وَ هُوَ الَّذی مَدَّ الْأَرْضَ وَ جَعَلَ فيها رَواسِیَ وَ أَنْهاراً وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَراتِ جَعَلَ فيها زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِی اللَّيْلَ النَّهارَ إِنَّ فی ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴾سورہ نور آیت:۴۴﴿يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَ النَّهارَ إِنَّ فی ذلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِی الْأَبْصارِ ﴾سورہ فرقان آیت:۶۲﴿وَ هُوَ الَّذی جَعَلَ اللَّيْلَ وَ النَّهارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرادَ شُكُوراً ﴾سورہ زمر آیت:۵﴿خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهارِ وَ يُكَوِّرُ النَّهارَ عَلَى اللَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَجْری لِأَجَلٍ مُسَمًّى أَلا هُوَ الْعَزيزُ الْغَفَّارُ ﴾

سورہ جاثیہ آیت:۵﴿وَ اخْتِلافِ اللَّيْلِ وَ النَّهارِ وَ ما أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّماءِ مِنْ رِزْقٍ فَأَحْيا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِها وَ تَصْريفِ الرِّياحِ آياتٌ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾

انہوں نے دیکھا کہ سورج گردش کر رہا ہے یہ آتا جاتا ہے جاتے ہیں اس کے آنے سے رات چلی جاتی ہے اس کے جانے سے رات آتی ہے کتاب موسوعہ اعجاز علمی ص ۲۰۶ پر لکھا ہے پہلے زمانے میں بطلیموس اور اس وقت کے علماء کا نظریہ تھا کہ سورج زمین کے گرد گردش کرتا ہے لیکن یونان کے فیلسوف فیثا غورث نے کہا ایسا نہیں ہے ،سورج کے گرد زمین گردش کرتی ہے لیکن اس کو کسی نے نہیں مانا، یہاں تک کہ سولہویں صدی کے آخر میں کیلر آیا

اس نے دلائل قائم کیئے کہ زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے اس نے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کیا کہ زمین کی حرکت دو قسم کی ہے ایک اپنے محور کے گرد حرکت کرتی ہے اور دوسرا سورج کے گرد حرکت کرتی ہے زمین کے اپنے محور کے گرد گردش کرنے سے دن رات بنتے ہیں وقت بدلتا ہے۔ دوسری حرکت سے موسم بنتے ہیں، ربیع، خزان، گرما، سرما۔

دوسرا معجزۂ علمی ہے علمی یعنی پہلے نہیں جانتے تھے ابھی جاننے کو علمی کہتے ہیں، پہاڑ جن کو آپ ساکن تصور کرتے ہیں وہ بادل مانند حرکت میں ہیں سورہ نمل آیت: ۸۸، ''سلخ'' رات سے دن نکالا یہ نہیں کہتے کہ دن سے رات نکالی سورہ یٰسین آیت: ۳۷ان کے لئے ایک نشانی رات ہے ہم اس رات سے دن نکالتے ہیں۔

گردش لیل ونہار قرآن کریم میں اللہ نے اپنی الوہیت و ربوبیت پر ایک دلیل گردش لیل ونہار دی ہے کتاب سبعون برہان ص۱۲۲ میں ایک دلیل گردش لیل ونہار قرار دی ہے اگر رات نہ ہوتی تو ہمیں دن پتہ نہیں چلتا اگر دن نہ ہوتا تو رات کا پتہ نہیں چلتا، اگر لیل ونہار نہ ہوتے تو ہفتہ مہینے سال کا بھی پتہ نہیں چلتا ہے یہ لیل ونہار یہ ہفتہ یہ مہینہ یہ سال کیسے پیدا ہوتے ہیں؟ کس چیز کا نتیجہ ہے یہ کیسی نعمت ہے یہ سب وجود باری تعالٰی کی نشانی ہے ان سب کی برگشت زمین کا اپنے گرد گردش کرنے سے ہے یہاں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔

نعمت گردش لیل ونہار کی طرف متوجہ کیا ہے سورہ قصص آیت: ۷۱، ۷۳ میں فرمایا ہے تم ایک لمحہ کے لئے سوچو اگر اللہ رات کو ہی جاری رکھتا، دن نہیں لاتا تو تمہارا کیا حشر ہوتا، تم کیسے زندگی بسر کرتے، جدید وسائل وذرائع سے رات کو کم کرکے دن تمہارے لئے لائے، کون ایسا کر سکتا ہے یہاں اللہ نے دو دلیلیں پیش کی ہیں، اگر دن ہی رہتا رات نہ ہوتی تو کیا ہوتا ایک تو دن رات دو مختلف چیزیں ہیں اس کا اختلاف انسان کے لئے کتنی نعمت بے بہا ہے اگر یہ نعمت اللہ نہ دیتا تو کون دے سکتا تھا؟ یہ دن رات بے تکی بدنظامی نہیں ہے ایک نظام دقیق کے تحت ہو رہا ہے ایسا نہیں ہو رہا ہے کہ آج رات لمبی ہوگئی دن آنے میں دیر ہوگئی آج دن لمبا ہو گیا رات آنے میں دیر ہوگئی ایسا نہیں ہے ایک دوسرے کی حدود ہیں تعدی نہیں ہو رہا ہے ہر ایک اندازے سے چل رہا ہے سورہ فرقان آیت: ۲، سورہ رعد آیت: ۸ اگر اللہ آج کے دن کے لئے اس تحقیقاتی دور میں یہ آیت لاتے کہ تم دن رات کی گردش کو نہیں دیکھ رہے ہو اس پر غور نہیں کر رہے ہیں اس کو گردش کرنے والا اللہ سبحانہ تعالٰی ہے تو یہ علمائے زمین ضرور کہتے اس میں کوئی بڑی بات تو نہیں ہے آج یہ بحث کوئی بھی درس میں دے دے کوئی بڑا سا بڑا ہی کیوں نہ ہو اس کو معمولی سمجھتا ہے یہ زمین کتنے گھنٹے میں اپنے گرد گردش کرتی ہے جس سے لیل ونہار بنتے ہیں، اگر یہ بات اُس وقت اللہ

قرآن میں فرماتے تو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔

پتہ نہیں کیا کہنا چاہتے ہیں لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ایسے الفاظ لائے تا کہ اُس وقت کے لوگ اسی تناسب سے اور اِس وقت کے لوگ اِسی تناسب سے سمجھ سکیں، گردش لیل ونہار نعمت ہے لیکن یہ ہوتی کیسے ہے؟ کس طرح سے ہوتی ہے؟

زمین کا ایک حصہ تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے، سویا ہوا ہے دنیا و مافیھا سے بے خبر ہے غافل ہے اندھیرے میں ہے، ایک گروہ میدان عمل میں ہے، کوئی چل رہے ہیں کوئی کھڑے ہیں، کوئی ہاتھ استعمال کر رہے ہیں، کوئی ذہن استعمال کر رہے ہیں، ہر ایک اپنے جسم کا ایک حصہ استعمال میں لا رہا ہے ایسا کیوں ہے؟ ایسا کیسے ہوا ہے؟ یہ ایک سوال ہے، لیل ونہار ایک نعمت ہے، لیکن یہ نعمت کیسے وجود میں آتی، کس طرح سے یہ بنا ہے، دور جاہلیت میں لوگ اس کو نعمت سمجھتے تھے، اس میں قدرت مافوق کا دخل ہے، لیکن وہ کیسے بنتے ہیں؟ وہ نہیں جانتے تھے، اللہ نے دن رات کو نعمت ہونے کے علاوہ یہ دعوت بھی دی ہے کہ دن رات ہوتا کیسا ہے سورہ آل عمران آیت ۱۹۰ ﴿إِنَّ فی خَلْقِ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلافِ اللَّيْلِ وَ النَّهارِ لَآياتٍ لِأُولِی الْأَلْبابِ﴾ آسمان وزمین کی خلقت دن رات کے تغیر واختلاف دونوں میں صاحبان عقل وشعور کے لیے اللہ کی بڑی نشانیاں ہیں یہاں سے دن رات کا اختلاف جو ہے تنہا اس کو زمین سے مربوط نہیں کیا ہے آسمان سے بھی کیا ہے، یعنی آسمان وزمین دن رات کا اختلاف یہ دونوں مربوط ہیں صاحبان عقل کے لئے، یہاں سے یہ سوال آتا ہے کہ دن رات کیسے پیدا ہوتے ہیں؟

یہ بھی عجیب انداز میں اختلاف ہے، ایک دوسرے کی جگہ سے اختلاف کی مقدار چند منٹ کی ہے، اسلام آباد کی رات اور کراچی کی رات میں اختلاف چند منٹ کا ہے، چند منٹ سے ۱۲، ۱۴ گھنٹے تک یعنی ایک جگہ پورے بارہ گھنٹے رات ہے تو دوسری جگہ ۱۴ گھنٹے کی رات ہے یعنی دن رات کی مقدار بھی ایک دوسرے سے اختلاف میں ہے یہ کیسے؟ یعنی ایک کی رات دوسرے کے دن میں بنتی ہے یعنی اختلاف کا تعلق صرف زمین سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق آسمان سے مربوط ہے یہ اختلاف اللہ نے دوسری جگہ فرمایا ہے آپ کو پتہ نہیں دن رات میں کیوں اختلاف ہے، زمین کروی ہے یعنی گول شکل ہے، یہ نہیں کہا ہے زمین کروی ہے یعنی دن رات ہم جس طرح سر پے عمامہ باندھتے ہیں دن کو رات کا عمامہ پہناتے ہیں رات کو دن کا عمامہ پہناتے ہیں، سورہ زمر آیت ۵: ﴿خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهارِ وَ يُكَوِّرُ النَّهارَ عَلَى اللَّيْلِ وَ سَخَّرَ

الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفَّارُ ﴾ ''کور'' گھما کے باندھنے کو کہتے ہیں دن رات کس طرح باندھتے ہیں جس طرح ،سل القریہ سے اھل قریہ مراد ہے،اسی طرح دن رات کو باندھنے سے مراد زمین وآسمان کو باندھنا ہے،اسی طرح سے زمین کروی ہے،سورہ حج میں فرماتا ہے یولج الیل فی النھار ویولج النھار فی الیل رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے سورہ حج آیت:۶۱ ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌۢ بَصِيۡرٌ ﴾

یہ چیزیں ہر عام وخاص عالم وجاہل دانش وبے دانش آسانی سے سمجھ سکتے ہیں دن رات کتنی بڑی نعمت ہے اس گراں بہا نعمت سے غافل انسانوں کو اللہ نے قرآن کریم کی چندین آیات میں متنبہ کیا ہے رات تمہارے لئے سکونت واستراحت کے لئے ہے دن تمھارے لئے کسب معاش ،عیش وعشرت زحمت ومشقت کے لئے ہے یہ بات کوئی بھی عالم عوام سے کہے، ایسا ہے یا نہیں؟ سب کہیں گے سچ ہے حق ہے لیکن کبھی سوچا نہیں اتنی بڑی نعمت کیسے بنی ہے کس نے اس کو ترتیب سے بنایا ہے کس نے یہ گھڑی بنائی ہے جاہل تو چھوڑیں بہت سے عالموں نے یہ نہیں سوچا ہوگا بلکہ عالموں کے بھی ذہن میں نہیں آیا ہوگا یہ کیسے بنتا ہے سولہویں صدی میلادی تک لوگوں کو پتہ نہیں تھا لوگوں نے کبھی محسوس نہیں کیا کہ زمین گردش کر رہی ہے۔

۱۔ایک یہ ہے کہ لیل ونہار انسان کے لئے ایک بیش بہا نعمت ہیں اگر یہ دونوں نہ ہوتے یا دونوں میں سے ایک نہ ہوتا تو کیا ہوتا، روئے زمین جہنم بن جاتا جب یہ دونوں ایک نعمت ہیں تو یہ نعمت کیسے بنتی ہیں کون بناتا ہے؟ یہ سمجھنا ہے بعض کرات سورج کے مقابل میں ہیں دوسری طرف کبھی سورج نہیں پڑتا ہے جیسے چاند میں نہار نہیں ہے رات نہیں ہے اگر ہماری زمین بھی ایسی ہوتی تو ہم یہاں زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے اگر رات نہ ہوتی یا صرف رات ہوتی دن نہ ہوتا، اگر سارا دن ہوتا تو حرارت سے جل جاتے لیکن اللہ نے ایک حصہ سورج کے مقابل میں دوسرا حصہ پشت پر رکھا ہے یہ بھی اپنی گردش کی وجہ سے ہے ہر چپہ ہر قطعہ سورج کے مقابلے میں ہوتا ہے دوسرا حصہ سورج کی پشت پر ہوتا ہے یہاں سے جو سورج کے سامنے ہوتا ہے وہاں نہار ہوتا ہے جو سورج کی پشت پر ہے وہاں لیل ہوتی ہے یہاں سے زمین کا اپنے گرد گردش ہونے سے ہر ٹکڑا ایک دفعہ سورج کے گرد اور ایک حصہ سورج کی پشت پر ہوتا ہے جو سورج کے مقابل میں ہوتا ہے وہاں نہار ہوتا ہے جو سورج کی پشت پر ہوتا ہے وہاں لیل ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زمین کروی ہے۔

۲۔دوسرا سوال یہ ہے کہ سال بھر میں کبھی گرمی کبھی سردی کبھی معتدل موسم ، یہ کیسے ہوتا ہے زمین کی دو قسم کی گردش

ہے ایک گردش کا نام محوری ہے زمین اپنے گرد گردش کرتی ہے تو زمین کا ایک نکتہ سے دوسرے نکتے تک پہنچنے سے ایک حصے میں رات ایک حصے میں دن ہوتا ہے ایک دفعہ اپنے گرد گردش کرنے سے ایک دن بنتا ہے اس کا ایک مدار ہوتا ہے دائری گردش میں زمین سورج کے گرد ۹۳ ملیون کلومیٹر طے کرتی ہے تو سورج کے گرد ایک چکر پورا ہوتا ہے زمین ۶۷ ہزار میل ایک گھنٹے میں طے کرتی ہے زمین کی سورج کے گرد ۳۶۵ دن ساڑھے سات گھنٹے طے کرنے سے ایک گردش پوری ہوتی ہے اس سے ایک سال بنتا ہے۔

جب ایک دَور پورا ہو جائے تو کہتے ہیں ایک سال ہو گیا، اس کا معنی ۶۰۰ ملیون میل کا سفر طے ہوتا ہے اب آتے ہیں چار فصل کہاں سے نکلتے ہیں؟ ایک سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں ۳ ضرب ۴ مساوی ۱۲ ہوتا ہے لہٰذا آپ کے پاس چار فصل ہو گئے۔ اس زمین کی گردش میں زمین منازل صیف یعنی گرمی کے علاقے میں تین مہینے رہتی ہے یعنی طے کرنے میں تین مہینے لگتے ہیں گرمی کے مہینے ختم ہونے کے بعد ظریف شروع ہوتا ہے پھر سردی یعنی شتا کا موسم شروع ہوتا ہے کسی بھی جگہ سست رفتار یا اکائی نہیں ہوتی، طے کرنے کی رفتار ایک جیسی ہوتی ہے چنانچہ اس گردش کے بارے میں سورہ آل عمران آیت: ۲۷ ﴿تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهارِ وَ تُولِجُ النَّهارَ فِي اللَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشاءُ بِغَيْرِ حِساب﴾ سورہ اعراف آیت: ۵۴ ﴿ ثُمَّ اسْتَوى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثاً وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُومَ مُسَخَّراتٍ بِأَمْرِهِ ﴾ گویا رات دن کے پیچھے جا رہی ہے جاتے جاتے رات پیچھے جا رہی ہے آگے نہار سے قریب ہوتی ہے۔

غُلبت الروم روم پست ترین زمین پر شکست کھا گئے یہاں دو خبریں ہیں ایک پست ترین جگہ پر روم کو شکست ہوئی دوسری یہ خبر ہے کہ روم کو جلد ہی فتح ہو گی روم اور فارس میں ایک جنگ ۶۱۰ء کو بحر میت منطقہ از روعات بیت المقدس میں ہوئی جو کسی کو پتہ نہیں تھا کہ سطح زمین سے کم سطح پر سب سے پست دریا سے صرف ۴۰۰ میٹر اُوپر ہے دوسرا کہاں ہے چند سال میں دوبارہ مسیحیوں کو فتح ہو گی یہ فتح ۶۲۴ء کو ہوئی جو جنگ بدر کے موقع پر روم اور فارس کے جنگ میں روم کو فتح ہوئی اس میں دو لفظ ہیں ادنیٰ الارض، ادنیٰ لفظ کے دو معنی ہیں ایک قریب کے لئے ہوتا ہے دوسرا پست کے لئے ہوتا ہے یہاں اشارہ ہے پست جگہ پر ہے دوسرا لفظ لفظ بضع ہے بضع پانچ اور سات کے درمیان ہوتا ہے یعنی دس سے کم کہتے ہیں زمین کروی ہے یعنی گول ہے تو زمین کرّہ ہے سورہ نازعات آیت ۳۰ ﴿وَ الْأَرْضَ بَعْدَ ذلِكَ دَحاها ﴾ ہم نے اس زمین کو دحو کیا دحو شتر مرغ کے انڈے کو کہتے ہیں یعنی زمین انڈے کی شکل میں ہے۔

سورہ حج آیت ۲۷ ﴿وَ أَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجالاً وَ عَلى كُلِّ ضامِرٍ يَأْتينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَميقٍ﴾ من کل فج عمیق گہرائی ہے اگر طول میں ہوتو فج بعید کہتا ہے اگر گہرائی میں ہوتو فج عمیق کہتے ہیں اسی لئے حج کو آنے والے تمام دنیا والے کو فج عمیق سے آنے کا کہا ہے۔

۳۔سورہ زمر آیت:۵ ﴿خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهارِ وَ يُكَوِّرُ النَّهارَ عَلَى اللَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَجْري لِأَجَلٍ مُسَمًّى أَلا هُوَ الْعَزيزُ الْغَفَّارُ﴾ ایک کو ایک چلا رہا ہے یہ آیت بھی دلیل ہے کہ زمین کروی ہے۔

۴۔سورہ فرقان آیت:۶۲ ﴿وَ هُوَ الَّذي جَعَلَ اللَّيْلَ وَ النَّهارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرادَ شُكُوراً﴾ جس نے لیل ونہار کو ایک دوسرے کی پشت پر لگایا۔

۵۔سورہ یٰسین آیت:۴۰ ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْبَغي لَها أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لاَ اللَّيْلُ سابِقُ النَّهارِ وَ كُلٌّ في فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾ یہ بھی ان آیات میں سے ہیں کہ زمین کروی ہے۔

۲۔زمین گردش میں ہے ساکن نہیں حرکت میں ہے سورہ نمل آیت:۸۸ ﴿أَ لَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فيهِ وَ النَّهارَ مُبْصِراً إِنَّ في ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾

۳۔زمین اپنی طرف کشش رکھتی ہے سورہ مرسلات آیت ۲۶،۲۵ ﴿أَ لَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفاتاً﴾ ﴿أَحْياءً وَ أَمْواتاً﴾ کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا۔تمھارے زندوں اور مُردوں کی۔

یک از معجزات علمی قرآن زمین کے مشارق ومغارب ہیں اس سے زمین کا گروی ہونا ثابت ہوتا ہے اعجاز علمی جلد اص ۱۵۹ پر آیا ہے قدیم ایّام سے بشر کے لئے پیش ہونے والے مظاہر میں سے ایک مظہر شروق وغروب شمسی ہے قرآن کریم میں شروق وغروب شمسی کے لئے تین صیغے آئے ہیں ۱۔صیغہ مفرد ۲۔صیغہ تثنیہ ۳۔صیغہ جمع آئے ہیں سورہ مزمل آیت:۹ ﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لا إِلهَ إِلاَّ هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكيلاً﴾ صورت مفرد میں آیا ہے سورہ رحمٰن آیت:۱۷ میں صورت تثنیہ میں آیا ہے ﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ سورہ معارج آیت:۴۰ ﴿فَلا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشارِقِ وَ الْمَغارِبِ إِنَّا لَقادِرُونَ﴾ اس میں صورت جمع میں آیا ہے مفرد کی صورت میں مشرق ومغرب سمجھنے میں چنداں مشکل وپیچیدہ نظر نہیں آتا ہے ہر شخص ۲۴ گھنٹے میں دیکھتا ہے کہ سورج ایک طرف طلوع ہوتا ہے دوسری طرف غروب ہوتا ہے ایک طرف مشرق اور ایک طرف مغرب ہوتا ہے

دو مشرق اور دو مغرب کیا ہیں؟ جس کے لئے تفسیر کی ہے مشرق شتی مشرق بہار موسم سرما موسم گرما دونوں کے مشرق

الگ ہیں دونوں کے مغرب الگ ہیں ۔

۳۔تیسری صورت جمع میں مشارق ومغارب زمین کے ہر چپے چپے میں رات ختم ہوتی ہے دن شروع ہوتا ہے دن ختم ہوتا ہے رات شروع ہوتی ہے اسی طرح سے رات دن کا فرق ہر جگہ ہے یہاں سے واضح ہوتا ہے زمین کا چپہ چپہ زمین والوں کے لئے ہر ایک کے لئے مشرق ومغرب ہے۔

لیکن اس کا محیّر العقول نافذ نظام ہر جگہ حاکم ہے کائنات میں موجود نظام اپنی کم وکیفیت میں دونوں حوالے سے دہشت آور حیرت آور ہے ہر چیز اپنے اندر منظّم ہے اس پر اکتفاء نہیں بلکہ اس سے باہر جو کائنات ہے وہ بھی اس انسان کے تناسب سے ہے کہ اس انسان کو نقصان نہ پہنچے اس کو ختم نہ کرے کائنات میں نظام ہونے کے بارے میں ایک سلسلہ آیات قرآنی ہے ان آیات کو آیات تقدیر کہتے ہیں کائنات کی ہر چیز کا ایک اندازہ ہے اس کو کب پیدا ہونا ہے کب یہاں سے جانا ہے اس کی اتنی مدت یہاں رہنے کے لوازمات کیا ہیں اس کو اس دنیا میں جینے کیلئے کیا کیا ضروریات ہیں سورہ فرقان آیت :۲اس کائنات میں ہر چیز کی ترکیب کو تناسب سے رکھا ہے مثلاً یہ جو ہوا آپ کے اُوپر ہے طبقہ ہوا یہ آپ کے جینے کے لئے اللہ نے خلق کی ہے اگر یہ ہوا نہ ہوتی تو آپ لمحہ بھر بھی زندہ نہیں رہ سکتے آپ کو سالم رکھنے کے لئے اللہ نے اور کتنی چیزیں رکھی ہیں اس پر بحث کرنے کی ضرورت ہے ہوا کی کیا حیثیت ہے انسان کے جینے کے لئے غذا کی ضرورت ہے اس غذا کے لئے کیا کیا چیزیں بنائی ہیں نباتات حیوانات پیدا کئے ہیں سورہ نحل آیت ۵۶،۶۶،۶۷ ﴿وَ اللَّـهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَحْيا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِها إِنَّ في‏ ذلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ﴾

﴿وَ إِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعامِ لَعِبْرَةً نُسْقيكُمْ مِمَّا في‏ بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَ دَمٍ لَبَناً خالِصاً سائِغاً لِلشَّارِبينَ﴾

﴿وَ مِنْ ثَمَراتِ النَّخيلِ وَ الْأَعْنابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَراً وَ رِزْقاً حَسَناً إِنَّ في‏ ذلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾

سورہ احزاب آیت:۷۲﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمانَةَ عَلَى السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ الْجِبالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَها وَ أَشْفَقْنَ مِنْها وَ حَمَلَهَا الْإِنْسانُ إِنَّهُ كانَ ظَلُوماً جَهُولاً﴾اس میں مفسرین روائی نے بہت جنجال چھوڑا ہے مفسرین اجتہادی نے بھی اپنے اجتہاد کو انہی روایات کی کشتی میں سوار ہو کر اجتہاد کیا ہے ہم نے آسمان وزمین کو اپنی امانت پیش کی تو آسمان وزمین نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا جبکہ انسان نے جہل ونادانی کے طور پر اس کو اٹھالیا انسان کی سنت یہی رہی ہے وہ ہمیشہ اپنے مقاصد سے جاہل اپنے نفس پر ظالم رہا ہے تو یہاں پہلے مرحلے میں یہ سوال آتا ہے یہ امانت جو آسمان وزمین کو پیش کی ہے اور اسی کو دوبارہ انسان کو پیش کیا ہے وہ کونسی امانت؟

ا۔ایک ہی امانت ہے جو آسمان وزمین کو پیش کی گئی ہے یا ایک امانت الگ ہے جو انسان کو پیش کی گئی ہے لہٰذا یہ ایک امانت ہے یا دو ہیں۔

آسمان وزمین فاقد ارادہ ہیں فاقد حق انتخاب ہیں آسمان وزمین مسخر محض ہیں کیا وہ اللہ کے کسی حکم کو رد کر سکتے ہیں جبکہ وہ اس کی استطاعت میں ہیں کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو حکم دے اور وہ کہیں نہیں ہم یہ نہیں کریں گے؟ اللہ نے انسان کو پہلے حکم دیا ہے کہ اس چیز کو جان لے، کہا ہے فاعلم ''**لا اله الّا الله** ''اس جیسی بہت سی آیات ہیں جہل ونادانی میں کیئے گئے اعمال کا حساب نہیں ہوتا سزا نہیں ہوتی ہے اس کے بارے میں آیا ہے'' **رفع عمالا یعلمون** ''،نادانستہ حرکات پر کوئی حکم نہیں ہے وہاں عفو ہے، اگر انسان کوئی چیز نادانستہ طور پر اٹھائے اور اس سے غلطی صادر ہو جائے تو اسے معافی ہے اس کی مذمت نہیں ہوگی ان تین سوالات کو سامنے رکھ کر ان آیات کی کیا تفسیر ہو سکتی ہے قرآن کریم میں آسمان وزمین کائنات اور انسان کو دو الگ مخلوق پیش کیا ہے ایک کو عابد، مسخر، مجبور، نا قابل انکار مخلوق قرار دیا ہے اس کے بس میں نہیں کہ وہ کسی بھی حکم الٰہی کو مسترد کرے۔لیکن انسان کو ہدایت دے کر آزاد چھوڑا ہے کفر کرے یا شکر کرے۔

دلائل ربوبی:

نعمت خلق کے بعد نعمت حیات وبقاء اسی پانی سے ہے اس پانی کے بارے میں اللہ فرماتا ہے سورہ واقعہ آیت ۶۸: ﴿**افریتم الماء الّذی تشربون**﴾۶۹ ﴿**ئأنتمانزلتموہ من المزن أم نحن المنزلون**﴾ یہ جو کچھ گھونٹ پانی جو تم پیتے ہو تم برساتے ہو یا ہم برساتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ پانی اوپر سے آتا ہے تو یہاں یہ سوال آتا ہے کہ کیا واقعاً پانی اوپر سے آتا ہے یا پانی نیچے سے اوپر جاتا ہے پانی نیچے سے اوپر جا کے پھر نیچے آتا ہے، مشاھداتی، نظریاتی، قرآنی بات یہ ہے کہ پانی اوپر سے آتا ہے اس کی دو دلیلیں ہیں'' **هو الّذی انزل من السماء ماء** ''وہ ذات جس نے آسمان سے پانی برسایا ہے۔

دوسرا سورہ واقعہ میں ''المزن'' کہا ہے اس کا مطلب پانی اوپر سے آتا ہے یہ پانی جو اوپر سے آتا ہے ہم جو نیچے والے پانی پیتے ہیں یہ پانی کہاں کہاں ذخیرہ ہوتا ہے؟ کہتے ہیں پانی روئے زمین پر موجود ہر ذی حیات حیوانات، چرند پرند سب کے لئے غذا سے زیادہ اہم ہے یہ ایکسپورٹ مال کی طرح نہیں ہونا چاہئے جو تین دن میں ختم ہو جائے لہٰذا اس زمین میں تین چوتھائی پانی ہے ایک تھائی زمین ہے بعض نے کہا ہے دو تھائی پانی ہے اور ایک تھائی خشکی ہے اب یہ جو پانی اوپر سے ہی آتا ہے یہ کہاں ذخیرہ ہوتا ہے؟ اس کی تقسیم بندی کیا ہے؟

۱۔ جو پانی زمین کے اوپر ہے وہ سورج لگتے ہی بخار بن کے پھر ایک حصہ اوپر جاتا ہے۔
۲۔ دوسرا حصہ جو زمین کے اندر مٹی کے اندر گیا ہے وہ سبزہ جات کی جڑوں کو جاتا ہے۔
۳۔ جو نباتات سے نیچے جاتا ہے وہ کہاں ذخیرہ ہوتا ہے وہ کبھی کنویں کی شکل میں آپ کے لئے ذخیرہ ہوتا ہے کسی جگہ سے پھوٹ کر چشمہ بنتا ہے۔
۴۔ پہاڑوں کے اُوپر جو برف کی شکل بنتا ہے جب سورج کی تپش پڑتی ہے تو وہ گھل کر نیچے آتا ہے وہ انسانوں کے استعمال میں آتا ہے آبیاری کیلئے حوضوں میں جمع ہوتا ہے جو باقی بچ جاتا ہے وہ کہاں جاتا ہے؟ وہ سمندر میں جاتا ہے۔
۵۔ پانی ٹھوس زمین میں بھی جاتا ہے جیسے پہاڑوں میں بہت گہرائی میں پتھروں کے نیچے پانی جاتا ہے وہاں ذخیرہ ہوتا ہے وہاں سے کسی جگہ سے پھوٹ پڑتا ہے، پانی جو بچ جاتا ہے وہ سمندر میں جاتا ہے سمندر میں کس کے فائدے میں ہوتا ہے سمندر میں ایک تو وہاں موجود حیوانات کے لئے ہوتا ہے اس کے اوپر کا جو حصہ ہے وہ پھر بخار بن جاتا ہے ہوا میں اوپر اُٹھ جاتا ہے کہتے ہیں ۱۴۱ ملیون مربع میل زمین پر پانی پھیلا ہوا ہے اس ۱۴۱ ملیون میں سے ۳۶۰ ملیون ہر گھنٹے میں پانی بنتے ہیں یہاں سے جو بخار نکلتا ہے وہ کیا ہوتا ہے؟ وہ بادل ہوتا ہے اس کا ایک قطرہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے جو کہ ایک سو ملی لیٹر کا سواں حصہ بنتا ہے یہ گرم ہوا میں جاتا ہے جب گرم ہوا میں پہنچا ہے تو پانی بنتا ہے تو وہ پانی ہوا پے سوار ہو کر کسی اور جگہ جاتا ہے یہاں سے کہتے ہیں تین دن بعد بارش ہوگی یعنی بادل کی رفتار کے مطابق کہتے ہیں، پھر وہ قطرات کی صورت میں جمع ہوتا ہے پھر بادل کی شکل میں نیچے آتا ہے یہ جو اوپر ہوتا ہے زمین پر گرتا ہے سورج نکلتے ہی دھن کی شکل میں اُوپر جاتا ہے۔
۲۔ جو غمات میں نیچے چلا جاتا ہے وہ نباتات کے لئے جاتا ہے جو دقائق میں جاتا ہے وہ ذخیرہ بنتا ہے جو سالوں میں جاتا ہے وہ سخت پہاڑوں میں جاتا ہے وہاں ایک ذخیرہ بنتا ہے جب یہاں ذخیرہ بنتا ہے تو کبھی پھوٹ کے چشمے بنتے ہیں سورہ زمر آیت ۲۱ ﴿أَ لَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَسَلَكَهُ يَنابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعاً مُخْتَلِفاً أَلْوانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَراهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطاماً إِنَّ فِي ذلِكَ لَذِكْرى‏ لِأُولِي الْأَلْبابِ﴾ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے جو پانی برسایا وہ زمین کے راستوں میں چلایا ہے چشموں میں بنایا ہے پانی ایک مائع ہے جو دو چیزوں سے بنا ہے جسے آکسیجن اور ہائیڈروجن کہتے ہیں۔
کتاب تکوینی کی ایک ضخیم جلد پانی ہے جس سے کائنات کی ہر ذی حیات کی بقاء ہے پانی کے مفردات کیا ہیں

جس سے پانی بنتا ہے پانی کی حیات کے مفردات یہ ہیں۔

۱۔سحاب،۲۔متراکم۳۔رکام۴۔ودق،۵۔مطر

ودق ایک بخار مانند ہے جو بارش کے خلال سے نکلتا ہے جیسا کہ سورہ نور آیت ۴۳ ﴿أَ لَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجي سَحاباً ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكاماً فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلالِهِ وَ يُنَزِّلُ مِنَ السَّماءِ مِنْ جِبالٍ فيها مِنْ بَرَدٍ فَيُصيبُ بِهِ مَنْ يَشاءُ وَ يَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشاءُ يَكادُ سَنا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصارِ ﴾ میں آیا ہے جب فضا صاف ہو جائے تو اس میں ایک دھند ہوتی ہے اسے ودق یا نمی بھی کہتے ہیں۔

رکام مفردات ص۲۲۹ رکام سحاب مرکوم رکام ایک چیز دوسرے چیز پر رکھنے کو کہتے ہیں ثم یجعلہ رکام رکام ریت کو بھی کہتے ہیں۔

زج (یزجی) زجاج حجر شفاف صاف چمکدار پتھر کو کہتے ہیں اسی سے شیشہ کو زجاج کہتے ہیں سورہ نور آیت ۳۵: ﴿اللَّهُ نُورُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكاةٍ فيها مِصْباحٌ الْمِصْباحُ في‏ زُجاجَةٍ الزُّجاجَةُ كَأَنَّها كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لا شَرْقِيَّةٍ وَ لا غَرْبِيَّةٍ يَكادُ زَيْتُها يُضي‏ءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نارٌ نُورٌ عَلى‏ نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشاءُ وَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثالَ لِلنَّاسِ وَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْ‏ءٍ عَليمٌ ﴾ زجاج ایک لوھا ہے جو نیزے کے آخر میں لگاتے ہیں یہاں سے طعن دینا، کسی کو دھکہ دے کر آگے کرنے کو زج کہتے ہیں۔

دریاؤں میں موجود مچھلی ہے، علماء باحثین نے عجائب و غرائب مخلوقات میں سے مچھلی کو قرار دیا ہے۔

وسعت کائنات دائم التوسیع ہے:

یہ سوچنا کہ زمین انسانوں کے لئے چھوٹی پڑ رہی ہے چنانچہ اسی بہانے سے خاندانی منصوبہ بندی چل رہی ہے کبھی کبھار دنیا میں قلت آب کی دھمکی دیتے ہیں یہ سب شریعت اور توحید الوہیت سے انحراف کرنے، دھوکہ دینے اور غفلت میں رکھنے کا پروپیگنڈا ہے سورہ ذاریات میں اللہ فرماتا ہے زمین و آسمان یعنی کائنات دائم التوسیع ہے یہ جامد ثابت و ساکن نہیں ہے۔

اس کی دلیل کتاب اعجاز علمی تألیف سید جمیلی ص۵۷ میں آیا ہے اگر انسان کا تصوری جہاز (طیارہ) ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ایک سیکنڈ میں طے کرتا ہے، تو یہ طیارہ کائنات کے گرد گردش کرے تو اسے ہزار ملیون سال لگ جائیں گے کائنات دائم توسیع ہے ہر دن بڑھ رہی ہے اس کا مشاہدہ یہ ہے کہ اگر ہم صاف بادل سے صاف فضاء

میں طبیعی آنکھ سے دیکھیں تو پانچ ہزار ستارے دیکھیں گے، اگر ہم ایک ٹیلی سکوپ استعمال کریں گے تو ملین ستارے دیکھیں گے کائنات بڑھ رہی ہے ستاروں کی کوئی حد نہیں ہے عالم نباتات جس طرح روئے زمین میں بر اعظموں میں تقسیم ہیں عالم موجودات میں بھی ایک تقسیم ہیں اس تقسیم میں سے ایک تقسیم عالم نباتات ہے کتاب معالم القرآن فی اکوان عالم ص ۲۳۸ پر نباتات کی انواع واقسام ہیں بعض بیج سے، جبکہ بعض خود نکلتے ہیں اور بعض کے پیوند لگتے ہیں ہر ایک کے اجزاء مختلف ہیں ہر ایک کی فضاء وماحول مختلف ہے ایک چیز ایک علاقے میں ہوتی ہے دوسرے علاقے میں اس کی نشو ونما کے لیے ماحول وفضاء ساز گار نہیں ہوتی ہے یہ بھی برودت وحرارت میں تقسیم ہوتے ہیں ہر ایک علاقے کے لئے مختلف نباتات ہیں علم ماہرین نے نباتات کے پیدا ہونے والی جگہوں کی زمین پر تحقیق کی ہے ہر ایک عنصر کا جائزہ لیا ہے وہ کتنے دنوں میں نمو ہوتا ہے میدانوں میں پیدا ہونے والے اور پہاڑوں کی گود میں پیدا ہونے والی سبزیوں پر تحقیق کی ہے ہر ایک کے ثمرات مختلف ہیں اللہ نے نباتات کی اہمیت کو قرآن کریم کی چندین آیات میں فرمایا ہے یٰسین آیت: ۳۳ تا ۳۶ ﴿وَ آيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْناها وَ أَخْرَجْنا مِنْها حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ .۳۳﴾

وَ جَعَلْنا فيها جَنَّاتٍ مِنْ نَخيلٍ وَ أَعْنابٍ وَ فَجَّرْنا فيها مِنَ الْعُيُونِ. ۳۴﴾

﴿لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ وَ ما عَمِلَتْهُ أَيْديهِمْ أَ فَلا يَشْكُرُون. ۳۵﴾

﴿سُبْحانَ الَّذی خَلَقَ الْأَزْواجَ كُلَّها مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لا يَعْلَمُونَ ..۳۶﴾ تک سورہ انعام آیت: ۱۴ ﴿قُلْ أَ غَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فاطِرِ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ هُوَ يُطْعِمُ وَ لا يُطْعَمُ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَ لا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكينَ﴾ نباتات کی انواع واقسام ہیں جن میں سے بعض کو انسان جانتے ہیں یا ان کے تصرف میں ہیں لیکن کثیر نباتات ان کے احاطے سے باہر ہیں بعض انسانوں کے جز بدن ہیں بقائے بدن ہیں اس سے انسان وابستہ ہے بعض انسان کی لذت کے لئے خوش گرائی کے لئے ہیں بعض اس کی امراض کے لئے شفاء ہیں بعض اس کیلیے سایہ فگن ہیں بعض اس کے مال مویشی کے لئے چراگاہ ہیں جن سے انسان لطف اندوز ہوتا ہے۔ کتاب معالم القرآن فی عولم الاکوان میں آیا ہے ان نباتات کا قرآن میں بیان ہوا ہے ،التین ،الزیتون ،العنب ،القضب ،النخل ،البقل ، الرمّان ،الفوم ،العدس ،البصل ،القثاء ،الیقطین ، السدر ،الاثل ،النمط ،الریحان ،الحب ،الات ،الزنجبیل ،الکافور ،الفاکھہ علی اطلاقھا ،وماحوی الاشجار ،النباتات علی اختلافھا من الحدائق والجنات ،والثمر علی اطلاقہ ،الشجرۃ الزقوم۔

قرآن کریم میں ان درختوں کے ثمرات کا ذکر آیا ہے سورہ انعام آیت:۹۹ ﴿وَ هُوَ الَّذی أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخْرَجْنا بِهِ نَباتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنا مِنْهُ خَضِراً نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَراكِباً وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِها قِنْوانٌ دانِيَةٌ وَ جَنَّاتٍ مِنْ أَعْنابٍ وَ الزَّيْتُونَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهاً وَ غَيْرَ مُتَشابِهٍ انْظُرُوا إِلى ثَمَرِهِ إِذا أَثْمَرَ وَ يَنْعِهِ إِنَّ في ذلِكُمْ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُون﴾

عالم نباتات عنوان درشت یا غریب المنظر عجب العجائب آیات حق ہیں جن کے بارے میں سورہ رعد کی آیت:

۴ ﴿وَ فِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُتَجاوِراتٌ وَ جَنَّاتٌ مِنْ أَعْنابٍ وَ زَرْعٌ وَ نَخيلٌ صِنْوانٌ وَ غَيْرُ صِنْوانٍ يُسْقى‏ بِماءٍ واحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَها عَلى‏ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ في‏ ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴾ انعام آیت ۹۹ میں آیا ہے ﴿وَ هُوَ الَّذی أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخْرَجْنا بِهِ نَباتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنا مِنْهُ خَضِراً نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَراكِباً وَ مِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِها قِنْوانٌ دانِيَةٌ وَ جَنَّاتٍ مِنْ أَعْنابٍ وَ الزَّيْتُونَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهاً وَ غَيْرَ مُتَشابِهٍ انْظُرُوا إِلى‏ ثَمَرِهِ إِذا أَثْمَرَ وَ يَنْعِهِ إِنَّ في‏ ذلِكُمْ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴾ یہ آیات بیّنات ہیں الوہیت و ربوبیت و خالقیت اللہ کے لئے ہر ایک اپنی جگہ آیت ہے یہ نباتات اپنی جگہ کیا کیا کردار ادا کرتے ہیں وہ بھی انتہای لطیف عمل ہے، زمین میں آکسیجن کو تعادل میں رکھتے ہیں، اگر آکسیجن کم ہو جائے تو سانس لینے والے موجودات کے لئے جینا مشکل ہو جاتا ہے، یہ انفاس آکسیجن باہر سے لیتے ہیں اور اندر سے کاربن ڈائی آکسائیڈ چھوڑتے ہیں گویا یہ نباتات ہمیں آکسیجن دیتے ہیں اور ہم سے کاربن ڈائی آکسائیڈ لیتے ہیں اس طرح وہ فضاء کو تعادل و توازن میں رکھتے ہیں نباتات کے بارے میں سورہ یٰسین آیت ۳۶ ﴿سُبْحانَ الَّذی خَلَقَ الْأَزْواجَ كُلَّها مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لا يَعْلَمُونَ ﴾ سورہ طٰہٰ آیت:۵۳ ﴿الَّذی جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْداً وَ سَلَكَ لَكُمْ فيها سُبُلاً وَ أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخْرَجْنا بِهِ أَزْواجاً مِنْ نَباتٍ شَتَّى ﴾

سورہ بقرہ آیت:۲۲ ﴿الَّذی جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِراشاً وَ السَّماءَ بِناءً وَ أَنْزَلَ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَراتِ رِزْقاً لَكُمْ فَلا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْداداً وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ سورہ رعد آیت:۳،۴ ﴿وَ هُوَ الَّذی مَدَّ الْأَرْضَ وَ جَعَلَ فيها رَواسِيَ وَ أَنْهاراً وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَراتِ جَعَلَ فيها زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهارَ إِنَّ في‏ ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ..۳﴾ ﴿وَ فِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُتَجاوِراتٌ وَ جَنَّاتٌ مِنْ أَعْنابٍ وَ زَرْعٌ وَ نَخيلٌ صِنْوانٌ وَ غَيْرُ صِنْوانٍ يُسْقى‏ بِماءٍ واحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَها عَلى‏ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ في‏ ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ..۴﴾

نجوم کے بارے میں قدماء کی نظریات:

کتاب نقض نظریات کونیہ ص ۴۵ کائنات کے بارے میں نظریات ھند، یونان کے مفکرین نجوم کا نظریہ بیطلیموس کے نظریئے پر استوار تھا، بیطلیموس مصر میں پیدا ہوئے اسکندریہ میں پڑھا، ۱۰۷ سال میلادی کے بعد وہ فوت ہوا وہ مشرک تھا اللہ، آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تھا بتوں کی پرستش کرتا تھا، علامہ قفتی نے اپنی کتاب تاریخ حکماء میں علم حرکات، نجوم اور اسرار فلک کو بیطلوموس سے منسلک کیا ہے، اس کی ایک کتاب ہے رواہ علم فلکیات نظام فلکی کے نام سے یونانی قدماء کی لکھی ہوئی معلومات ہیں، مسلمان عرب اس کو مجستی کہتے ہیں بیطلیموس کا عقیدہ تھا۔ ستاروں کے انسانی جسم پر اثرات ہوتے ہیں، اس کا کہنا تھا، سورج، چاند، ستارے انسانوں کی عادت وشقاوت میں دخل رکھتے ہیں، بیطلیموس کا نظریہ تھا کہ زمین اپنی جگہ ثابت ومستقر ہے سورج اس کے گرد گردش کرتا ہے۔ مسلمین قاطبہ عقیدہ فلکیات میں تابع نظریہ بیطلیموس ہیں فلکیات کے بارے میں بیطلیموس کے نظریات مجتہدین کے فتویٰ مانند ہیں جن پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

حرارت:

سورہ یٰس آیت ۸۰ ﴿الَّذی جَعَلَ لَکُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ ناراً فَإِذا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ﴾ میں تفسیر طنطاوی ج ۱۷ پر لکھا ہے، نار مصنوع اللہ ہے، جمیل وبھیج ہے محیر افکار ہے نار ہمارے لئے تذکرہ ہے، وسیلہ حیات ہے، مطلع زندگی ہے، عقل کے لئے نور ہے، جسم کے لئے گرم کن ہے، پانی کے لئے موجد ہے، ہوا کو چلانے والی ہے، بادل کو اٹھانے والی ہے، سبزہ جات کو نمود دینے والی ہے، نار میں حرارت ہے اگر نار نہ ہوتی تو بادل نہ ہوتے، ہوا، نار سب سے بڑی نعمت ہیں نار وماء مل کے حیات بناتے ہیں، ان دونوں سے موت بنتی ہے حرارت اعتدال میں رہے تو حیات بخش ہے اعتدال سے نکل جائے تو موت ہے اللہ نے دنیا میں ہر ایک کے لئے مخصوص، محدود حرارت رکھی ہے، جسم حیوان، نبات، جسم انسان میں حرارت کی مقدار معین ہے، اگر رتوبت زیادہ ہو تو زکام آتا ہے۔ ٹھنڈ لگتی ہے اگر حرارت غالب آئے تو سر درد ہوتا ہے، ان میں سے ایک بھی شدت اختیار کرے تو ہلاکت ہو جاتی ہے لہذا حرارت کے ساتھ رطوبت کا ہونا ضروری ہے۔ لہذا سورہ واقعہ ۷۱ تا ۷۳

﴿أَ فَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتی تُورُونَ ... ۷۱﴾

﴿أَ أَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَها أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِؤُنَ .. ۷۲﴾

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۱۱ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

﴿نَحنُ جَعَلْناها تَذْكِرَةً وَ مَتاعاً لِلْمُقْوِينَ ..۷۳﴾

سورہ طہ ۱۰﴿إِذْ رَأى ناراً فَقالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ ناراً لَعَلِّي آتيكُمْ مِنْها بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدىً ﴾ میں نار کے مختلف فوائد کا تذکرہ ہے۔

یہ جو ظاہری حرارت ہے سورج سے ہے ہر قسم کی نار جہاں بھی جلتی ہے اس کی ایک شکل انسان کے نفس کے اندر ہے مثال ہے '' کل امة یفعل و لدھا'' جس طرح اجسام میں حرارت ہے، عقل ونفوس میں بھی حرارت ہوتی ہے وہ معنوی ہے، عقل ونفوس میں جو حرارت ہے زیادہ دوام پذیر ہے جو اجسام میں ہوتی ہے اگر زیادہ ہو تو ہلاکت ہوتی ہے، اسی طرح انسان کے اندر، حسد، غضب، حقد، عبرت، تعصب، عداوت محبت، عشق، کا جذبہ اگر روح پر غالب آجائے تو دردناک عذاب ہے، اگر نار جسم ایک لمحہ کے لئے ختم ہو جائے بند ہو جائے تو موت ہے اسی طرح نفوس میں منفی حرارت ہوتی ہے جو کہ عذاب ہے جس میں خمر، حشیش، افیون ہیں جو شہوات میں اضافہ کرتے ہیں۔

حرارت معنوی بھی ہوتی ہے فرقان ۶۵ ﴿وَ الَّذينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذابَها كانَ غَراماً ﴾، اور حسی بھی ہوتی ہے حرارت حسی اگر معتدل ہے تو یہ متاع ہے یعنی نمو دینے والی ہے، مدبر ہے، مشیر ہے۔ آکسیجن مثل حرارت نباتات میں نمو آور ہوتی ہے۔

نار میں دو چیزیں ہیں ایک نور ہے اور ایک حرارت ہے سورج میں حرارت بھی ہے نور بھی ہے لہٰذا جب سورج طلوع ہوتا ہے تو گرمی بھی ہوتی ہے اور روشنی بھی جبکہ چاند رات کو صرف روشنائی دیتا ہے، گرمائش نہیں ہے، گرمائش اور نور تقریباً لازم وملزوم ہیں حیات کے لئے جہاں نور چاہیے وہاں حرارت بھی ناگزیر ہے لہٰذا بعض لوگ ایک ایسے نور کے تلاش میں ہیں جس میں حرارت نہ ہو چراغوں میں ۹۶ فی صد روشنائی ہوتی ہے اور ۴ فی صد حرارت ہوتی ہے۔ اس زمین کے اندر آگ بھری ہوئی ہے حدیث میں آیا ہے کہ اس میں ایک آگ کا دریا ہے جو جہنم کی آگ سے بنا ہے۔ انسان یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ ہوا کے اوپر سردی اتنی زیادہ ہے کہ اگر ہوا کو نکال دیں تو سب جم جائیں برف ہو جائیں، اگر ہم نئی تحقیقات کے روشنی میں اپنا ایڈریس معین کریں تو ہمارے اوپر ٹھنڈی ہوا ۶۰ کلومیٹر کی رفتار سے چل رہی ہے، نیچے آگ جل رہی ہے گویا سخت ترین گرمی اور سخت ترین سردی کے بیچ میں ہم زندگی گزار رہے ہیں۔

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۱۲ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

لوھا:

براھین الوھیت و ربوبیت میں سے ایک لوہا ہے قرآن میں ایک سورہ سورہ الحدید کے نام سے ہے اس سورے کی آیت ۲۵ میں اللہ نے فرمایا ہے" **و انزلنا حدید فیه باس شدید و منافع لناس**" اللہ نے اس کلمے کا ذکر بعثت انبیاء وانزال کتب کے ساتھ کیا ہے، اللہ نے کیوں حدید جو ایک مادہ جامد، فاقد شعور ہے، اس کو شعور دلانے والے نبی، ضمیر جنجھوڑنے والی کتب کے ساتھ بیان کیا ہے، فی الحال اس بحث کی گنجائش نہیں، یہاں صرف یہ دیکھنا ہے کہ کتاب کیا ہے؟ کتاب اعجاز علمی ص ۱۴۷ میں آیا ہے، عناصر کونیات، قدیم ادوار میں سات عناصر معروف تھے۔

۱۔ذھب ۲۔دضہ ۳۔زیبق ۴۔نحاس ۵۔رساس ۶۔حدید ۷۔قصدیر

لیکن ان عناصر کی طبیعت وترکیب میں منتشر حدید کا حصہ موجود ہے، اس سے بننے والی مصنوعات متعدد ومختلف خواص کی حامل ہوتی ہیں، حرارت کی شدت کا مقابلہ کرنے، مقناطیس جنگی اسلحہ بنانے میں موزوں ہے، تمام صنائع ثقیلہ وخفیفہ حدید سے بنتی ہیں، تمدن وترقی کا ستون حدید ہے، حدید کا جہاں اسلحہ اور ضروریات میں کردار ہے وہاں ذی حیات کے لئے بھی حدید کا کردار ہے، بہت سے مرکبات کی ترکیب میں مادہ حدید استعمال ہوتا ہے، پروٹین، مادہ حیاتیاتی، خون کے ذرات میں بھی حدید ہوتا ہے، انسان کے جسم میں خاص مقدار میں حدید کا ہونا ضروری ہے، اس مقدار میں کمی بیشی سے بہت سی بیماریاں لاحق ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، قرآن جب نازل ہوا تو حدید پہلے موجود تھا، وسیع پیمانے پر، نیزے، زرہ، سپر زراعتی سامان بنتا تھا، حدید کثیر الفائدہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس سے موسوم ایک سورہ کا نام رکھے تو نامناسب نہیں ہوگا، حدید میں طاقت وقدرت اور فوائد ہیں اللہ نے فرمایا" **و انزلنا الحدید**" مفسرین کی عقل نے قبول نہیں کیا تو انھوں نے "انزلنا" کا معنیٰ "خلقنا الحدید" کیا جیسا کہ تفسیر کتاب منتخب ۱۹۹۳ء میں "وانزلنا الحدید" کے معنیٰ "خلق" کیا ہے۔علماء اس کلمے کے مادے کی ترکیب حروفی کے تحت معنیٰ نہیں کر سکے۔

مصر میں تین ہزار قبل میلادی "نحاس" مادے کو فلز سماء کہتے تھے۔مزید وضاحت کی ضرورت ہے؟؟؟؟؟

نقص الارض:

معالم القرآن عوالم الکون ص ۶۰، قرآن میں آیا ہے ہم زمین میں نقص وکمی کرتے ہیں۔سابق زمانے میں زمین

کی شکل وہیئت کیا تھی لوگوں کو پتہ نہیں تھا ان کی معلومات وہی ہوتی ہیں جو ان کی نظروں میں آتی ہیں۔ پہاڑ، وادی، میدان، گڑھے، خشک زمین، پانی ہے، کوئی سفر میں ہے کوئی استقرار میں ہے۔قرآن میں ہے زمین ایک جرم کروی ہے سورہ رعد آیت ۴۱ ﴿أَ وَ لَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُها مِنْ أَطْرافِها وَ اللَّهُ يَحْكُمُ لا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَ هُوَ سَريعُ الْحِسابِ ﴾ میں آیا ہے قرآن نے یہ بات ۱۴۰۰ سال پہلے بتائی ہے جس وقت دنیا میں جہالت تھی، جب بشر نے جدید دور میں زمین کی اطراف میں سیر کی آباد اور غیر آباد علاقوں میں سیر کی، علم جغرافیہ، علم حیات، علم طبعیات، علم الارض، علم جبال، علم حیوان، علم معادن کا انکشاف ہوا تو زمین کے اطراف میں نقص بھی ثابت ہوا، زمین کروی ہے، یہاں سے قرآن کی پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی، یہ قرآن کا معجزہ ہے۔

نہایت کائنات:

کائنات نیستی سے شروع ہوئی ہے نیستی پر ہی اس کا اختتام ہوگا، قرآن کریم میں آیات کثرت سے آئی ہیں، کتاب ظواہر جغرافیہ بین العلم والقرآن ص ۷۱ پر نہایت الکون بین العلم والقرآن کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ آیت بطور واضح بیان کرتی ہیں کہ کائنات کا بھی یہ نقشہ ایک دن لپیٹ لیں گے۔

۱۔سورہ انبیاء آیت ۱۰۴ ﴿يَوْمَ نَطْوِي السَّماءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَما بَدَأْنا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعيدُهُ وَعْداً عَلَيْنا إِنَّا كُنَّا فاعِلينَ ﴾ آسمان کو لپیٹ لیں گے۔

۲۔یہ بھی آسمان سے متعلق ہے سورہ فرقان آیت ۲۵ ﴿وَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّماءُ بِالْغَمامِ وَ نُزِّلَ الْمَلائِكَةُ تَنْزيلاً ﴾

۳۔سورہ حاقہ آیت ۱۶ ﴿وَ انْشَقَّتِ السَّماءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ واهِيَةٌ ﴾

۴۔سورہ نبأ آیت ۱۹ ﴿وَ فُتِحَتِ السَّماءُ فَكانَتْ أَبْواباً ﴾

۴۔سورہ تکویر آیت ۱۱ ﴿

وَ إِذَا السَّماءُ كُشِطَتْ ﴾ انفطار آیت ۱ تا ۳ ﴿إِذَا السَّماءُ انْفَطَرَتْ ﴾

﴿وَ إِذَا الْكَواكِبُ انْتَثَرَتْ ﴾

﴿وَ إِذَا الْبِحارُ فُجِّرَتْ﴾

سورہ انشقاق ۱ تا ۲ ﴿إِذَا السَّماءُ انْشَقَّتْ﴾

﴿وَ أَذِنَتْ لِرَبِّها وَ حُقَّتْ﴾

﴿وَ إِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ﴾
﴿وَ أَلْقَتْ ما فيها وَ تَخَلَّتْ﴾
﴿وَ أَذِنَتْ لِرَبِّها وَ حُقَّتْ ﴾

۵۔سورہ کھف آیت ۴۷ ﴿وَ يَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبالَ وَ تَرَى الْأَرْضَ بارِزَةً وَ حَشَرْناهُمْ فَلَمْ نُغادِرْ مِنْهُمْ أَحَداً ﴾ سورہ احقاف آیت ۳ ﴿ما خَلَقْنَا السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ وَ ما بَيْنَهُما إِلاَّ بِالْحَقِّ وَ أَجَلٍ مُسَمًّى وَ الَّذينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنْذِرُوا مُعْرِضُونَ ﴾

۶۔قیامت کبریٰ کے موقع صور پھونکا جائے گا،سورہ زمر آیت ۶۸ ﴿وَ نُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّماواتِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ إِلاَّ مَنْ شاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فيهِ أُخْرى‏ فَإِذا هُمْ قِيامٌ يَنْظُرُونَ﴾ سورہ نمل آیت ۸۷ ﴿وَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّماواتِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ إِلاَّ مَنْ شاءَ اللَّهُ وَ كُلٌّ أَتَوْهُ داخِرينَ ﴾ سورہ المومنون آیت ۱۰۱ ﴿فَإِذا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلا أَنْسابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَ لا يَتَساءَلُونَ ﴾ یہ آیات بتاتی ہیں کہ کائنات کا جو نظم ہے اس کا دھاگہ ٹوٹ جائے گا جس میں یہ ستارے بندھے ہوئے ہیں یہ سب چیزیں دخان کی صورت میں واپس جائیں گی۔سورہ فصلت آیت ۱۱ ﴿ثُمَّ اسْتَوى‏ إِلَى السَّماءِ وَ هِيَ دُخانٌ فَقالَ لَها وَ لِلْأَرْضِ ائْتِيا طَوْعاً أَوْ كَرْهاً قالَتا أَتَيْنا طائِعينَ ﴾ سورہ دخان آیت ۱۰ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّماءُ بِدُخانٍ مُبينٍ ﴾ زمین کے بارے میں سورہ مزمل آیت ۱۴ ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَ الْجِبالُ وَ كانَتِ الْجِبالُ كَثيباً مَهيلاً ﴾ پہاڑوں کے بارے میں سورہ طٰہٰ آیت ۱۰۵ ﴿وَ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْجِبالِ فَقُلْ يَنْسِفُها رَبِّي نَسْفاً ﴾ سورہ نبأ آیت ۲۰ ﴿وَ سُيِّرَتِ الْجِبالُ فَكانَتْ سَراباً﴾ سورہ قارعہ آیت ۴،۵ ﴿يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَراشِ الْمَبْثُوثِ ﴾

﴿وَ تَكُونُ الْجِبالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ﴾ سورہ تکویر آیت ۱ تا ۶ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾
﴿وَ إِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ﴾
﴿وَ إِذَا الْجِبالُ سُيِّرَتْ ﴾
﴿وَ إِذَا الْعِشارُ عُطِّلَتْ ﴾
﴿وَ إِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ﴾
﴿وَ إِذَا الْبِحارُ سُجِّرَتْ ﴾

ہر چیز فناء ہوجائے گی سوائے وجہ کریم اللہ کے سورہ رحمٰن آیت ۲۶،۲۷ ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْها فانٍ ﴾ ﴿وَ يَبْقى‏ وَجْهُ

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۱۵ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

﴿رَبِّکَ ذُو الۡجَلَالِ وَ الۡاِکۡرَامِ﴾

ذرہ گرچہ علوم طبیعی یا فیزیائی کی جدید ترین اکتشافات میں گنا جاتا ہے لیکن حق وانصاف یہ ہے نظریہ ذرہ سب سے پہلے کشف کرنے والا دیمقراطیس ہے دیمقریطیس اور لیوسپّس انھوں نے یہ نظریہ امبذ قلیس متوفی ۳۹۵ قبل از میلاد گردانتے ہیں انھوں نے کہا ہے کائنات کی اساس ایک ایسی وجود ہے جو جسمانیا تباہر ہے اس کو جسم نہیں کہہ سکتا ہے حواس خمسہ میں بھی نہیں آتا ہے عقل اس کو درک کرتا ہے عالم اشیاء کا برگشت اس ذرات کی طرف ہے یہ حواس کا کہنا ہے ھرقلیطس نے کہا ہے اساس اور جوہر کون دو حقیقت ہے وہ تغیّر تحوّل ہے وہ کہتے تھے کائنات اس کی نظر میں وجود دائمی ثابت نہیں جو نا قابل تغیر وتبدل نہ ہو پورے کون کائنات تحور و تغیر میں ہے وہ ایک لحظہ ایک حالت میں منتقل نہیں ہے ھرقلیطسکا یہ کہنا ہے کون جو ہے ہر لحظہ متغیّر متحوّل ہے اس سے مراد اصل مادہ نہیں ہے بلکہ صورت مادہ ہے مادہ بدلتے رہتے ہیں جو فنا ہوتے دیکھتے ہیں بدلتے دیکھتے ہیں وہ صورت ہے لھذا مادے کو ہم اساس کہتے ہیں اس بنیاد پر فلاسفہ یونان کہتے تھے کائنات اپنی اشکال تغیّرات انواع کے باوجود سب کی برگشت ایک مادے کی طرف جاتا ہے اس ایک مادے کا نام انکسمینس نے ھوا کہا ہے جبکہ طالیس نے اس کو پانی کہا ہے ھرقلیطیس نے اس کو نار کہا ہے جو بھی ہو پانی ہو، ھوا ہو، نار ہو یہ تغیر وتبدل میں ہوتا ہے بطور مثال لھا یہ الکٹرونی پیتل ان کی اصل یا پانی ہے یا ھوا ہے یا آگ ہے اس نظریے کے تحت ممکن ہے پانی پیتل ہو جائے یا لکڑی ہو جائے یا کوئی اور چیز لیکن بارمنیدز کا کہنا ہے جو بھی ہو اس کی اصل وجود اصلی حالت میں ہے اس میں کوئی تغیر نہیں ہے جو بھی تفسیر وتحول آیا ہے وہ ظاہری ہے حقیقت کون ایک ہی مادہ ہے بعض نے کہا یہ کائنات متعدد عناصر سے بنی ہے ایک عمصر سے نہیں پانی مٹی ھوا نار سے محال ہے پانی آگ بن جائے یا آگ مٹی بن جائے آپ کے پاس ایک عناصر ہے بارمنیدز کہتا ہے مادہ کائنات ایک نہیں بلکہ چار ہے علی ایّ حال نظریہ ذرے میں استاد مبتکر مخترع اس کا سہرا دیمقریطسکو جاتی ہے اما مادہ قابل تقسیم ہے اس کا قائل اناک سوچالسنے کہا ہے مادہ لانہایہ تقسیم ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں عناصر اپنی کثرت کے باوجود منہمک ہے جوڑتا ہے پھر ایک دوسرے سے الگ ہوتا ہے ایک دوسرے سے مشابہت رکھتا ہے۔

الحادی مذھب کونسی مذھب ہے وہ لوگ کیا کہتے ہیں کون لوگ ہے کب سے شروع ہوئے ہیں اس وقت کے علماء نے ان الحادیوں کے خلاف کیوں قیام نہیں کیا ایسے اور بھی سوالات کے انبار بنا سکتے ہیں اگر سائلین کا غرض و غایت فقط پالیسی ہو الحاد کے خلاف قیام کرنے کی عزم وارادہ رکھنے والوں کو ایسی مسائل کے دندل میں پھنسا

کے رکھو اگر کسی کو عامۃ المسلمین یا بالخصوص اپنے ملک کی حد تک راستہ الحاد کا کانٹا جلانا ہو اس کو یہ دیکھنا چاہئے اس وقت میں الحاد نظریات جو پھیل رہا ہے یا نہیں مسلمان ملک ملحدین جیتے ہیں یا نہیں اگر ہے تو اس کو چاہئے جہاں سے بھی اس کا استطاعت گنجائش طاقت ہو اس کا قلع قمع کریں الحاد جہاں مغرب میں پھیلا ہے ہمارے ہاں بھی پھیلا ہے گرچہ یکسان نہ ہو مختلف ہو۔

یہ مادی دیالتیکی مادی میکانیکی سے زیادہ شدید نوع کی عداوت دشمنی ادیان سماوی بالخصوص اسلام سے رکھتے ہیں مادی میکاسنیکی انکاری باری تعالیٰ کے بارے میں عدم رؤیت اللہ ازلیت مادہ عدم احتیاج بخالق سے استناد کرتے تھے لیکن مادی جدید جسے مادی دیالتک بھی اس مذھب کے بنیان گزار کارل مارکس نے یہ نظریہ ھیجل سے لیا ہے ھیجل اصل اللہ کو مانتے تھے لیکن تاریخ اور طبیعت وہ دیالتیکی نظریہ اختراع کیا لیکی مارکس اللہ کے بھی منکر ہے بلکہ ادیان سے علانیہ جنگ کا علان کیا ہوا ہے مارکس نے کائنات کے تطور کے بارے میں تین مراحل بتایا ہے

۱۔ قانون تغیر کم سے بکیف یعنی پانی درجہ حرارت کی وجہ گرم ہونا ہے اس کو تغیر کم سے کیف تغیر کہا ہے

۲۔ قانون جرائح اضداد داخل میں جنگ

۳۔ نفی جدلی مارکس میں کے نظریات چندان اہم نہیں جتنا ان کے تشددات خوفناک ہے

یہ سب سے آخری جز ہے اس کے بعد ذرہ بھی شگاف کیا ہے' اس میں تین عناصر بتائے الیکٹران، پروٹان، نیوٹران ہے قرآن کریم نے چودہ سوسال پہلے' ساتویں صدی میلادی کے آغاز میں اس جز کا ذکر قرآن میں کیا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ (آیت لکھنا ہے) یہ نا قابل رؤیت ہے یہ آخرت میں قابل رؤیت بنے گا چنانچہ سورہ نبأ آیت:۳ میں (آیت لکھنا ہے) آسمان وزمین میں ایک ذرہ بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں رہے گا' اس کا مطلب یہ ہے قوت دید بشر سے باہر ہے یا ما فوق دید ہے بلکہ قرآن کریم نے اس سے بھی آگے خبر دی ہے ذرہ سے بھی چھوٹا جز ہے جیسا کہ سورہ سباء کی آیت ۳ میں آیا ہے (آیت لکھنا ہے) اس سے چھوٹا بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے جن علماء نے ذرّات کشف کئے ہیں انھوں نے کہا ہے ذرّات خود چھوٹے اجزاء سے مرکب ہیں اس کے چھوٹے جزء بھی مرکب ہیں پروٹان جزء مثبت ہے الیکٹران جزء منفی ہے ایک اور نیوٹران جز متعادل ہے

قوانین حرکت: مع اللہ فی اسماء ص ۴۸ حرکت اور جزب اس کائنات میں ہر وہ چیز حرکت میں ہے حتی جو چیز ہمیں ساکن نظر آتی ہے علم نے کشف کیا ہے وہ تیز رفتاری کی حرکت میں ہے حتی وہ پتھر جو ظاہری طور پر اسکی

زراعات متحرک نظر نہیں آتا لیکن اسکی زراعات حرکت میں ہے اتنی تیز حرکت میں ہے وہم انسان اسکو سمجھنے اور ادراق کرنے سے عاجز وقاصر رہتا ہے وہ اسکو ساکن دیکھتا ہے یعنی حرکت کو نہیں دیکھتا اور خود چھوٹا ہے اور حرکت تیز ہے اسی طرح ہر چیز جزب انجز اب ہے جب ہم حرکت کی بات کرتے ہیں تو یہ حرکت جاذبیت تمام وجود کو شمولیت میں لیتا ہے جس میں اسکو ہمیشہ ساکن بتاتا ہے جس میں ہمیشہ متحرک پاتا ہے جب تک کوئی طاقت اسکو نارو کے جب سے انسان نے حرکت کو دیکھا سکون کو دیکھا جو چیز ہمیشہ ساکن ہے جب تک کوئی طاقت اسکو حرکت کی طاقت نہ دیدے اسکی یہ صحیح تھی اسی طرح ہر وہ چیز جو حرکت میں ہے وہ حرکت میں رہے گی جب تک کوئی طاقت اسکو ساکن نہ کرے لیکن وہ ساکن ہوتی ہے اس میں غلطی ہوتی ہے ہر وہ چیز جو ساکن ہے سکون میں رہتا ہے ہر وہ متحرک ہے ح رکت میں ہمیشہ رہتا ہے اس انداز میں جب تک کوئی طاقت حرکت میں مداخلت نہ کرے انھیں بعد میں پتا چلا ہے کسی چیز کو حرکت سے کسی کو سکون سے کسی تیزی سے باہر ہوتی ہے۔

سوال۔۲ آسمان وزمین فاقد ارادہ ہیں فاقد حق انتخاب ہیں آسمان وزمین مسخر محض ہیں کیا وہ اللہ کے کسی حکم کو رد کر سکتے ہیں جبکہ وہ اس کی استطاعت میں ہیں کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو حکم دے اور وہ کہیں نہیں ہم یہ نہیں کریں گے؟

۳۔اللہ نے انسان کو پہلے حکم دیا ہے کہ اس چیز کو جان لے، کہا ہے فاعلم الاّ الہ الاّ اللہ اس جیسی بہت سی آیات ہیں جہل ونادانی میں کئے گئے اعمال کا حساب نہیں ہوتا سزا نہیں ہوتی ہے اس کے بارے میں آیا ہے رفع عما لا یعلمون، نادانستہ حرکات پر کوئی حکم نہیں ہے وہاں عفو ہے، اگر انسان کوئی چیز نادانستہ طور پر اٹھائے اور اس سے غلطی صادر ہو جائے تو اسے معافی ہے اس کی مذمت نہیں ہوگی ان تین سوالات کو سامنے رکھ کر ان آیات کی کیا تفسیر ہو سکتی ہے قرآن کریم میں آسمان وزمین کائنات اور انسان کو دو الگ مخلوق پیش کیا ہے ایک کو عابد، مسخر، مجبور، ناقابل انکار مخلوق قرار دیا ہے اس کے بس میں نہیں کہ وہ کسی بھی حکم الٰہی کو مسترد کرے۔

مظاہر افاقی حکم قرآن ہے قل انظرہ اما ذا اتر فی السمیوت

اگر ہم رات کے وقت جب چاند نہین نکلا ہو بعض اجسام زیادہ چمکا تا نظر آتا ہے ان کو کواکب کہتے ہیں اس میں زہرہ مریخ مشتری زحل آتا ہے ان کے علاوہ اور بھی بہت ستارے ہمای سورج مانند نظر آتے ہیں لیکن ہم سے

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۱۸ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

بہت دور ہے یہ ستارے کم اپنی جگہ بدلتے نظر آتے ہیں ہمیشہ یک ثابت نظر نہیں آتے ہیں۔

عناصر اول کونیات کتاب موجہ تاریخ زرخ ص ۸۳ شمارہ ۵

ارسطو کا خیال تھا کونیات چار عناصر سے مرکب ہے تراب، ھوا، نار، ماء اپنی جگہ دو طاقت سے متاثر نظر آتا ہے جاذبیہ اور خفت ھوا اور آگ خفیف ھونے کی وجہ سے اوپر کھچتا ہے مٹی اور پانی نیچے کھینچتا ہے ممکن ہے یہ بھی اجزاء بن گئے ھو یا ہیں۔

کیا اس خائنات کا کوئی خاق بھی ہے ہر کوئی اس سوال کا جواب سننے کا اشتیاق رکھتا ہے یہ سوال اور اس جیسی سوالات بچہ تازہ تکلم کرنے والے اپنے باپ بھای کو تانگ کرتے ہیں ظاہری طور پر ایمان لانے والے اندر دل میں ایمان مستقر نہ ھونے والے بھیسوال کرتے ہیں سابقہ ادوار میں بعض نے سورج چاند و دیگر ستاروں کی پرستش بھی اس بنیاد پر کی ہے بعض نے خالق حقیقی کی پرستش کی ہے۔

ادلہ و براھین وصحیح و بینات بر وجود باری تعالی۔ بعض نے عددالشناس خلائق بعض نے عدد ذرات کونیات کی تعداد بتائی ہے کہ وہ کسی اعداد و شمار میں نہیں آتی ہے جس طرح کائنات توسعہ میں ہے دلائل و براھین توسیع بندی میں ہے بعض علماء نے دلائل کی کثرت نمائی کی توجیہ بیان کرتے ہوئے لکھا انسانوں کی تنوعات کی وجہ سے نہیں بعض عالم ملک شناس بعض ذرات شگاف بعض عالم علوی کے دانشمند بعض عالم سفلی بعض عالم خشکی بعض عالم بحری بعض شہری بعض بدوی بعض انپڑھ ہے نابینا بعض بہرا بعض سمیع بعض عالم بعض معنی و جلدی ہر ایک کے صنف ونوع کے لیے ان کے اپنے زاویہ نگاہ وفھم کے مطابق دلائل موجود ہے ذیل میں ہم ان ذرات قطرات صفحات الناس سے چنائی کر کے چند دلائل پیش کرتے ہیں

برھان نظم وجود باری تعالی پر قائم صحیح و بینات میں ایک محکم ومتعین برھان جو برھان نظم کے نام سے معروف ہے پیش کرتے ہیں یہ دیل مثل ملائکہ متعدد مختلف اشکال میں پیش کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کے مختلف متعدد زاویے ھوتے ہیں منظومہ شمسی کی اپنی نظام ہے اہم شناسی کی اپنی نظام ہے خلیہ شناسی کی اپنی نظام انسان شناسی کی اپنی نظام ہے دلیل نظام پیش کرنے سے پہلے خود کلمہ نظم کے لغوی اور اصطلاحی اور اس کے ارکان وجودی کو پیش کرتے ہیں تا کہ عندالعرض دلیل فھم و ادراک میں سہل و آسان ھو جائیں

علماء لکھتے ہیں النظم ھو عبارہ عن شرائطہ وتعاون بین اجزاء مجموعہ واحدہ لتحقیق ھدف معین بحیث یکون کل جزء فی معقرہ المجھو یالکملا لھا و بحث فقدان کل جزء موجب نعقد ادھدف المجموعہ

اس کی مثال سابق زمانے کی گھڑی سے دیا جاتا ہے فی زمانہ موبائل سے دیا جائے تو زیادہ مناسب ھوگا اصطلاح موبائل کرنے والوں سے پوچھیں اس میں کل کتنی اجزاء بنیادی ھوتے ہیں جن کے فقدان سے موبائل کام کرنا چھوڑتا ہے یا جن میں خرابی سے ایک کام چھوڑتی ہے دلیل کو قرآن بھی صنع دلیل نظام اپنی جگہ تین بنیادوں پر قائم ہے انص کیا ہے کھف ۱۰۸ کبھی تقدیر کیا ہے ہر چیز حساب شدہ آیت جیسے نحل ۸۸ کبھی کلمہ حکیم کہا ہے حکمت کا معنی وقع کل شئی فی موضعہ

۱۔دلیل علت ہے ہر وہ جو دوسروں کے لیے علت ھو

۲۔کل کائنات نظام تنفس پر قائم ہے

۳۔عقل بطور قطعی حکم میں کریں اس میں نظام پایا جاتا ہے

دلیل نظم کائنات میں الھین و مادین میں اختلاف اس میں نہیں ہے کہ کائنات میں نظام نہیں ہے دونوں مانتے ہیں کہ کائنات میں نظام ہے لیکن مادین کہتے ہیں انھیں چونکہ حوادژ کائنات نہیں جانتے تھے تو انہوں نے فرض کیا ان حوادث کے فاعل اللہ تب سے علم نے علل کو کشف کیا ہے تو اللہ فرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے جیسے رعد و برق و سیلاب و بارش کہاں سے کیسے برستے ہیں۔

اختتامیہ۔ختاما لکتاب باب العقائد محمد اللہ حمدا کثیر وشکرہ اجز بلا علی ان نجانی من القریہ کنا فیھا واھلھا ظالمون غاوٴن غالون لا بدینون بدین الاسلام ولا یقیمون حدود بلا من حشرہ الباطنین ویحب وموالی خانین یبقون من المسلمین یقلون مجالس فی قلوبھم ویاکلون اموال الناس ان اسماء وعلاوٴن بطونہا نارا وسوف یریدون منھم وردو انھم اعلا لاسلام واعدا محمد والقرآن واعداء اھلبیت النبی واصحاب انی ومواللاعدا دالاھسلام۔

مراتب و مراحل موجودات۔

۱۔جمادات ۲۔نباتیات ۳۔حیاتیات ۴ انسانیات

انسان جب آفاق کی طرف دیکھتے ہیں تو آفاق میں دو مظاہر نظر آتے ہیں ایک مظاہر جو امدورواکر نظر آتے ہیں جہاں ہے وہاں ساکن ہے کسی قسم کے حرکت نقل تنقل نظر نہیں آتے ہیں یہ خود بھی انواع واقسام نظر آتے ہیں جیسے پہاڑ پتھر مٹی معدن ان میں بعض بے قیمت بے ارزش کوئی لینے والا نہیں ملتے ہیں جمادات کی خاصیت شناخت یہ ہے کہ اس میں حرکت نظر نہیں جب تک کوئی اس کو حرکت نہ دلائیں۔

حیاتیات ۔ بعض انسانی موجودات متحرک نظر آتے ہیں لیکن کبھی اپنی جگہ انواع واقسام ہے نباتات ہے نباتات ایک خاص جہت کی طرف حرکت کرتے ہیں دوسری طرف نہیں کر سکتے ہیں چر ماہی زمین کی نیچے یا عرض سا قین اوپر کی طرف حرکت کرتے ہیں یا کسی جہت کی طرف نباتات میں حیات ہے موت ہے افزاؤ پھل ہے بائستہ مولدہ ہے نباتات اور حیوانات میں اشتراک ہے دونوں غذا لیتے ہیں غذا نہ ملنے کی صورت میں مرجاتے ہیں اس کی مرنے کی صورت کو موت کہتے ہیں دوسری اشتراک میں نمو ہے اس نمو کی بنیاد پر اس حیات کہتے ہیں اسی نباتات کی موت وحیات کی بنیاد پر زمین جامد کو زمین میت کہتیہیں زمین نباتات دار کو زمین حسی کہتے ہیں قرآن میں اس بارے میں آیات ہیں ضرورہ تفذیہ اور نمو میں نباتات حیوانات اور انسان مشترک ہے۔

عالم انفس میں مظاہر مکون کونیات

مظاہر کونیات میں ایک مظہر جلی انسان ہے

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی الوھیت وربوبیت کا اقرار اعتراف کرنے کے لئے نظر بآفاق کے بعد بانفس کی دعوت دی ہے فصلت ۵۳ ﴿سَنُرِيهِمْ آياتِنا فِي الْآفاقِ وَ فِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَ وَ لَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ سورہ ذاریات آیت ۲۱﴿وَ فِي أَنْفُسِكُمْ أَ فَلا تُبْصِرُونَ﴾ میں آیا ہے انسان کے لئے کائنات میں سب سے قریب اس کی ذات ہے لہٰذا خالقِ باری وناظر اور مصور نے اانسان کو دعوت دی ہے کہ اپنی ذات کی طرف نظر کریں تفکر کریں اگر انسان اپنی ذات کی طرف تفکر وتدبر کریں گے تو آیات ربوبیت اسے روشن نظر آئیں گی انوار یقین اس کے لئے روشن ہوں گے شک وریب کی ڈھالیں ناپید ہوں گی ظلمت وجہل ختم ہو جائیں گے، اپنے نفس میں آثار تدبیر نظر آئیں گے گویا دلائل صانع متعال اور اس کی توحید آشکار ہوں گے، یعنی اس نفس کا مدبر ومرشد کون ہے دعوت نظر وتفکر وتدبر مکون کونیات کا اجابت کر کے دیکھیں یہ انسان یہاں کیسے پہونچے کس نے لایا وہ کس چیز سے بنے ہیں اس کی اصل کیا ہے اس کی مھندس کون ہے اس کا معمار کون ہے اس کی مواد تخلیق کیا ہے وہ اس نفس میں دیکھنے سے نظر نہیں آتا ہے لیکن اس کی صانع نے اس کی تمام روئیداد آغاز سے ولادت تک کے مراحل کو اپنی کتاب کریم میں بیان کیا ہے اس میں تلاش کرنا ہوگا۔

انسان فرزند کونیات:

قرآن کریم میں آفاق کے بعد انسانوں کے حقائق بتانے کا ذکر آیا ہے لہٰذا کون اپنے وجود میں مقدم ہے انسان موخر ہے کیونکہ انسان اس کون کا جزء ہے اس کون کے مادے سے بنا ہے، کتاب من الذرۃ الی المجرہ ص ۴۵ پر آیا ہے انسان اس کون کی مٹی سے بنا ہے خود مٹی اس کائنات کے حروف تہجی سے بنی ہے حروف تہجی کونی اب تک '۱۲۶' بتائے ہیں یہ حروف ہائیڈروجن سے شروع ہوتے ہیں، عناصر کا جدول بنانے والے روسی عالم مندلیف نے بتایا ہے، یہ عناصر بذات خود ایک بالکل چھوٹے جزء سے بنے ہیں ان چھوٹے اجزاء کے دس ملیون اجسام صغیرہ کو جمع کریں گے تو ایک ملی میٹر کے مساوی ہوگا، انتہائی صغیر ہونے کی وجہ سے عام مائیکروسکوپ میں نہیں دیکھ سکتے ہیں، ان ذرات سے کل کائنات بنی ہے جس میں ہماری زمین اور اسکا کنبہ، چاند، ستارے اور سورج بنے ہیں۔ جس کی طرف بشر کو اللہ نے متوجہ کیا ہے، دنیا میں آگ پانی کی ضد ہے یکجا جمع نہیں ہوسکتے ہیں لیکن خالق انسان نے اس کو جمع کر کے دکھایا ہے، یسین ۸۰﴿الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ ناراً فَإِذا أَنْتُمْ مِنْهُ

تُوقِدُونَ﴾: واقعہ ۱۷﴿أَ فَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ﴾ میں آیا ہے یہ جو آگ سبز درخت سے نکلتی ہے کس نے نکالی ہے سبز ہونا علامت ہے کہ پانی سے بھرے ہوئے ہیں۔

جو ایک قطرے سے بنا تھا اس میں منظّم و مرتب گوشت مرکب ہڈیاں چھوٹے چھوٹے جوڑ باریک اعصاب سے بندھے ہوئے پائیں گے ایک بچہ کی طرح گہوارے میں بند پائیں گے ایک محکم ڈھال اور کھال میں جمع پائیں گے انسان کے وجود میں تین سو ساٹھ مفاصیل ہیں، بعض چھوٹے، بعض بڑے، بعض کھاڑ، بعض دقیق، بعض گول، بعض مستطیل، بعض جبضی، مستقیم بعض منحنی ہیں اس کے وجود نفسی میں نو دروازے ہیں دو دروازے وہ ہیں جہاں سے سماعت گزرتی ہے بصارت کے لئے دو آنکھیں ہیں، دو دروازے سونگھنے کے لئے ہیں ایک درواز کھانے پینے سانس نکالنے گفتگو کرنے کے لئے بنایا ہے، دو دروازے اندر کے فضلات، کثافت کو نکالنے کے لئے بنائے ہیں، سننے کے دروازوں میں کڑوا پانی رکھا ہے تا کہ حشرات یہاں سے دماغ میں نہ جائیں۔ دیکھنے کے دونوں دروازوں میں نمکین پانی رکھا ہے تا کہ حرارت ختم نہ ہو اس میں موجود چربی کو ختم نہ کرے وہ دروازہ جو کھانے پینے کے لئے ہے وہاں پانی میٹھا رکھا ہے تا کہ کھانے پینے کی چیزوں کے ذائقے محسوس کرئے پسند سے کھائے نفرت نہ ہو، دو چراغ اللہ نے اس کے سر پر باندھے ہیں جو اشرف اعضائے انسان ہیں ان میں جو نور ہے ایک چھوٹے سے گوشت کے ٹکڑے میں رکھا ہے، تا کہ آسمان وزمین اور اس میں موجود مخلوقات کو دیکھیں اس آنکھ کے سات طبقات بنائے ہیں، تین رطوبت کے لئے ہیں جو یک بعد دیگر ہیں بطور حارث اس کے گرد اُوپر نیچے دو مضرع (پلکیں) رکھی ہیں دو پلے والا دروازہ رکھا ہے ان دو دروازوں کے اُوپر بال اُگائے ہیں تا کہ آنکھ کو بچائے اور زینت و جمال بخشے اور اس کے اُوپر دو حاجب رکھے ہیں جو سر سے پیشانی سے آنے والے پسینے کو روکتے ہیں ہر طبقے کی اپنی ذمہ داری رکھی ہے ہر ایک رطوبت کے مقدار الگ ہے ان میں خلل آجائے تو بینائی ختم ہو جائیگی۔ ایک نور جو عدسہ برابر ہے اس میں آسمان وزمین، شمس وقمر، نجوم و جبال، علو و سفلی سب نظر آتا ہے، قوت باصرہ سواد میں ہے بیاض (سفید) اس کے اندر ہے۔

تکون انسان:

تکوّن انسان یعنی جسم انسان کتنی چیزوں سے مرکب ہوتا ہے اس کے اعضاء رئیسہ کتنے ہیں کتاب اسرار کون فی القرآن تألیف سلیمان سعد ص ۲۲۶ پر لکھتے ہیں انسان سات چیزوں سے تکوّن پاتا ہے،

۱۔حزبوں ۲۔جبین ۳۔کروموسوم ۴۔خلیہ ۵۔نسیج ۷۔عضوء

انسان کے ادوار بھی سات ہوتے ہیں۔

۱۔جنین ۲۔طفل ۳۔شباب ۴۔کھل ۵۔شیخ ۶۔میت مردہ ۷۔مبعوث

کتاب اسرار کون۔ص ۱۰۷

انسان کے جسم کے اندر مختلف نوع کے ''۲۴۸'' اجزاء ہیں ان میں سے ایک نوع عظام یعنی ہڈیاں ہیں تفسیر طنطاوی جلد ۲۴ ص ۳۳۷ میں آیا ہے انسان کے جسم میں کل ھڈیاں '۲۴۸' ہیں، عظام رأس، عظام زوج، عظام لحیہ، سر میں ۱۴ ھڈیاں ہیں جوڑ والی چار ہیں یہ دانت کے اُوپر والی ہڈیاں '۱۶' ہیں۔ میخ والی ہڈی ایک ہے داڑھی کے نیچے والی دو ہیں، نیچے والے دانتوں میں '۱۶' ہڈیاں ہیں، کمر کی ہڈیاں ۲۴ ہیں۔

انسان مخلوق نطفہ ہے کتاب الکون والانسان ص ۱۶۵ پر آیا ہے نطفہ انسان کے جسم کے اندر موجود ہے ہر خلیہ کی ایک نواۃ ہوتی ہے اس میں ایسے مواد ہوتے ہیں جو بہت دقیق مرموزی ہوتے ہیں، اس مواد کو جغیات کہتے ہیں صفات وخصوصیاتِ وراثت جنسی عمل کے ذریعے منتقل ہوتے ہیں انسان کے جسم کے اندر موجود ہر خلیہ کے اندر ۴۶ جغیات ہوتی ہیں ہر ایک خلیہ ایک حصہ کے لئے مخصوص ہے:

مکونات میں تکون انسان:

تکوین کونیات میں ظاہری طور پر انسان کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ۱۔جسم ۲۔روح

جسم سے متعلق بحث کرنے والے علوم کو جدید اصطلاح میں علم بائیلوجی کہتے ہیں اس علم میں تمام اعضاء انسان پر بحث کرتے ہیں دوسرا حصہ روح ہے اس ہی نے اس پتلے کو اشرف مخلوقات کے درجہ پر پہنچایا ہے، روح ظاہری طور پر ایسے حصے کو کہتے ہیں جس کے نکلنے کے بعد جسم انسان جلد ہی متعفن ہو جاتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ روح جسم سے نکلنے کے بعد کہاں جاتی ہے، ان سوالات پر متعرض ہونے سے پہلے ہم روح کے معنی لغوی جاننا چاہتے ہیں، صاحب مفردات نے لکھا ہے روح کا معنی کبھی نفس کرتے ہیں لیکن کہتے ہیں نفس روح کا ایک حصہ ہے کل روح نہیں، انسان کے بارے میں کہتے ہیں انسان حیوان تسمیہ نوع باسم الجنس ہے، نفس وہ ہے جس سے حیات پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان جلب منفعت اور دفع ضرر کرتا ہے، روح کے بارے میں علماء کہتے ہیں یہ روح وہی ہے جس کا ذکر سورہ اسراء آیت ۸۵ ﴿وَ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَ ما أُوتِيتُمْ

مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلاً ﴾سورہ حجر آیت ۲۹ ﴿فَإِذا سَوَّيْتُهُ وَ نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ ساجِدِينَ ﴾ میں آیا ہے، صاحب شعراوی سورہ اسراء کی آیت ۸۵ کی تفسیر میں لکھتے ہیں روح کے چند ملاقات ہیں ایک روح جو جسم کو حیات بخشتی ہے سورہ شعراء آیت ۱۹۳ ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴾ روح خالص وحی کے لئے کہا گیا ہے سورہ شوریٰ آیت ۵۲ ﴿وَ كَذلِكَ أَوْحَيْنا إِلَيْكَ رُوحاً مِنْ أَمْرِنا ما كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتابُ وَ لاَ الْإِيمانُ وَ لكِنْ جَعَلْناهُ نُوراً نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشاءُ مِنْ عِبادِنا وَ إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلى صِراطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ کبھی تثبیت والقوۃ کے لئے ہے سورہ مجادلہ آیت ۲۲ ﴿لا تَجِدُ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ يُوادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ لَوْ كانُوا آباءَهُمْ أَوْ أَبْناءَهُمْ أَوْ إِخْوانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمانَ وَ أَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهارُ خالِدِينَ فِيها رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ أُولئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

مراحل تکوین انسان

تلاش آیات حق سبحانہ درعالم انفس میں رہنما انسان قرآن کریم ہے فصلت آیت ۵۳ ذاریات وفی انفسکم افلا تبصرون۔انسان اسم جنس ہے مذکر مونث مفرد تثنیہ جمع سب شامل ہے اس کی دلیل سورہ عصر کی تیسری آیت ہے خلقت انسان کے مراحل و مراتب وجود کا ذکر سورہ حج و مومنون آیت ۱۲ میں آیا ہے پہلے اس کے مراحل کا ذکر کرتے ہیں پھر ہر ایک کی تفصیل بیان کرتے ہیں

۱۔تراب

۲۔طین

۳۔سلالۃ طین

۴۔ماء مھین

۵۔ماء دافق

۶۔نطفہ ہے

۷۔علقہ ہے

۸۔مضغہ ہے
۹۔خلق آخر

۱۔تراب مقاییس ت۔ر۔ب ان تین حروف سے مرکب کلمہ کے دو اصل ہیں اُڑتی مٹی کو کہتے ہیں دوسرا معنی خدن کو کہتے ہیں ساتھی ہم عمر کو کہتے ہیں انسان کی اصل اول جس سے انسان خلق ہوا ہے وہ مٹی سے خلق ہوا ہے بلاواسطہ یا باالواسطہ۔اسی کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے عمران ۵۹، کھف ۳۷، حج ۵، روم ۲، غافر ۶۷۔ حیرت اس بات پر ہے کہ انسان مٹی سے خلق ہوتے ہوئے مٹی سے خلق ہونا محال گردانا ہے ان آیات میں مٹی سے خلق ہونے کو سب انکار حشر گردانا ہے رعد ۵، مومنون ۳۵۔۸۲، نمل ۶۷، صافات ۴۳۔۵۳، ق ۳، واقعہ ۴۷۔

۲۔ماء مقائیس میں صفحہ ۴۹۳ میں آیا ہے موہ: م۔و۔ہ اصل صحیح واحد، و منه يتفرع كلمه، وهى الموه: اصل بناء الماء، س تصغير مويه، قالوا: وهذا دليل على ان الهمزة فى الماء بدل من هاء
انسان سے پانی سے خلق ہوا اس سلسے میں یہ آیات آتی ہے فرقان ۵۴، سجدہ ۸، طارق ۶، مرسلات ۲
ماء کلمہ کے بارے میں مقاییس لکھتے ہیں م۔و۔ہ سے مرکب ہے اور اس سے مشتق اصل کلمہ ماء ہے اس کی تصغیر موئۃ ہے ماء میں الف اس حرف ہ کا بدل ہے۔قرآن کریم میں اس ماء کی دو صفت بیان کی ہے ۱۔ مھین، ۲۔دافق

۳۔نطفہ مقاییس میں صفحہ ۵۶۵ آیا ہے کہ کلمہ نطفہ ن۔ط۔ف سے مرکب ہے اس کلمہ کی دو اصل ہیں احداهما جنس من الحلى والاخر ندوة و بلل ثم يستعار و يتوسع فيه ، فالاول النطف يقال هو اللولو الواحدة نطفه و يقال بل النطف القرطة والاصل الاخر النطفة الماء الصافى یعنی اس کے دو اصل ہیں ایک زیور اور دوسرا صاف وشفاف پانی کا قطرہ لولوموتی کی طرح جیسے صبح کی اوس کا قطرہ یہ کلمہ قرآن کریم کی ان سورہ میں آیا ہے غافر ۶۷، عبس ۱۷، انسان ۲ قیامت ۲ نجم ۴۵ واقعہ ۵۱ نطفہ کی تین صورت ہیں نطفہ مذکر، نطفہ مونث، نطفہ امساج

مٹی کی صفت میں آیا ہے سلالۃ من طین مومنون ۱۲ صاحب مقاییس صفحہ ۵۴۹ میں لکھتے ہیں سل: س۔م و هو مد الشى فى رفق و خفاء کسی چیز کو کسی اور چیز سے آہستہ سے کھینچنے کو کہتے ہیں۔
تراب کتاب تفسیر مراغی تالیف احمد مصطفیٰ مراغی ۶۲ سورہ مومنون آیت بارہ کی تفسیر میں ڈاکٹر احمد محمد کمال سے

نقل کر کے لکھتے ہیں آیت میں کلمہ تراب یا طین سے وہ مادہ اصلی مراد ہے جس سے تمام کائنات منہ از نباتات حیوانات انسان حی مادہ یا عناصر کی ترکیب سے یہ مخلوقات سے بنے ہیں۔انہی عناصر سے خلیہ بنتے ہیں۔ یہ عناصر یہ ہیں ۱۔اوکسیجن ۲۔ ایدروجن ۳۔کربون۴۔ازوت ۵۔کبریت ۶۔فعورے۔کالبوم ۸۔ کلور۹۔الحدید۱۰۔نحاس۱۱۔یود سے بنتے ہیں جب انسان مرجاتا ہے تو یہ ہمارے جسم میں موجود یہ عناصر الگ ہو جاتے ہیں۔

۴۔علق سورہ اقراء میں مراحل تخلیق انسان کو علق بتایا ہے علق ع۔ل۔ق سے مرکب ہے صاحب مقاییس صفحہ ۱۶۷ میں لکھتے ہیں یہ کلمہ اس کے بہت سے فروعات ہوتے ہیں سب کی برگشت ایک معنی ہے وھوا ان يناط الشئى باالشئى العالى پھر اس میں توسعہ آتا ہے علق بہ اذ الذمہ یعنی کسی شئی سے لٹک جانا علق دم جامد جامد خون

علق مرحلہ دوم تخلیق انسان ہے صاحب فرقان لکھتے ہیں علق غیر معلقہ علق دودات الصغیرہ اسی کا جمع علق ہے یہ کسی چیز سے معلق ہوتا ہے ثوب اواجدار رحم منی بحر مواج تھے اس میں لائین ملائین دود ہیں۔سورہ عبس میں آیا ہے من نطفہ خلقہ فقدرہ چنانچہ بعض افراد سے مروی ہے کہ انسان کیسے تکبر کرتا ہے خود اللہ عبس میں فرماتے ہیں قتل الانسان ما اکفرۃ اولۃ نطفہ مذردہ وآخرہ جیفہ قدرہ وھوہ فی بینھما حال قذرہ

حضرت علی سے مروی ہے یتفجر الانسان وقد خرج من موضع البول اسی کی طرف عبس میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ثم السبیل لسدہ اسی دوران اس کو کتنا تمکین قدرت دی ہے اس کو عقل دی تمیز خیر وشر دی ہے ہر امر عاقبت سے آگاہ کیا ثم اماتۃ فاقبرۃ

ثم يقل سبحانه تعالىٰ اقراء باسم ربك الذى خلق ـ خلق الانسان من علق ثم يقل سبحانه الذى خلق من تراب من طين من صلصال لانه انسان ذالك اليوم لم يرى ان اول انسان خلق من تراب انما هو خير

کونیات میں دوسرا عالم نفس ہے اللہ نے اس نفس کو کس طرح بنایا ہے اس کے نظام ساختگی میں اللہ کی کتنی نشانیاں ہیں عالم کونیات والوں کا کہنا ہے جو کچھ عالم آفاقی میں ہے وہ سب اس عالم انفس میں پایا جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیات اس نفس میں پائی جاتی ہیں، ہر ایک کو غور وخوص، دقت وباریکی سے دیکھنا سوچنا چاہئے۔

۱۔انسان کے وجود کا اصل سلطان انسان کا سر ہے اس سر میں اللہ نے کیا کیا چیزیں رکھی ہیں ایک ایک کا جائزہ

لیتے ہیں۔

۲۔ناک پہاڑ مانند چیز ہے جو اللہ نے انسان کے چہرے کے درمیان میں نصب کی ہے یہی ناک ہے جو انسان کے چہرے کو حسن و جمال دیتی ہے اگر یہ نہ ہوتی تو کتنے بدصورت بنتے ،جتنی ناک خوبصورت ہوگی اتنا چہرہ خوبصورت نظر آئے گا یہ اس کی موقعیت ہے لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس میں کیا کیا چیزیں انسان کے لئے حیات بخش رکھی ہیں ان کے بارے میں دیکھتے ہیں۔

ا۔حس شامہ چیزوں کا ادراک بو کے ذریعے کریں انسانوں میں درجات وتفاوت حس پائے جاتے ہیں بدبو اور خوش بو میں تمیز ہوتی ہے،اس قوت شامہ کے ذریعے ضرر رساں وفائدہ مند غذاء ودوا کا حکم صادر کرتے ہیں۔

۲۔استنشاق اس ناک میں دو خانے بنائے ہیں جن سے ٹھنڈی ہوا انسان کھینچتا ہے،ٹھنڈی ہوا وہاں سے دل کو ترسیل کرتا ہے ہوا وجود انسانی کے لئے انتہائی ناگزیر ہونے کی وجہ سے ناک کو ہمیشہ کھلا رکھا ہے اس سے راحت ملتی ہے سکون ملتا ہے، یہاں سے بطور مداوم مسلسل ہوا دل کو سپلائی ہوتی ہے۔

ناک کے اندر خالی جگہ رکھی ہے، بڑا نہیں کیا ہے تاکہ ہوا بہت تند تیز نہ ہو جائے اس کو بہت تنگ بھی نہیں رکھا ہے تاکہ ضروری ہوا اندر نہ جاسکے، یہ خالی جگہ مستطیل رکھی ہے تاکہ ہوا اس میں جاری رہے اور اس کی ٹھنڈک کو کم کرے تیز ٹھنڈی کو کم کرے پھر یہ ہوا دماغ کو بھی فراہم کرتی ہے دماغ زیادہ تیز نہ ہو جائے یہ ہوا جو ناک کے ذریعے لیتے ہیں اس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک حصہ دماغ کو جاتا ہے دوسرا حصہ پھیپھڑوں کو جاتا ہے پھیپھڑے آلات نطق میں سے ہیں تاکہ جو داخلی جگہ ہے جہاں سے وہ ہوا کھینچ کے دماغ کو بھیجتا ہے وہاں سے دماغ میں جو گندی چیزیں ہیں فالتو فضلات ان کو ناک کے خانے میں بھیجتی ہے وہاں سے باہر نکلتی ہے اس سے دماغ کو راحت ملتی ہے سکون ملتا ہے، ناک دماغ سے آنے والے فضلات کو روک کر رکھتی ہے مناسب وقت پر باہر نکالتی ہے۔اس میں دو خانے بنائے ہیں اگر ایک بند ہو جائے یا ایک کے لئے کوئی عارضہ پیش آئے بیماری ہو جائے ہوا جاری نہ ہو سکے سونگھ نہ سکے تو دوسرا عمل کو جاری رکھ سکتا ہے اب بتاؤ یہ نظام کس نے بنایا ہے یہ جو ہوا ناک کے ذریعے پھیپھڑے کو جاتی ہے پھیپھڑے میں جو گرمی ہے اسے کم کرتی ہے پھر دل اور باقی رگوں میں جاتی ہے بدن کے ہر حصے میں جاتی ہے جب یہ ہوا اندر گرم ہوتی ہے اور بے فائدہ ہو جاتی ہے تو پورے بدن سے نکل جاتی ہے۔ جو ہوا پھیپھڑے کی طرف جاتی ہے پھیپھڑے سے حلقوم کی طرف جاتی ہے پھر وہاں سے ناک میں جاتی ہے اور وہاں سے باہر نکل جاتی ہے اور تازہ ہوا اندر داخل ہوتی ہے۔ایک نفس یعنی سانس انسان کے اندر داخل کرنے کے لئے

اللہ نے یہ سارا نظام بنایا ہے، کہتے ہیں یہ جو ہوا ہے ناک کے ذریعے اندر جاتی ہے ۲۴ گھنٹے میں ۲۴ ہزار نفس کھینچتی ہے ہر نفس اللہ کی ایک نعمت ہے۔

فم یا دھانہ:

اس سر میں دوسرا عجائب گھر فم یا دھان ہے اس کے اندر کیا کیا چیزیں رکھی ہیں باب طعام وشراب ہے یہاں سے کھانا پینا اندر جاتا ہے نفس وکلام یہاں سے نکلتا ہے انسان کی خواہشات کی ترجمان زبان ہے نقل علوم کا وسیلہ یہ زبان اس دھان میں ہے دل کی ترجمان و پیغام رساں اس فم میں ہے دل انسان کی مملکت میں بادشاہ ہے، دل حرارت طبیعی سے بھرا ہوا ہے دل میں حرارت ہے، جب ٹھنڈی ہوا اندر داخل ہوتی ہے تو اندر کی ہوا میں اعتدال آتا ہے ایک گھنٹہ وہاں وہ گرم ہوتی ہے جلتی ہے تو دل محتاج ہوتا ہے کہ اس کو باہر نکالے اس کو باہر نکالنے سے نرخرے سے آواز نکلتی ہے پھر زبان، شفتیں، دانت سب حرکت میں آتے ہیں یہ آواز دانت کے اختلاف کی وجہ سے مختلف حروف نکالتی ہے، اللہ ان حروف کی ترکیب بنا کر قلب کا پیغام بناتا ہے۔ اس فم میں اللہ نے لسان کو رکھا ہے جو سب سے زیادہ فائدہ مند سود مند چیز ہے وہ قوۃ ذائقہ ہے دل کے مزاج کو معتدل رکھا ہے اس زبان میں سیدھا، ٹیڑھا کرنے کی گنجائش رکھی ہے، طبیب کو اندازہ ہوتا ہے کہ زبان میں خشونت کتنی ہے صاف کتنی ہے سفید کتنی ہے سرخ کتنی ہے یہ لسان معدے کے حالات بتاتی ہے، دل کتنا صحت مند ہے یا خراب ہے اس کی خبر دیتی ہے، اللہ نے اس زبان کو خالص گوشت سے بنایا ہے، اس میں ہڈی نہیں رگ نہیں تا کہ آسانی سے حرکت کر سکے حرکت کرنے میں مشکل نہ ہو انسان کے وجود میں سب سے زیادہ متحرک عضوء زبان ہے دیگر اعضاء اگر زبان جیسی حرکت کریں تو وہ برداشت نہیں کر سکتے زبان سب سے زیادہ سیدھی اور سب سے زیادہ لطیف ہے، اعضاء انسان میں زبان جو مملکت بدن میں رسول اور بادشاہ کی مانند ہے اس کا مزاج سب سے بہتر اور معتدل ہے۔

زبان پورے منہ میں جہاں گھمائیں گھومتی ہے اگر اس میں ہڈی ہوتی تو حرکت نہیں کر سکتی اس سے کلام بھی نہیں کر سکتے، ذوق بھی نہیں نکلتا اللہ نے زبان تک رسائی کے لئے دو حصار بنائے ہیں ایک دانتوں کے حصار ہے دوسرا فم کا حصار ہے فم کی حرکت اختیاری ہے لسان کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے، اللہ نے آنکھ کو بچانے کے لئے ایک حصار بنایا ہے وہ پلکیں ہیں، کان کے لئے نہیں بنایا کان کو کھلا چھوڑا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زبان کی اہمیت بہت خطیر ہے بڑا مقام ہے زبان کا فم کے اندر ہونے کی مثال دل کی مثال ہے جو صدر میں ہوتا

ہے،لسان فم کے اندر ہوتی ہے،آفات کلام آفات نظر سے زیادہ ہیں اسی طرح آفات نظر آفات سمع سے زیادہ ہیں تو سب سے زیادہ آفات کی زد میں آنے والے کے لئے دو حصار بنائے ہیں متوسط کے لئے ایک حصار بنایا ہے جو سب سے کم ہے اس کے لئے حصار نہیں رکھا ہے آزاد چھوڑا ہے فم کی خصوصیات میں سے ہے کہ جو زیادہ رطوبت والے ہیں یہاں رطوبت اس میں ختم نہیں ہوتی ہے کڑوی نہیں ہوتی ہے جس طرح کان کی رطوبت بہت کڑوی ہوتی ہے نہ گندی ہوتی ہے، ناک کی رطوبت کی طرح گندی نہیں ہوتا ہے زبان کی رطوبت شیریں میٹھی ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ طعام وشراب یہاں سے خلط ہو کے جاتے ہیں کھانے کی چیزیں اندر اس پانی سے امتزاج ومخلوط ہوتی ہیں اگر یہ پانی نہ ہوتا تو انسان کو لذت نہ آتی، جب لذت نہ ہو تو کھانا نہیں کھائیں گے تو ختم ہو جائیں گے بہت سے کھانے کھانا نہیں بنتے جب تک ان کو پکایا نہ جائے اس طرح کھانا چبایا نہ جائے تو ہضم نہیں ہوتا یہاں اللہ نے کٹائی کا بندوبست کیا ہے کاٹنے کا کام دانت کرتے ہیں۔

انف (ناک)

دائرہ معارف جلد ۱ص ۴۳۸ ،انف کی جمع آناف،انوف،آنِف ہے معنائے لغوی انف ہر چیز کی اول کو کہتے ہیں ''سار فی انف النہار'' یعنی دن دھاڑے گیا۔انف بو کھینچنے کے عضو کو کہتے ہیں انسان کے چہرے پر پہاڑ میں کھودی سرنگ کے دھانے جیسا ہوتا ہے، یہ انسان کے اندر پھیپھڑوں تک ہوا کے جانے کا راستہ ہے یہ باہر سے کھلا باب ہے، تفصیل دائرہ معارف کے صفحات پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

نیند وجود باری تعالیٰ نشانی

انسان جب سو جاتا ہے اس وقت وہ وحی ادراک تمیز اشیا کھو جاتا ہے لیکن روح جو مملکت بدن میں حیات کو گردش حیات دیتی باقی رہتی ہے جسم حالت نوم میں بھی متحرک رہتی ہے حتیٰ روح بھی حرکت میں رہتی ہے اب جب موت آجاتی ہے تو وہی غیر سب جام ہو جاتی ہے روح نکل جاتی ہے لھزا انسان کی چار صورت بیداری و نوم وموت ہے سورہ زمر ۴۲۔

نوم ایک حقیقت اور واقیعت سلموسس ہے لیکن اس کی حقیقت کیا ہے کیسے اتی ہے۔کبھی چاہنے والوں کو نہیں آتی ہے کبھی بے اختیاری میں آتی ہے۔نیند جب آتی ہے تو بینائی رک جاتی ہے سماعت رک جاتی ہے نیند طلب خاوش

سے نہیں آتی ہے جب آتی ہے تو غیر عاری حالت میں آتی ہیاس کی راز کیا ہے سرہ روم،سورہ ہود میں اللہ نے اس کو اپنی نشانی بتایا۔

صاحب مصطلحت ثقافہ نے لکھا۔

النوم حالتہ عارضہ للحیوان فیعجز عنا لاحساسات والحرکات الغیر الفراری وغیر ارادی اما احوال بیٹھ جاتی ہے حواس باطنی متحرک رہتے ہیں۔سورہ عم میں نوم کو بطور نعمت استراحت بتایا وفصلنا نومکم سبایا سرہ قصص میں اوقات استرحت سلب ہونے کی عزاب کا یاد دلایا ہے۔نیند ایک نعمت ہے اس کو صبات کیا یعنی قتع کرنے والا یعنی حرکت عمل سے روکنے والا نیند ایک نعمت کی دلیل پر ہے مریض سے پوچھتا ہے نیند آیا ہے یا لی ہے کیونکہ نیند میں الام واداع کا احسا نہیں ہوتا ہے معلوم ہوا الم عضو کو نہیں ہوتا نفس کو ہوتا ہے۔

جسم انسانی میں پانی۔

کتاب بہ من چراہ سگوص ۴۷۶ کہتے ہیں انسان کے بدن میں ۶۰ فی صد پانی ہوتا ہے کہتے ہیں انسان کے بدن میں کتنا پانی ہوتا ہے اگر آپ لیموں سے جوس نکالیں تو اس لیموں میں ۴۰ فی صد باہر نکلتا ہے انسان کے جسم سے پانی نکالین گے ۴۰ فی صد اس میں پانچ لٹر خون کا ہوتا ہے۔یہ پانچ فی صد دل کے توسط سے بدن کے باقی حصوں میں تقسیم ہوتا ہے یہ پانچ لٹر جو آئی ہے وہ پانی ہے وہ پانی ہے جو بدن کے دیگر حصوں کو دھو کر نکلتا ہے۔ انسان کے بدن میں گرمی حرارت کتنا ہیانسان کے بدن میں پانی کہاں سے آنا ہے اگر آپ اصلا پانی نہ پیئں تب بھی بدن میں اتنا پانی ہوتا ہے حتیٰ آپ جو خشک کھانا کھاتے ہیں ایک لیٹر پانی بنتا ہے جو میوہ اور گوشت کھاتے اس سے ۹۰ فی صد باقی ذخیرہ ہوتا ہے ہر انسان روزانہ بطور متوسط ۲ لیٹر پانی بنتا ہے۔ضسامت کے اندر انسانوں میں مختلف ہے بعض ۱۰ لیٹر پانی بنتا ہے ایک لقمہ جو آپ منہ میں چباتے ہیں اس سے پانی لیتا ہے وہ پانی معدے کو دیتا ہے اور پھر انسان کی رگ وحیات وہ پانی خون میں تبدیل ہوتا ہے اگر آپ دن میں بہت پیسا ہو جائے پانی نہ پیئں تب بھی اتنی مقدار پانی جسم میں ہوتا ہے جو اضافی خون ہے وہ معدے میں گردے میں ذخیرہ ہوتا ہے۔

خلق آنکھ کی حکمت دیکھیں یہ آنکھ کیسا شیاء کو آنکھ دیکھتے ہیں اس توضیح تشریح عام انسان کے لیے ناممکن ہے کتاب

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۳۲ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

حکمۃ مخلوقات اور تالیف غزالی ص ۶۸ پر لکھتا ہے آنکھ سات طبقات پر مشتمل ہے ہر طبقہ کی ھیت وصورت دوسرے سے مختلف ہے اگر ان سات میں سے ایک کا فقدان ہو گیا ہے تو سمجھ لیں آنکھ سے دیکھیں ہیں اشغار پلکین ایک قسم کی دروازہ ہے عندالحامیہ کھولتے ہیں ورنہ بند رہتا ہے کھولنے اور بند کرنے میں انتہائی سرعت رکھتا ہے یہ اس لیے خلق کیا ہے تا کہ باہر سے گرد وغبار کو بچایا جائے جو آنکھ کے لیے نقصان دو ہے یہ آنکھ اور صورت کے لیے جال بھی ہے یہ بالیں ایک مقدار خاص تک محدود رکھا ہے زیادہ بھی نہ ہو جو آنکھ کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔

۲۔نم ہو۔

۳۔آنکھ میں جو پانی ہے وہ نمکین رکھا ہے تا کہ جو آنکھ میں پڑھتے ہیں یہاں سے نکل جائیں یہ چہرہ کے لیے خوبصورت ہے آنکھ دربان ہے سرتہ حاقہ ۳۸۔۳۹۔

زبان ودھان اس میں کیا کیا حکمتیں رکھا ہے۔

۱۔دونوں ہونٹ پردہ ہے دھان کے اندر کے لیے یہ بھی اشعار جیسا دروازہ کھولتا ہے بند ہونا ہے عندضرورت کھلتا ہے عندضرورت بند ہوتا ہے۔

۲۔یہ دانتوں کے گوشت پر بھی پردہ ہے دانت جمال وخوبصورتی کے لیے ہے اگر دانت نہ ھوتے تو بدصورت ہوتے ہیں شفعتین ودانت دوعضو تکلم ہے زبان تطیق وتعبیر کے لیے ہے۔

۳۔نعمات طعام کاٹنے کے لیے دانت اس کو کاٹتے ہیں تا کہ حلق سے نیچے اتر جائیں دانت کی تخلیق متعدد اہداف ومقاصد کے لیے خلق ہوا ہے۔

ہم اس وقت عالم انفس میں بحث کر رہا ہے عالم انفس میں خلیہ کشف ہونے سے پہلے انسان کی اکائی بننے میں اس کا قرآن نے مراحل میں مختلف چیزوں کا نام دیا ہے سب سے پہلے مرحلے کا نام تراب کہا ہے، پھر اس کو طین کہا ہے، پھر صلصال کہا ہے۔دوسرے مرحلہ قرآن میں ماء کہا ہے۔اس کے بعد کا مرحلہ اس کو نطفہ کہا ہے۔نطفے میں کتنی خلیہ ہوتا اور کتنے خلیوں سے انسان کا وجود شروع ہوتا ہے۔علماء طب جس میں انسانی پر بحث کرنیوالوں میں اعضاء بدن میں متعدد مختلف اجزاء بیان کیے ہیں

۱۔عزام (ہڈی) بتایا ہے

۲۔عصاب بتایا ہے

۳۔رگ

۴۔لوتھڑا

۵۔نرم گوشت

۶۔سخت گوشت

یہ سب کیسے بنتا ہے ایک خلیہ سے انسان بنتا ہے آخر انسان کامل میں کتنے خلیہ ہوتا ہیاس کشفیات کا نام ہے مکون کائنات کی تلاش، آیا یہ چیزیں جو نطفے سے شروع ہوتا ہے آخر میں اشرف المخلوقات نام لیتا ہے اچانک ہوتا ہے بقیہ ارادہ کے ہوتا ہے یا مکون کائنات کے ارادے سے ہوتا ہے۔

کائنات کی سب سے بڑا کارخانہ ۔

یہ عنوان ایک فصل ہے کتاب العلم یدعو للایمان کا یہ کتاب کریسی موریسون کی تالیف ہے جسے محمود صالح فلکی نے عربی میں ترجمہ کیا ہے کریسی موریسون نیویارک میں ایک علمی درسگاہ کے سرپرست ہیں وہ اس کتاب کے گیرھویں فصل میں لکھتے ہیں علم الفضاء کے بارے میں کتانیں لکھی گئی ہیں اور یہ ہر سال نئے انکشافات ہوتے ہیں اس حوالے سے یہ دو موضوع ہمیشہ جدیدیت اختیار کرتے ہیں اگر ہم اپنے وجود کے اندر موجود کارخانہ ہضم میں غزا کو دیکھیں اس کارخانہ کیمیائی میں نظر دوڑائیں اپنے کھائے جانے والی غذاؤں کو دیکھیں اس میں ہر قسم کا مواد پایا جاتا ہے ہم درک کرتے ہیں کہ یہ ایک عجیب کارخانہ ہے اس میں ہر وہ چیز جو ہم کھاتے ہیں سوائے خود دورے کے اس میں رقسم کے انواع غذا بغیر کسی رعایت کے یہ کارخانہ کس قسم کا ہے دیکھے بغیر کھاتے ہیں سوچتے نہیں ہیں کہ یہاں ہضم ہوگا یا نہیں ہر قسم کا گوشت سبزیات گندم سے بنی غذائیں مچھلی، کباب اور پانی وغیرہ کھاتے ہیں آخر میں شراب روٹی پیاز کھاتے ہیں بعد میں کچھ شہد بھی کھاتے ہیں ان سب سے مخلوط غذا معدے میں جاتے ہیں معدہ اس کو توڑتا ہے اجزاء کیمیا کو نکالتے ہیں فضلہ کو دیکھے بغیر پروٹین میں تبدیل کرتے ہیں پھر اس کو خلیات کے سپرد کرتے ہیں ہضم کے لیے الجیر کبیریت پود ھد یدباقی جتنے بھی مواد ضروری ہیں اجزائے جوہری ضائع نہیں ہوتا ہارمونز پیدا کرتے ہیں حیات کے لیے ضروری تمام اشیاء پیدا کرتے ہیں ہر ایک کی مقدار معلوم ہے اس میں روغنیات میں جمع کرتے ہیں احتیاطی اور بھی مواد ہوتا ہے جو کہ ہنگامی حالات کے لیے استعمال کرتے ہیں جیسے بھوک وغیرہ یہ سب انسان کی فکر انسانی

سے نہیں ہوتا اس معدہ میں کتنا مواد ہوتا ہے ہر وہ چیز جو ہم کھاتے ہیں اس کو گردش دیتے ہیں خود کار نظام سے چلتے ہیں تا کہ ہم زندہ رہیں جب یہ غذا تحلیل ہوتی ہے اور نئی چیز بنتی ہے تو بطور مستقیم و مداون جسم کے اندر موجود یہ خلیہ کو خلیات سے از بر کرتے ہیں ان خلیوں کی تعداد بلین سے زیادہ ہے شید روئے زمین میں موجود انسانی تعداد سے زیادہ ہیں تعجب کی بات ہے یہ غذا جب خلیوں کو ملتا ہے ہر خلیہ کی غذا مختلف ہے اشتباء سے دوسری غذا منتقل نہیں ہوتا ہے ہر خلیہ کے لیے غذا اس تک پہنچا تا ہے ۔بعض خلیات ہدی سے بنتے ہیں بعض ناخن سے بنتے ہیں اور بعض گوشت بعض بال، بعض آنکھ، بعض دانت بنتے ہیں اور یہ خلیہ اپنی مناسب غذا لیتا ہے پس یہاں ایک کیمیائی کارخانہ ہے اتنی مواد پیداوار ہے جتنی اس کی پیداوار ہے فکر بشر سے اخرع شدہ کوئی کارخانہ اس روئے زمین پر نہ ہوگا۔ یہاں نظم تولید ہے نظام نقل دیکھیں وسائل نقل کیا ہے ادارہ تقسیم کیا ہے بشر کے خودساختہ یا بشر کے علم میں موجود اداروں سے مختلف ہے ہر چیز اپنے نظام کے تحت چلتا ہے بچپنے سے پچاس تک خطا نہیں کرتا ہے یہ بطور معاون چلتا ہے مواد ویسی مواد ہے ممکن فی زمانہ اس کی جزئیات ملیون سے زیادہ ہو ان میں سے بعض زہریلے ہیں یہ جو شریان ہیں نالیاں ہیں غذا کی تقسیم کرنے کی آخر میں ضعف کا شکار ہوتی ہیں اور بوڑھا ہو جاتی ہیں اصل غذا جط انسان حاصل کرتا ہے تو یہ خلیہ کو ملتا ہے ہمیشہ ہر خلیہ عمل کرتے ہیں پھر یہ خلیہ جسم کی حرارت کی ذمہ دار ہیں۔

انسان اور حمل امانت:

﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمانَةَ عَلَى السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ الْجِبالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَها وَ أَشْفَقْنَ مِنْها وَ حَمَلَهَا الْإِنْسانُ إِنَّهُ كانَ ظَلُوماً جَهُولاً﴾

جبکہ انسانوں کو اللہ نے ایک مخلوق مختار و آزاد کے طور پر خلق کیا ہے، یہاں سے بہت سے انسانوں نے اللہ کے بہت سے احکام کو مسترد کیا ہے لہٰذا اوامر میں انسان و کائنات ایک دوسرے سے مختلف ہیں کائنات آسمان و زمین انکار نہیں کر سکتے انسان و بشر آزاد و خود مختار ہے یہاں سے واضح ہو جاتا ہے جو امانت اللہ نے پیش کی ہے اس میں دونوں ایک جیسے نہیں ہیں دونوں تحمل امانت میں ایک جیسے نہیں ہیں یہاں سے واضح ہو جاتا ہے جو بھی تفاسیر اس آیت کے بارے میں آئی ہیں ان میں امانت کو ایک ہی قرار دیا گیا ہے آسمان و زمین نے اس کو رد کیا ہے انسان

نے اس کو قبول کیا ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے یہ تفاسیر آیت کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی ہیں۔ منسجم نہیں ہیں۔ لہٰذا اس تفسیر سے مفہوم آیات قرآن واضح نہیں ہوتا ہے گویا یہ تفسیر تفسیر باطنی ہے جو تفسیر ظاہری کے بالکل خلاف ہے جب تفسیر آیت کے بالکل خلاف ہوگی تو اس کو تفسیر قرآن نہیں کہہ سکتے یہ تفسیر باطنی ہی ہوگا۔

۳۔اب رہتا ہے ہمارے پاس مشکلہ کہ جو امانت میں نہیں ہے ہمارے پاس مشکلہا بینا و تحملنا میں ہے۔ ابین مادہ ابی سے انکار کو کہتے ہیں آسمان وزمین نے حمل امانت سے انکار کیا آسمان وزمین نے حمل امانت سے انکار کر کے اپنے کو اللہ کی بندگی کا مظاہرہ کیا اپنے حق میں تعریف وستائش لائی۔

دوسرا لفظ ہے۔

تحملن ہے، حمل کسے کہتے ہیں حمل کے دو مرحلے ہیں حمل امانت اور ادائے امانت، حمل امانت میں کوئی تعریف نہیں اس نے اچھا کیا امانت اٹھایا، امانت میں ادائے امان قابل تعریف ہے ادائے امانت کے مقابل حمل امانت ہے امانت کو اٹھا کے رکھنا آسمان وزمین نے حمل امانت سے انکار کیا یعنی کیا امانت کو ادا کیا اور انسان نے امانت کو اٹھایا اور ادا نہیں کیا تو وہ مذموم قرار پایا یعنی انسان نے امانت کو اٹھایا نہیں یا اٹھا کے ادا کرنے سے انکار کیا ہے، تو انسان کی تین قسمیں ہیں ایک وہ گروہ جس نے امانت قبول نہیں کی، ایک گروہ نے قبول کی ادا نہیں کیا، ایک گروہ نے قبول کی اور امانت کو ادا بھی کیا۔ (حمل امانت کا موضوع ہے)

کائنات مین انسن مہمان خاندان منظومہ شمسی ہے وہ ہماری میزبان ہے حیوانات میں بعض حیوانات بعض دیگر کا غذا ہے لیکن انسانوں کی بقا کے لیے جو غذا کا مکون کو نیات نے اشارہ کیا ہے وہ چار چیز ہے ہوا اور پانی ان دو کو بناتے حاصل کرتے ہیں انسانوں کا کوئی کردار نہیں ان دو میں سے بھی خاص کر ہوا میں کسی بھی قسم کے حرکت وجنبش بھی دیکھانے کی ضرورت نہیں خود بخود وہ آپ کے اندر جاتے ہیں اور نکلتے ہیں اما پانی کو نہروں سے اٹھانے اور اس شامل شیئ کو صاف کی حد تک کا کردار رہتا ہے باقی دو غذ نباتات اور حیوانات ہے نباتات میں کونسی نباتات انسانوں کا غذا ہے یہاں دو نوعیت بعضیت ہے ایک غذا متصل ہے بلا واسطہ ہے دوسرا بالواسطہ ہے بالواسطہ غذا والی نباتات کی حد نہیں ہے جن نباتات حیوانات کھاتے ہیں حیوانات ہماری چوتھی نوع غذا میں بنیاد غذا نباتات ہے اس خوا کیدہ ہو جائے اور بعض سبزی حجات ہے بعض بنیادی غذاؤں میں گندم جو میویات آئے ہیں قرآن کریم انسان کی غذا میں شامل عام ایا ہے اس کا زکر ایا ہے۔

انسان سے متعلق ایک علم کا نام علم تشریح ہے: جو انسان میں پائے جانے کی تشریح وتوضیع کرتے ہیں اس تشریح میں بہت سی عجائب وغرائب سامنے آئے ہیں جس سے عقول اولین آخرین حیرت میں پڑے ہیں بعض اسکو سمجھنے سے قاصر ہوکر رہ گئے ہیں اس میں موجو عجائب غرائب کے پیش نظر اللہ سبحان نے اس آیت میں خطاب کیا ہے (کلمہ تفسر ون سے آیت نکالیں) ہم یہاں اعضاء انسان میں موجود عجائب اسرار کو بیان کریں گے اللہ نے اس جسم کس طرح سے بنایا ہے سب سے پہلا جسم انسان میں موجود عضو اہمیت کے قابل ہے وہ عظام ہے عظام انسانی اخلاط سے بنا ہے یہ ہڈی کیسے بنتی ہے یہ عظام اپنی جگہ دوقسم کے ہیں متشابہ ہے بعض مرکب ہے عظام ایک سخت جسم ہے بدن کا یہ ستون ہے اسی سے رطوبات نشر نکلتا ہے یہاں عضو سے دوسرے تک جاتا ہے زائد بعض اس پر ایک دوسرے سے وقفہ کرتے ہیں دو بعض رخفار کھتے ہیں جیسے گوشت فرقی عظام بعض بدن کیلئے اساس بنیاد ہے جس بدن قائم ہے جیسے ریڑھ کی ہڈی بدن اس پہ کھڑا ہے جس طرح کشتی لکڑی سے بنتی ہے بعض قیاسی ہے یعنی یہ انجن جیسا ہے جیسے عظم یاقوت بعض عظام عریت عظام کو دفعہ کرتے ہیں بعض جسم کو بچانے کیلئے ہوتا ہے بعض عظام بچانے کیلئے حرکت کیلئے ہوتا ہے جس کا اندر خالی ہوتا ہے۔

غضر وف: ص ۲۷۸ غضر وف اسکو کہتے ہیں جو ہڈی جیسا سخت بھی نہیں اور گوشت جیسا نرم بھی نہیں نرم اور نیم کے درمیان ہے یہ ہڈی کے اوپر چڑھتا ہے ہڈی اور اس گوشت کے درمیان ہوتا ہے تا کہ گوشت ہڈی کی سختی سے متاثر نا ہو اسکو درد نا ہو یہ غضر وف جسم میں حرکت میں استعمال ہوتا ہے تیسرا عصب ہوتا ہے عصب ایک جسم نرم ہے یہ دماغ سے نکلتا ہے ایک نہر کی مانند آنکھ سے نکلتا ہے اسکا فائدہ حس وحرکت کو ہوتا ہے اعضا میں موجود مائے کو حرکت دیتا ہے۔

انسان مٹی سے احسن مخلوقات تک کے ادوار: سورہ مبارکہ حج، مومنون، سجدہ، انفطار، آلعمران میں یہ ادوار بتائے ہیں سورہ حج میں اور مومنون میں مٹی قرار دیا ہے اسکے بعد نطفہ قرار دیا ہے کتاب خلق الانسان بین اطب والقرآن ص ۳۶۰ مٹی کے بعد نطفہ، نطفہ کے بعد علقہ، علقہ کے بعد مضغۃ، مضغۃ کے بعد عظام، عظام کے بعد تسویہ وتصویر کامل اور اسکے بعد نفخ روح آٹھ مراحل میں اسکی تحقیق مکمل ہوتی ہے ہر ایک کی تفصیل کریں نطفہ تین چیزوں پر صدق آتا ہے نطفہ منی میں موجود حیوانات کو کہتے ہیں نطفہ انثٰی بویضۃ کو کہتے ہیں تیسرا نطفہ امشاج سورہ انسان میں آیا ہے نطفہ حالت نطفہ سے نکل کر علقہ بننے کیلئے ایک ہفتہ لیتا ہے اسکے بعد یہ علقہ بن

جاتا ہے علقہ نطفے کے بعد دوسرا دور ہے علقہ ساتویں دن سے شروع ہوتا ہے علقہ اس آلت کو کہتے ہیں یہ ایک رحم کی دیوار سے لٹک جانے سے پھر یہ علقہ دو ہفتے لیتا ہے اس دو ہفتے میں وہ بڑھتا جاتا ہے تیسرے ہفے کے بعد یہ تیسرے مرحلے میں داخل ہوتا ہے وہ مضغۃ بن جاتا ہے ساتویں ہفتے کے بعد یعنی پانچویں چھٹے ہفتے کے بعد یہ ڈھانچا اور ہڈی بنتی ہیہڈی بننے کے بعد اگلے مرحلے میں تصویر بنتی ہے جیسا کہ سورہ آلعمران کی آیت میں آیا ہے سورہ اعراف میں آیا ہے سورہ تغابن میں آیا ہے سورہ انفطار میں اور سورہ حشر میں بھی تصویر کا ذکر آیا ہے تصویر بننے کے بعد نفخ روح ہوتی ہے جسکا ذکر سورہ سجدہ کی آیت ۶ اور ۹ میں آیا ہے اسکے بعد نفخ روح ہوتا ہے روح کیلیئے قرآن کریم میں چند مصادیق بیان کیئے ہیں اس کا جامع معنی یہ ہے جس سے حرکت حیات چلتی ہے انسان میں جو حرکت حیات چلتی ہے اسکو روح کہتے ہیں روح جسے انسان دنیا میں زندگی گزارتے ہیں اس کا آغاز ماں کے شکم سے ہوتا ہے اور اسکا اختتام بدن سے اخراج پر ہوتا ہے یہ ایک جوہر ہے جو جسم میں داخل ہوتا ہے جسم میں جب یہ داخل ہوتا ہے تو یہ زندہ ہو جاتا ہے جب اسے کھینچ لیتا ہے تو وہ مردہ ہو جاتا ہے جب اسے اللہ کہتا ہے کن تو زندہ ہو جاتا ہے جب اسے اللہ کہتا ہے مت تو وہ مر جاتا ہے۔

انسان کی تعریف کلام رحمٰن قرآن میں ۔قتور اسراء ۱۰۰، اگر تم اللہ سبحانہ کی خزائن کا مالک ہو بھی جاتے تب ختم ہونے کی ڈر سے خرچ نہیں کرتے خزائن اشیاء فقہ جو گران جحت کو کہتے ہیں کلمہ قتور بخل پر نص کو کہتے ہیں اگر انفاق برنحر روکیں تو اس کو بخل کہتے ہیں اگر اپنے نفس پر خرچ کو روکیں تو اس کو قتور کہتے ہیں اگر ختم نہ ہونے والی دولت ملی کیوں نہ وہ ڈرتے ہیں کیونکہ احساس فقر عدم قرت ایجاد مال انسان کی باطنی احساس جدا ناپذیر صفات میں سے فقر و احتیاج ہو وہاں محتاج اللہ ہوگا۔

مجحول انسان جلد پسند ہے جلد پساندی میں اپنے لیے خیر کی بجائے شر کے لیے دعا کرتے ہیں اس سلسلے میں اسراء ۱۱ ائی ہے انسان شر کا طالب ہوتا ہے شر کو اپنے لیے خیر سمجھتے ہیں اسراء ۱۱ دعا عاجز ناتواں کا خالق کائنات سے طلب کرنے کو کہتے ہیں جیسے ماں باپ کا اپنی اولاد کے خلاف بد دعائیں کرتے ہیں اگر یہ دعائیں قبول ہو جائیں تو اس کی موت ثابت ہوگی چنانچہ سورہ یونس ۱۱ میں آیا ہے اگر اللہ سبحانہ کو لوگوں کی دعاء کو اجابت کرنے میں جلدی کریں تو ان کی اجل آتے چنانچہ بہت سے لوگ اسی موت کی تمنا کرتے یا خودکش کرتے ہیں گویا عذاب دنیا سے آخرت بہتر ہے۔

خصیم انسان کی صفات میں سے ایک خصیم نے خصیم اس کو کہتے ہیں جو انکار حقائق کرتے ہیں خصومت کرتے ہیں

دشمنی عداوت کرتے ہیں وہ بھی ذات باری تعالیٰ سے کرتے ہیں جس نے ان کو خلق کیا ہے انکار کرنا ہے چنانچہ تعجب کی بات ہے دعا ابوحمزہ ثمالی پورا اللہ سے مجادلہ مخاصمہ ہے۔

جھول کلمہ جھول بروزن فصول مبالغہ ہے زیادہ جہالت والے مخلوقات میں سے صفت علم کا حامل انسان کی گردانا جاتا ہے علم کا معنی اپنی حرکات سکنات مطابق علم واگاہ کریں اگر انسان دوسرے انسانوں کے مصالح جاہل رہے اپنے اعزا ئا ولاد سے نہیں ہوتا کیونکہ وہ ان سے الصق آتا ہے اگر اولاد کے مصالح سے جاہل رہے اپنی ذات کے مصالح سے جاہل نہیں ہوسکتا ہے جہالت خواص مصالح دانستہ یا غیر دانستہ انجام دینے کو کہتے ہیں اگر جانتے ہوتے لیکن تم بھی جاہل کہتے ہیں۔

سورہ احزاب ۷۲ میں آیا ہے انسان کی جہالت براخطرناک اسیب اور ہوتا ہے لھذا اللہ انسان کو حیوانات چار پائے کی جہالت بلکہ گدھے سے بھی زیادہ جاھل قرار دیتا ہے کفور اسراء ۸۹ دین ایک دفعہ عوام الناس کے لیے اشکال ایک اعتراض ہوتا ہے لیکن معاند کے لیے جس نے ماننا ہی نہیں ہے وہ آئے دن ایک نیا مسئلہ پیش کرتے ہیں چنانچہ دعوت حضرت محمد میں ایک دن قرآن کو مسخر کیا ایک اللہ کا کلام نہیں کس نے سکھایا ایک قرآن قبول ہے محمد قبول نہیں مانا بھی نہیں ان کے بارے میں یہ ایت آئی ہے۔

مظاہر انفس۔

انسان در قرآن۔

۱۔مخلوق اشرف وافضل ولقد کرمنا بنی ادم

۲۔ظرفیات علمی انسان۔

۳۔اللہ حیی ہے

۴۔عنصر مادی کے علاوہ عنصر سماوی بھی رکھتا ہو وانشاء حلق اخر

۵۔حامل اخلاق ہے

۶۔سکون بیاد اللہ مطمئنہ نفس مطمئنہ

۷۔کائنات اس کے لیے مسخر ہوا۔

۸۔انسان اللہ کی الوھیات کے سامنے خضوع کے لیے خلق ھوا۔

۹۔حیات جاودانی کے لیے خلق

۱۰۔وہ ستمگر مللوسا

۱۱۔ناسپاس کفور

۱۲۔طاغی باغی

۱۳۔عجول

۱۴۔بخاول

۱۵۔حریص

۱۶۔جزو کے ہے

خاصات الانسان:۔

۱۔انسان مین خاصیت جمادی بطور اتم پائی جاتی ہے یعنی انسان بھی حجم وزن جگہ گھیرتا ہے، قانون طبیعت بطور اتم کامل لاگو رہتا ہے یہ قانون جاذبہ کے محکوم ہے۔

۲۔خاصیت نبات پائی جاتی ہے یعنی انسان درخت سبزی جیسا نمو کرتا ہے چھوٹا سا یہ ایک درخت نیم بن جاتا ہے جس کی ایک جڑ ہے شاخ ہیں تنا ہے پتہ ہے۔

۳۔خاصیت حیوان پایا جاتا ہے، حجم جسم وزن کے ساتھ نمو کے بعد حرکت رکھتا ہے غریزہ رکھتا ہے، اکل شرب پیدائش جنسیات رکھتا ہے۔

۴۔خاصیت خاصہ انسان ارادہ ہے۔

مظاہر انفس انسان درقرآن:۔

۱۔مخلوق اشرف وافضل ''ولقد کرمنا بنی آدم''

۲۔ظرفیت علمی انسان

۳۔اللہ۔۔۔ہے۔

۴۔عنصر مادی کے علاوہ عنصر سماوی بھی رکھنا ''وانشا خلقنا۔۔۔''

۵۔حامل اخلاق ہے۔

۶۔مکون۔۔۔۔۔اللہ مطمئنۃ "نفس مطمئنۃ"

۷۔کائنات اس کیلئے مسخر ہوئی۔

۸۔انسان اللہ کی الوہیت کے سامنے خضوع کیلئے خلق ہوا۔

۹۔حیات جاودانی کیلئے خلق ہوا۔

۱۰۔وہ۔۔۔۔ستمگر ملوما،

۱۱۔ناسپاس کفور

۱۲۔طاغی باغی

۱۳۔عجول (یا مجہول)

۱۴۔محاول

۱۵۔حریص

۱۶۔جزے

دلیل انفس:۔

گروہ کتاب الدستور اسلامیہ ص ۲۱۸ گروہ ہمیشہ بطور مدام خون تصفیہ کرتا ہے، گروہ کا وظیفہ خون سے فضلات کا تصفیہ

ہر خلیہ ایک ملیون ونصف ملیون خلیہ رکھتا ہے۔

تین کام کرنا

۱۔خون چوستا ہے ۲ پھینکتا ہے ۳۔تصفیہ

مظاہر انفسی میں انسان

کتاب مقائیس جلد ۱ صفحہ ۷۸ ا۔ن۔س سے مرکب کلمہ اصل واحد یدل علی ظہور الشیء

، و كل شىء خالف طريقة الشىء اذا رائيته ، الانس خلاف الجن ، وسموا لظهورهم يقال آنست الشىء نساء٦ ﴿فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْداً﴾

کائنات انسان کے لئے مسخر کیا ہے لمحہ فکریہ ہے انسان سورج پر مسلط نہیں چاند پر مسلط نہیں فضاء پر مسلط نہیں لیکن انسان کی خدمت کرتا ہے

اذن:۔

عضو معروف حسی ہے جس سے انسان وحیوان دونوں آواز صدائی سماعت کرتے ہیں، انسان کو عنایت کردہ قوات حسی میں سے اہم حس حس سماعت ہے جس کے ذریعہ یک دوسرے کے کلام سنتے ہیں۔ تعلم اس عضو کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ کان ہمیں، گاڑیوں، ہلاکت اور خطرات سے آگاہ کرتے ہیں۔ اذن کے تین اجزا رفیہ رکھتا ہے۔

۱۔ اذن خارجیہ۔ ۲۔ اذن وسطی ۳۔ اذن داخلیہ (موسوعۃ عربیہ عالمیہ ج ۱ ص ۴۳۵)

اذن عضو سماعت ہے آواز وصول کرتا قرآن عام سماعت کیلئے مختلف صیغوں میں پچاس بار تکرار ہوا ہے جبکہ اللہ سبحانہ کیلئے سمیع وعلیم ۳۱ بار۔

سمیع الدعا ۲ بار۔ سمیع بصیر ۸ بار۔

(قرآن میں کلمہ ناس ۲۴۱ بار۔ ملائکہ ۶۸ بار۔ عالمین ۷۳ بار۔ <u>عموع</u> ۳۸۲ بار۔ کلمہ آیات ۳۸۲

قرآن میں علم معرفہ

کلمہ ایمان ۸۸۱ بار

کلمہ علم ۷۸۳ بار معرفہ ۲۹ علم ومعرفت ۸۱۱

سیر درعوالم انفس ۔ یہ کائنات وسیع وعریض ہے انسان جو کہ اس کی دنیا اور بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے اس کے خالق نے اس کی ہر وقت توسیع کا اعلان کیا ہے دانا لموسعوں ایک وہ اس وسیع کائنات میں ایک چھوٹی منظومہ

کی قریہ زمین میں اس کو بسایا کرن سے کہا ہے
سخر لکم مافی السموت والارض وانا کم فی کل ماسالتموہ کیونکہ غرض خلقت کل کائنات آپ ہی ہیں اس کی دلیل یہ ہے اس خالق نے فرمایا ولقد کرمنا بنی ادم علی کثیر شمس خلقنا وہ کونسی فضیلت تھی جس کی بنیاد پر ان کو فضیلت دی ہے یہس اس انسان کی کماھوحقہ شناخت کی ضرورت پڑی چنانچہ فصلت ۳۵ فرمایا میں انسانوں کو اپنی شناخت کرتا رھوں گا کیا انسان نے اللہ شناخت کی ہے بلکہ تنزل ہر انسان نے اپنے آپ کی شناخت کی ہے انسان نے اپنی آپ کو پہچان لیا ہے علماء فلاسفہ حکماء نے انسانوں کی مختلف تعارف کی ہے ہر ایک نے انسان کی ایک زاویے سے تعریف کی ہے کسی نے کہا اسان حیوان ناطق ہے کسی نے کہا ہے مدنی الطبع ہے کسی نے کہا ہے مخلوق سماوی ہے کسی نے کہا مخلوق راقی ہے کسی نے کہا مخلوق مجہول ہے لیکن خالق انسان نے انسان کی تعریف ان کلمات میں کی ہے

۱۔جھول

۲۔کفور عبس ۱۷

۳۔یورس

۴۔فرح ہے

۵۔مختال

۶۔عجول ہے

۷۔ملوم ابراھیم ۳۴

۸ کنتور

۹۔مفعوئج معارج ۱۹

۱۰۔جزوع

۱۱۔مجادل

۱۲۔لاہ

۱۳۔مغرور

۱۴ اکنتو دعادیات ۷

۱۵۔وسواس

۱۶۔متمنی

۱۷منقلب

۱۸۔خصیم نحل ۴

۱۹۔ملانیجیہ

۲۰۔یحب الفجور

۲۱۔یحب المال

۲۲۔چشع

۲۳۔شہوانی عمران ۱۴

۲۴۔فاجریع

۲۵۔شرخواب

۲۷۔عجول انبیاء ۳۷

آفاق نفس :

انسان کی ترقی اور انحطاط وپستی کی کوئی حد نہٰں یہ جس کی شناخت میں عباقر علماء حکماء نفس حیاد۔۔۔سہل وحیران وسرگردان رہے گا، کسی نے کیا انسان قلب مجھول یہ انسان صانع خلعت کرامت رب العالمین تھے، حامل امانت تھے اگر وہ راہ سعادت وکمال طے کرتے تو ملاء اعلیٰ میں ملائکہ کے دریف بن جاتے ۔لیکن اس نے راہ ترقی کوانتخاب نہیں کیا راہ پستی کو انتخاب کیا نقش ملائکہ نقش انبیاء کونہیں اپنایا نقش ابلیس لعین کو اپنایا لہذا قرآن کریم میں زبان رب کریم ورحیم ۔۔۔۔نام بطور انعام جائزہ نہیں لیا بلکہ اسم۔۔۔۔۔

آفاق انفس :

کتاب الآخرۃ والعصل ص ۵ پر اوہام الجاحدین منکرین مبداء وحیات بعث ونشر کا کہنا ہے انسان یہی ہیکل وصورت محبوس ہے جو ہاتھ سے مس ہوتا ہے آنکھ سے دیکھا ہے اس کے علاوہ اور کچھ جیسے عقل روح وغیر نامی کوئی چیز نہیں ہے مثل دیگر اشیاء بناتات میں موجود پانی لکڑی میں موجود آگ زیتون میں موجود روغن ختم ہوتا ہے ۔۔۔۔۔ہے جسم کیتر کیب ختم ہونے کے بعد ختم ہوتا ہے جو چیز باقی رہتا ہے وہی عناصرا ہتا ہے جیسے جسم بنا ہے

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۴۴ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

یہ منطق کسی تجربہ علمی یا عقلی برہانی سے استناد نہیں صرف دعویٰ اور خلاف عقل ہے علماء نے جسم انسان کئی عناصر سے بنی ہے بتایا ہے، لیکن انسان نہیں بنا سکے حتیٰ خلیہ تک نہیں بنا سکے۔ص ۸ پر صاحب کتاب نے لکھا ہے بعض علماء نے کہا ہے انسان کے جسم میں اتنی روغن ہے جسے سات قطعہ صابن بن جائے، کریوں اتنی سات گولی بن جائے فسفورا اتنا ہے ۱۲۰ اثقاب بن جائے ،نمک اتنا ہے۔۔۔کیل بن سکے،۔۔۔۔۔اتنا ہے ایک مرغی کا گھر سفید کر کر سکے، کربیت اتنا ہے، اتنا برغوث یا ردیا جائے جہتے ہیں تزاوج مذکر و مونث سے بنی ہے، آدم صفی اللہ سب سے پہلے انسان کیسے بنے ؟عیسیٰ بن مریم بغیر انتقاء مذکر کیسے بنے کون کہتا ہے کہ انسان مرجاتا ہے تو فناء ہوتا ہے اس کی کیا دلیل ہے؟

خلق آنکھ کی حکمت دیکھیں یہ آنکھ کیسا اشیاء کو آنکھ دیکھتے ہیں اس توضیح تشریح عام انسان کے لیے ناممکن ہے کتاب حکمۃ مخلوقات اور تالیف غزالی ص ۶۸ پر لکھتا ہے آنکھ سات طبقات پر مشتمل ہے ہر طبقہ کی ھیت وصورت دوسرے سے مختلف ہے اگر ان سات میں سے ایک کا فقدان ہو گیا ہے تو سمجھ لیں آنکھ سے دیکھیں ہیں اشغار پلکین ایک قسم کی دروازہ ہے عندالحامیہ کھولتے ہیں ورنہ بند رہتا ہے کھولنے اور بند کرنے میں انتہائی سرعت رکھتا ہے یہ اس لیے خلق کیا ہے تا کہ باہر سے گرد وغبار کو بچایا جائے جو آنکھ کے لیے نقصان دو ہے یہ آنکھ اور صورت کے لیے جال بھی ہے یہ بالیں ایک مقدار خاص تک محدود رکھا ہے زیادہ بھی نہ ہو جو آنکھ کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔

۲۔نم ہو۔

۳۔آنکھ میں جو پانی ہے وہ نمکین رکھا ہے تا کہ جو آنکھ میں پڑھتے ہیں یہاں سے نکل جائیں یہ چہرہ کے لیے خوبصورت ہے آنکھ دربان ہے سرتہ حاقہ ۳۸۔۳۹۔

زبان ودھان اس میں کیا کیا حکمتیں رکھا ہے۔

۱۔دونوں ہونٹ پردہ ہے دھان کے اندر کے لیے یہ بھی اشعار جیسا دروازہ کھولتا ہے بند ہونا ہے عندضرورت کھلتا ہے عندضرورت بند ہوتا ہے۔

۲۔یہ دانتوں کے گوشت پر بھی پردہ ہے دانت جمال وخوبصورتی کے لیے ہے اگر دانت نہ ھوتے تو بدصورت ہوتے ہیں شفعتین ودانت دو عضو تکلم ہے زبان تطبیق وتعبیر کے لیے ہے۔

۳۔نعمات طعام کاٹنے کے لیے دانت اس کو کاٹتے ہیں تا کہ حلق سے نیچے اتر جائیں دانت کی تخلیق متعدد اہداف

ومقاصد کے لیے خلق ہوا ہے۔

قلب:۔

موسوعۃ عربیہ عالمیہ ج ۱۸ص ۱۲۶۹ ''لقلب عضو عفل'' ہر انسان کے دل اس کے ہاتھ یا پنجہ میں آتا ہے اتنا اس کا حجم ہوتا ہے اما اس کا وزن طفل مولود کے وزن ۲۰ گرام بتاتے ہیں۔انسان کامل نمو کا وزن ۲۵۰ سے ۳۵۰ گرام ہوتا ہے اس کے جائے وقوع سینے کے درمیان میں ہوتی ہے اس کا کام جسم انسان کو خون کی سپلائی کرنا ہوتا ہے، ہر منٹ میں جتنی ضرورت جسم کیلئے معین ہے وہ مہیا کرتا ہے، سالہائے دراز گزرے انسان کو پتہ نہیں تھا کہ دل بھی مریض ہوتا ہے دل کے بھی مرض ہوتے ہیں لیکن ۱۹۷۰ء میں یہ کشف ہوا پھر امراض قلب کی تشخیص ہوئی پھر علاج وآپریشن اور ادویہ کی تحقیق شروع ہوئی۔

قلب دائرہ فرید وجدی ج ۷ ص ۹۰۸ پر لکھتے ہیں عضو مجوف سینہ کے بائیں طرف واقع ہے مخروطی شکل ہے جائے وقوع الٹا ہے جو جڑ بنیاد ہے وہ اوپر سے نیچے کی طرف ہے دائیں سے بائیں طرف موڑا ہوا ہے اوپر کا حصہ چھوٹا نیچے کا حصہ بڑا ہے۔

دم

دائرۃ المعارف وجد میں ج ۴ ص ۱۶۶ **الدم مرکب من سائل عدیم اللون شفاف سالج فیه عدد عظیم من کرات محمرة اللون تسمی بالکرت الحمراء هذا الکرات فی الانسان و اکثر الحیوانات الثدیه فی هیه قرح منفتج فطرها بند من الملیمر و یوجب فی الدم عداه الکرات کرات بیضاء اخری'**

النفس :

نفس مقائیس ج ۲ ص ۴۶۰

ن ف س اس کا ایک ہی مادہ اور ایک ہی اصل ہے

یدل علی خروج النسیم کیف کان ، من ریح او غیر ها والیه یرجع فروعه. منه التنفس : خروج النسیم من الجوف ، و نفس الله کربته ، و ذلک ان فی خروج النسیم روحا وراحة

، و النفس : کل شیء یفرج به عن مکروب ،
کسی ہوا کے خروج کو کہتے ہیں تمام معانی جو بیان کرتے ہیں سب کی برگشت اس طرف ہے یہاں سے کہتے ہیں تنفس، کسی خالی جگہ سے ہوا نکلنا،

کلمہ انفس کیلئے کتاب وجوہ والنظائر دامغانی صفحہ ۴۴۹ پر لکھتے ہیں اس کے دس مصادیق ہیں

انفس، دلوں کو کہتے ہیں قلوب جیسا کہ سورہ نجم:۲۳ میں آیا ﴿وَ ما تَهوَى الْأَنفُسُ﴾ یعنی قلب اور یوسف:۵۳ ﴿وَ ما أُبَرِّءُ نَفْسی﴾ یعنی قلبی ﴿إِنَّ النَّفْس﴾ یعنی القلب ﴿لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوء﴾ سورہ ق:۱۶ ﴿وَ نَعْلَمُ ما تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُه﴾ سورہ اسراء:۲۵ ﴿رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِما فی نُفُوسِكُم﴾ اس آیات میں نفس کا معنی قلب ہے

۲۔ انفسکم ،یعنی تم میں سے۔ سورہ توبہ:۱۲۸ ﴿لَقَدْ جاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُم﴾

۳۔ یعنی نفس سے مراد انسان ہے مائدہ:۳۲ ﴿أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْس﴾

۴۔ تقتلون انفسکم یعنی: یقتل بعض بعضا سورہ بقرہ ۸۵،۵۴ ﴿ثُمَّ أَنْتُمْ هؤُلاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ﴾ ﴿فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾

۵۔ انفس بمعنی ارواح سورہ انعام:۹۳ ﴿وَ الْمَلائِكَةُ باسِطُوا أَيْديهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُم﴾ زمر:۴۲ ﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حينَ مَوْتِها﴾

۶۔ انفسکم یعنی اہل دینکم سورہ نور:۶۱ ﴿فَإِذا دَخَلْتُمْ بُيُوتاً فَسَلِّمُوا عَلى أَنْفُسِكُم﴾ نساء:۲۹ ﴿وَ لا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾

۷۔ انفس یعنی نفس سورہ نساء:۶۶ ﴿وَ لَوْ أَنَّا كَتَبْنا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُم﴾

۸۔ نفس یعنی عقوبہ سورہ آل عمران:۲۸ ۔۳۰ ﴿يُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَه﴾

۹۔ نفس سے مراد ماں ہے سورہ نور:۱۲ ﴿لَوْ لا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَ الْمُؤْمِناتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرا﴾

۱۰۔ نفس سے مراد غیب ہے سورہ مائدہ:۱۱۶ ﴿تَعْلَمُ ما فی نَفْسی وَ لا أَعْلَمُ ما فی نَفْسِكَ﴾

نظم:

معجم فلسفی تالیف جمیل صلیبا ج۲ صفحہ ۴۸۰

النظم ھو التالیف و الترتیب و التنسیق ، تقول نظم الاشیاء : الفھا وضم بعضھا الی بعض ، و

نظم اللولو و نحوه : جعله فی سلک واحد ، و نظم العانی : رتبها ، و جعلها متناسبة العلاقات، متناسقة الدلالات ، علی وفق ما یقتضیه العقل ، و منه نظم النوعین فی مرتبة.
یعنی ایک دوسرے کو جوڑا ایک کو ایک کے پاس رکھا، موتی کو دھاگے میں لگایا، معنی کو ترتیب دیا ایک دوسرے کے تعلقات کو مناسب بنایا

تخلیق انسان میں ایک عجیب عنصر عضو پر توجہ :

مجلّہ نورالاسلام شمارہ ۶۹۔۷۰ صفحہ ۷۸

جسم انسان میں قوت دفاع اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جسم انسان کو ویسے نہیں چھوڑا ہے انسان کو عبس بے مقصد بے فائدہ خلق نہیں کیا ہے نہ اس کو ویسے چھوڑا ہے نہ یہ بطور صدفہ وجود میں آیا ہے (یہ تین اصول یاد رکھیں کہ عبث غلط ہے فوضہ غلط ہے صدفہ غلط ہے) بغیر کسی اصول وقوانین کے نہیں بنایا بلکہ تمام تع دقت تنظیم تحدید کم کیف ہر اجزاء کی مقدار ہر جز کا کردار ہر جز کے اثرات سب نظر میں رکھیں ہیں ہر جز کا کردار ہے اس کے وجود کی کیا حکمت ہے کیا مقصد ہے اس یعنی ہر جز بے مقصد نہیں ہر جز کی ایک تقدیر ہے ایک انداز ہے سورہ طلاق:۳ ﴿ قَدۡ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَىۡءٍ قَدۡراً ﴾ فرقان:۲ ﴿ وَ خَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ فَقَدَّرَهُ تَقۡدیرا ﴾ رعد:۸ ﴿ وَ كُلُّ شَىۡءٍ عِنۡدَهُ بِمِقۡدارٍ ﴾

اللہ سبحانہ نے کمال تنظیم کمال استحکام کے ساتھ انسان کو بہترین صورت میں وجود میں لائے ہیں قد وقامت شکل و مضمون میں۔ اس بات کی تفصیل قرآن کریم کی ان آیات میں آیا ہے نمل:۸۸ ﴿ صُنۡعَ اللَّهِ الَّذی أَتۡقَنَ كُلَّ شَىۡءٍ ﴾ سجدہ:۷ ﴿ الَّذی أَحۡسَنَ كُلَّ شَىۡءٍ خَلَقَه ﴾ التین:۴ ﴿ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡإِنۡسانَ فی أَحۡسَنِ تَقۡویمٍ ﴾ جن:۲۸ ﴿ وَ أَحۡصی كُلَّ شَىۡءٍ عَدَدا ﴾

اس اندازے دقت سے انسان کو تخلیق کرنے کے بعد اللہ نے اپنی اس مخلوق سے سے کہا ہے کہ وہ اپنے نفس کے بارے میں سوچے اپنی ذات کے بارے میں سوچے اور اس کی نگرانی کرے اور اس لفظ کی قدر و قیمت جان لے اور اس کو دیگر مخلوقات کے ساتھ موازنہ ومقابلہ کرے کس حد تک اللہ نے تمہیں دیگر مخلوقات پر برتری دی ہے ان پر غور کرنے کیلئے کہا ہے ذاریات:۲۰۔۲۱ ﴿ ﴾ طارق:۵ ﴿ ﴾ حجر:۲۱ ﴿ ﴾

ان آیات میں جو دعوت دی ہے کس قسم کی خلقت ہے ان میں سے ایک قابل توجہ ضرورت توجہ وہ عضو ہے جو انسان

کے قوت دفاعی کے طور پر رکھا ہے اس کو باہر لاحق خطرات اثر انداز حملوں سے بچانے کی قدرت خود اس کے اندر رکھی ہے علماء محققین نفس انسانی ابھی تک تفصیل میں مستغرق ہیں کشف کرر ہے ہیں اس میں کیا حقائق ہیں کیا دقائق ہیں سترھویں صدی کے آغاز اکتشافات علمی سے لیکر عصر حاضر تک اس میں مستغرق ہیں اطباء مستغرق ہیں علماء کیمیا مستغرق ہیں علماء بیالوجی مستغرق ہیں مزید حقائق کشف کرنے کے لئے۔

جسم انسان میں عوامل ضعف کمزوریاں کہاں ہیں عوامل طاقت کہاں ہیں ہم ذیل میں اس بارے میں ظاہر و مخفی تمام اطراف سے پردہ ہٹائیں گے اور الطاف الہیٰ کا نظارہ کریں گے اللہ نے انسان اور حیوان کو دونوں کے اندر ایک قوت دفاعی دی ہے جس میں انسان ایک مملکت ہے اور اس میں ایک قوت دفاع ہے جو اس جسم پر محتمل خطرات کو خود دفاع کرتی ہے دفاع کرنے سے مراد وہ جراثیم ہیں ومیکروبات ہیں وہ باریک اذیت دہ ہیں جیسے بعض سمدیات ہیں جو انسان کو بے شعوری طور پر اس کے اندر جاتا ہے ان کو روکنے کیلئے اللہ نے کیا کیا اہتمام کیا ہے اور کتنے خلیے بنائے ہیں جو ان سب کو خطرات کو از خود روک سکیں

جس طرف جہاں کہیں شعبہ عسکری شعبہ دفاع پایا جاتا ہے وہاں ان کا ایک اپنا اصول ہے اس اصول کے تحت ان اصول میں ایک اصول نقشہ بندی ہے منصوبہ بندی ہے رسد ہے کمین گاہ ہے اور بعض چیزیں آمادہ رکھنی ہیں مقابلہ کیلئے۔ اللہ نے مملکت بدن انسان کو ان تمام تجہیزات تیاریوں سے مسلح رکھا اس میں کتنے اعضاء ہیں اور کتنے اس میں دھاگے ہیں کتنے خلیے ہیں جو محتمل جنگ وہجوم کی صورت میں از خود مزاحمت ومقابلہ کریں ان میں ایک عضو جو انسان کے اندر ایک لشکر ایک طاقت اس کے جسم میں رکھا اور اس کو کہاں کہاں رکھا ہے جسم انسان میں یہ طاقت دفاع قدرتی کہاں رکھا ہے اس کا مرکز کہاں ہے شاخ کہاں ہے اور اس کی قوت دفاع میں کیا اعضاء ووسائل ہیں کہتے ہیں یہ قوہ دفاع جو ہے انسان کے تمام جسم میں ہوتی ہے ہر جگہ ہوتی ہے لیکن مرکزی چند جگہیں ہیں جہاں خصوصی طور پر چوکنا ہوتا ہے وہ ایک سر ہے سر مرکز مقاومت ہے گردن ہے گردن کا اوپر والا حصہ سر کی طرف، سینہ ہے، پیٹ ہے، اس کے نیچے ران ہے یہ سب دفاع خلیوں کے ذریعے کرتے ہیں

عالم جمادات میں مظاہر مکون کونیات

جمادات :

جمادات سے مراد وہ مادہ ہے جو جو حدیم الحرکت انتقالی نہیں رکھتا ہے مادہ اپنی جگہ تین حالات میں سے ایک میں ہوتا ہے ایک مادہ کثیف ہوتا ہے جام ہوتا ہے ایک مادہ مائع ہوتا ہے جس کو عربی میں ساحل کہتے ہیں مادے کی تیسری حالت گیس ہوتی ہے جس کو طاقت کہتے ہیں طاقت پر جب برودت آجاتی ہے تو مائع میں چلا جاتا ہے مائع میں جب زیادہ برودت آجائے تو جام ہو جاتا ہے مادہ بذات خود حرکت رکھتا ہے ہر مادہ اپنے اندر حرکت رکھتا ہے کیونکہ مادے کا آخری جز ایٹم ہے ایٹم اپنی پروٹان اور الیکٹران سے مرکب ہے الیکٹرون پروٹان کے گرد گردش کرتے ہیں جس طرح زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے لہذا اس کے اندر حرکت ضرور ہے جس کو حرکت جوہری بھی کہتے ہیں اندر کی حرکت۔ لیکن باہر حرکت انتقالی نہیں رکھتا ہے جس طرح نباتات میں نظر آتا ہے جس طرح حیوانات اور انسانوں میں نظر آتا ہے ایسی حرکت نہیں ہے اس لیے اس کو جمادات کہتے ہیں لہذا تمام صحرا، لق دق صحرا، پتھر، عمارتیں، پہاڑ یہ سب جمادات میں آتے ہیں قرآن کریم میں پہاڑوں کا ذکر آیا ہے اور زمین کے بارے میں اس نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے سورہ مبارکہ غاشیہ میں آیا ہے ﴿وَ إِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ﴾ آپ دیکھیں کہ ہم نے زمین کو کیسے بچھایا ہے یہ جو زمین ہے اگر دقت سے توجہ سے زمین پر گزریں گے آپ کو ایک زمین سیاہ نظر آئے گی ایک جگہ زمین سرخ نظر آئے گی ایک جگہ زمین تانبے کی صورت میں نظر آئے گی غرض مختلف نظر آئیں گے مختلف پہاڑ مختلف رنگ مختلف زمین نظر آئے گی یہ مختلف رنگ جو ہیں اس میں موجود مواد کی وجہ سے ہے لہذا جمادات میں زمین آئے گی پہاڑ آئے گے اس کے علاوہ زمین کے اندر موجود وہ عناصر مراد ہیں یہ عناصر جن سے معدنیات بنتے ہیں اور معدنیات کی حسن خوبی پر کشش منظر قدر و قیمت انسان کیلئے لمحہ سوالیہ ہے کہ اس میں رنگ اس طرح کس نے ڈالا ہے اس میں چمک کہاں سے آئی ہے اس کی قیمت کہاں سے آئی ہے یہاں سے عالمی سطح پر درسگاہیں بنی ہیں جو معدنیات پر بحث کرتی ہے ایک صوفی کے پاس کسی نے ایک عالم کا ذکر کیا صوفی فلاں عالم نے وجود اللہ پر ایک ہزار دلائل قائم کیے ہیں تو صوفی کو غصہ آیا صوفی کی خصوصیات یہ ہیں کہ وہ اسکے سامنے کسی صوفی کی تعریف برداشت نہیں کرتے ہیں وہ اس کو محکوم کرتے ہیں اس نے کہا کہ ایک ہی دلیل کافی تھی صوفی اپنے آپ کو معرفت اللہ والے متعارف کراتے ہیں لیکن معرفت اللہ میں وہ تنقید کرنے پر اترتے رہتے ہیں تو صوفی کو ایک نظر آتا ہے فلسفی کو ایک نظر آیا دلیل امکان متکلمین کو ایک نظر آیا دلیل حدوث لیکن اللہ نے قرآن میں فرمایا واللارض آیات اللہ موقنین ۔ ﴿رَبِّ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ ما بَيْنَهُما إِنْ كُنْتُمْ

مُوقِنین ﴾ زمین میں اللہ کی بہت سی نشانیاں ہیں آیئے کوشش کرتے ہیں اللہ کی ان آیات میں سے ہم کتنی آیات قارئین کی خدمت میں پیش کر سکتے ہیں

اثبات وجود باری تعالیٰ : لرزہ زمین

اثبات وجود باری تعالی کے بارے میں اس کی نشانیاں عالم جمادات میں تلاش کرتے ہیں عالم جمادات میں زمین اوراس کے اوپر اوراس کے نیچے مواد سب آتے ہیں ار جو تغیرات تبدلات حالات زمین میں پیش آتے ہیں وہ موضوع بحث میں آتے ہیں ہر تغیر کے بارے میں یہ سوال پیش آتا ہے کہ یہ تغیر کیسے وجود میں آئے اس کے کیا اسباب ووجوہات ہیں زمین میں تغیرات تبدلات کتنی ہیں جو قابل انکار نہیں ہیں لیکن وہ اسباب عوامل کیا اہیں جس کے تحت یا جس کی وجہ تغیرات پیش آئے ہیں بطور مثال ایک تاریخی عالمی مظاہر میں سے ایک مظہر لرزہ زمین ہے زمین میں آنے والے زلزلے ہیں دنیا کے گوش وکنار میں کوئی ایسے فرد گروہ نہیں ہونگے جس نے زمین میں زلزلہ نہیں سنا ہوز مین میں زلزلہ طاری ہونے کے بعد مومنین اہل توحید اہل اللہ زلزلہ زدگان کی فریادرسی اوران کی مشکلات کی حل کیلئے دوڑتے ہیں سیکولر این جی اوز اس موقع سے دل جیتنے کیلئے دوڑتے ہیں جب بھی کوئی زلزلہ ناہموار نا گوار انسان کو پیش آتا ہے تو انسان کا دل متوجہ خالق کائنات ہوتا ہے تو اس مصیبت سے کون نجات دے گا ہمارے اعمال سیاہ برے کردار کی وجہ سے آئے ہیں لیکن ملک کو سیکولر فکر پر چلانے والوں لوگوں کی یہ کوشش رہتی ہے کہ اس زلزلہ کو خالص مادی سائنسی عوامل سے جوڑیں لہٰذا ہمیں زلزلہ کو بھی اٹھانا ہے اس کے عوامل واسباب کو بھی دیکھنا ہے یہ ایک حقیقت ہے روئے زمین میں جو کچھ تغیرات ہوتے ہیں پتہ گرتا ہے پتہ اڑتا ہے سبب سے ہوتا ہے بارش برستی ہے اور پھر نیچے سے پھوار کی صورت میں اوپر جاتی ہے دونوں کیلئے سبب چاہیے لیکن اللہ پرستوں کا کہنا ہے اس سبب کو کس نے پیدا کیا آپ تو کہتے ہیں یہ سبب سے وجود میں آئی ہمارا سوال ہے یہ سبب کیسے وجود میں آیا زمین زلزلہ زدگان سے پوچھیں یہ ان کیلئے مصیبت تھی یا نعمت تھی اگر مصیبت تھی تو اس مصیبت میں یہ لوگ کیوں تنہا مبتلاء ہوئے ہیں تغیرات تبدلات ہر چیز ولو کان آیت نشانی انبیاء ہی کیوں نہ ہو مادے ہی کے ذریعے کرتے ہیں موسیٰ سے کہا اپنے ہاتھ کو نکالو اعصاء کو پھنک دو یہ بھی ہو سکتے تھے کہ ایک اعضاء سامنے لائیں اوراس سے اقرار کرائیں یا یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ موسیٰ تو نبی ہے مریم بتول جب مسجد میں تھی تو آسمان سے مائدہ آتا تھا زکریا نے پوچھا یہ کہاں سے آیا تو کہا من عند اللہ کیا آئی کیسے آئی یہ نہیں بتایا لیکن جب مریم آگے صحرا میں گئی وہاں پریشانی ہوئی اللہ نے فرمایا اس سوکھے درخت کو ہلا دو تو اللہ جو ہے مادے ہی ذریعے

سے مادیین کو سمجھاتے ہیں مادیین کہتے ہیں زمین میں بخارات وغیرہ جمع ہوتے ہیں اس میں گرمی آجاتی ہے گرمی آنے سے وہ آگ بھڑکتی ہے آہ بھڑکنے سے اس کے اطراف میں موجود دیگر مواد کو لگتی ہے اس کو لگنے سے جو قریب جگہیں ہیں ان میں انفجار ہوتی ہے اور انفجار سے زمین میں لرزہ ہوتا ہے اکثر و بیشتر جتنے زلزلے آئے ہیں وہ مصیبت زیادہ لائے ہیں گدائی زیادہ لائے ہیں ذلت و عار زیادہ لائے ہیں بہت کم کشفیات ہوئے ہیں زلزلہ زمین پڑھنے والی تند و تیز حرکت ہے جو چند سیکنڈ کیلئے یکے بعد دیگر وجود میں آتی ہے جس سے قشر زمین کو اڑاتے ہیں زلزلہ قرآن کریم میں دو جگہ آیا ہے ایک سورہ زلزلہ ہی کے نام سے مشہور ہے ﴿إِذا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزالَها﴾ دوسری جگہ سورہ حج کا آغاز ہے ﴿إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ قیامت کے دن ہولناک زلزلہ ہوگا قیامت انسان کے ماورائے حس و وہم میں ہے سمجھنے کا کوئی ذرائع وسیلہ نہیں ہے وہاں کوئی مائکروسکوپ ٹیلی سکوپ خوردبین دوربین نہیں چھوڑ سکتے ہیں اور بتایا ایسا ہولناک زلزلہ آئے گا عصر وجود منتشر ہوجائے گا زمین کے اندر جو کچھ بھی موجود ہے اوپر پھینک دیں گے اور اوپر پھینکنے والوں میں سے ایک انسان ہونگے یہ کیسے ہوتا ہے اللہ نے اس کی نشانی دنیا میں دکھائی ہے کہ یہ ایسے ہوتا ہے اگر ابھی بھی سمجھ میں نہیں آتا ہے تو زلزلہ زدگان سے پوچھیں کیا ہوا آنے کے بعد۔ جو کچھ آخرت میں ہوگا وہ اسی دنیا میں ہوتا ہے آخرت میں کیا ہوگا مردے زندہ ہونگے زندہ کیسے ہوتے ہیں مرے انسان کے جو ذرات ہیں شرق و غرب میں جو منتشر ہوئے ہیں اس کو جمع کتے ہیں کتنی مدت میں، لحات میں، لحات سے کم میں اللہ جمع کرتے ہیں اور یہ عمل اسی دنیا میں ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ہم ہزاروں انسان کو قبرستان میں دفنا کر آتے ہیں اور ہر انسان کے اندر اتنے گیلن پانی موجود ہوتا ہے اتنے مقدار میں فولاد ہوتا ہے اتنے مقدار میں یہ عنصر ہوتا ہے اتنی مقدار میں وہ عنصر ہوتا ہے روح بدلنے کے بعد چند دن کے بعد انسان کے جسد سے پانی ختم ہوجاتا ہے پانی جب ختم ہوجاتا ہے وہ جوڑے ہوئے ٹوٹ جاتے ہیں جب پھٹ جاتے ہیں تو یہ ذرات زمین میں جاتے ہیں پانی بھی زمین جاتا ہے کم نہیں ہوتا ہے اور پھر دوبارہ وہ سبزی میں جاتا ہے غذاؤں میں جاتا ہے پھر دوبارہ انسان میں آتا ہے لہذا اس آیت کریمہ میں آیا ہے ﴿مِنْها خَلَقْناكُمْ وَ فيها نُعيدُكُمْ وَ مِنْها نُخْرِجُكُمْ تارَةً أُخْرى﴾ طٰہٰ ۵۵ ہم دوبارہ تم کو اس زمین کی طرف پلٹائیں گے اور دوبارہ وہاں سے اٹھائیں گے تو زلزلے اللہ کی نشانیاں ہیں علامتیں ہیں شباہتیں ہیں مثالیں ہیں جو قیامت کے دن ہوگا اس کا نمونہ دکھا رہا ہے

زمین اپنی شکم میں بہت سی جنین قیمتی اشیاء رکھتی ہے اس کو اصطلاح طبیعی میں معادن کہتے ہیں کلمہ معادن اسم

مکان از عدن ہے دنیا میں حسب تحقیقات جدید جیسا کہ کتاب موسوعہ ثقافۃ عامۃ ص ۱۳۹ پر ابھی تک جو عناصر کشف ہوا ہے وہ سو کے قریب ہے کتاب میں لھا ہے آسمان میں سب سے زیادہ معدل ھید روجن ہے جبکہ زمین میں سب سے زیادہ اوکسیجن ہے معادن زمین مین پوسیدہ قیمتی عناصر کو کہتے ہیں اس حوالے سے وہ جامد۔سائل۔۔گیس بعض شکل مادہ میں ہوتا ہے کتاب ثقافۃ علوم ص ۸۱ پر آیا ہے انہیں تین ہزار قسم معدنیات کشف ہوا ہے اس میں بہت میں روسطر کم صحت والے بھی شامل ہے لیکن معدنیات کیسے بنتے وہ موضوع حکمت ہے اس کو کشف کرنے والے کو حکم کہتے ہیں مکشوف حکمت لیکن اس خام مال سے تبدیل کر کے قیمتی چیز بنانے والے کی حکمت اعتراف کرنے کے لئے ٹال مٹول کرتے ہیں

عنصر :

کتاب موسوعہ اکتشاف اصطلاحات علوم وفنون صفحہ ۱۲۳۹

ع،ص پر ضمہ یا فتح کے ساتھ لغت میں اس کو اصل کہتے ہیں اس کی جمع عناصر آتی ہے عنصر کی امہات بھی استعمال ہوتا ہے اسقستاس بھی استعمال ہوتا ہے مواد ارکان عنصری بھی کہتا ہے عناصر اربعہ بھی استعمال ہوتا ہے جس میں نار ہوا ارض آتا ہے عنصر کی تعریف **العنصر بانه جسم بسيط فيه مبدا ميل مستقيم ، والبسيط بمعنىٰ مالا يتركب من اجسام مختلفة الطباع بحسب الحقيقة ، والميل المستقيم هو الميل الذى يكون الى جانب المركز اوالمحيط ، و هذا القيد الاخراج الفكيات** عناصر اربعہ میں نار انتہائی خفیف ہوتا ہے لہذا اوپر جاتا ہے وہ حرارت زیادہ ہوتی ہے ارض انتہائی ثقیل وزنی ہوتی ہے ھوا اسم النار والماء پانی اور نار دونوں ہیں دوسرا ماء اور ارض ہے یہ دونوں پوری کائنات کے محتاج ہیں رب انفیعال کیلئے عناصر کلی طور پر کروی شکل ہوتے ہیں شکل طبعی بسیط ہمیشہ کروی ہوتی ہے لہذا پانی کی شکل کروی ہوتی ہے لہذا وہ زمین پر محیط ہے عناصر اربعہ ہر ایک دوسے کے محتاج مند ہیں نیاز مند ہیں قدیم زمانے کے حکماء کا بیان تھا سارے مرکبات عناصر اربعہ سے بنے ہیں بعض نے عناصر سبع کہا ہے۔

عناصر و معادن

کتاب موسوعہ ثقافۃ العامہ ص ۱۳۹ میں آیا ہے عنصر کسے کہتے ہیں عنصر اس معدن کو کہتے ہیں جس کی جزیات ایک دوسرے سے شباہت رکھتے ہیں ابھی تک ایک سو سے زائد عناصر کشف ہوئے ہیں یہ سوال اگر کریں

کہ کائنات میں سب سے زیادہ دستیاب میسر عناصر کہاں ہیں تو کہتے ہیں ہائیڈروجن ہے جو سب سے زیادہ استعمال میں آتی ہے۔ ہائیڈروجن سے ہی ستارے بنتے ہیں زمین پر سب سے زیادہ ہائیڈروجن ہے سب سے پہلے ہائیڈروجن کو سورج پر کس نے کشف کیا کب کیا۔اس سلسلے میں کہتے ہیں ۱۸۶۸ کو سورج کی شعاعوں کی تحقیق کرنے والوں نے ہیلیم کو کشف کیا ہے ابھی تک علماء نے روءزمین پر ہیلیم کشف نہیں ہوا تھا۔ ہیلیم ۱۸۶۵ میں کشف ہوا۔

عما معادن کتاب موسوعہ مصطلحات مفتاح السعادۃ فی مصباح السیادۃ فی موضوعات العلوم میں ص ۷۹۴ پر لکھتے ہیں علم معادن میں اب تک ۷۰۰ معادن کشف ہوئے ہیں یہ وہ علم ہے جس سے فلصات کی طبعی اور رنگ معدن کیسے بنے ہے کیسے نکالا جاتا ہے کیسے اجزاء سے الگ کیا جاتا ہے ایک معدن کے اوزان کیسے پتہ چلتا ہے اس کی غایت استفادہ کسی سے پوشیدہ نہیں اس بارے میں لکھنے والے بہت ہیں۔

معدن کتاب موسوعہ کشاف المصطلحات فنون والعلوم تالیف علامہ محمد علی تانوی جلد۲ ص ۱۵۷۹ معدن وہ صیغہ ظرف مکان ہے معدن ایک مرکب تام ہے اس کو معدنی بھی کہتے ہیں بعض نے کہا بعض معادن میں نمو آتا ہے کہا جاتا ہے کہ مرجان میں نمو آتا ہے کہتے ہیں بعض پتھر میں زمین سے اگتے ہیں رفتہ رفتہ بڑھے ہو جاتے ہیں اسی طرح نباتات میں سوکھی لکھڑی کے ٹکڑے، مردہ حیوان کی ہڈی وہ بھی نمو نہیں کرتی ہیں تو کیا ان کو بھی معادن کہیں گے اگر حیوانات اپنی عمر نمو سے نکل جائے تو وہ حیوانات سے نہیں نکلتا ہے اس لئے یہ جو تعریف کرتے ہیں کہ معدن وہ جو نمو نہیں کرتے یہ تعریف درست نہیں ہے بعض نے اس لئے کہا ہے معدن کی تعریف یہ ہے جس کا کو نفس نہیں بعض نے معدنیات کی تقسیم کی ہے معدنیات ارواحی معدنیات اجسادی، احجاری پتھر معدنیات ارواحی چار ہیں نوشادر ہیں یہ ایک قسم کی نمک ہے جس میں ناریت زیادہ ہے آپ جلائیں گے تو تہہ میں کچھ نہیں رہتا ہے اس کی تہہ میں پانی کا حصہ دھواں سے ملے ہوئے ہیں اس سے لطیف دھواں نکلتا ہے اما معدنیات میں اجساد اس کی سات قسمیں ہیں الذھب، الفضۃ، الرصاص، الاسرب، الحدید، النحاس، الخارصینی

بعض نے معدنیات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے منطرقہ وغیر منطرقہ یہ منطرقہ اجساد سبعہ کے مرکب سے بنتے ہیں الزئبق، الکبریت دونوں بخارات سے بنتا ہے یہ منطرقہ ہے غیر منطرقہ بہت نرم ہوتا ہے جیسے الزئبق یا انتہائی سخت ہوتا ہے جیسے یاقوت۔معدنیات کبھی حل ہوتا ہے کسی اور میں رطوبت سے جیسے نمک، الزاج، النوشادر کبھی

حل نہیں ہوتا ہے کیسے الزرنیخ اور الکبریت معدنیات کی تقسیم اس کے حل پذیر ہونے اور نہ ہونے کے طور پر بھی کی جاتی ہے یعنی پانی ہونا نرم ہونا یہ ساتھ ہیں جلنے والے حل جاتے ہیں الکبریت، الزاجات، الاملاح، غیر الذائبہ اور الزوابیق۔

عناصر کونیات قدیم ادوار سے موضوع بحث تھے۔

۱۔ذھب ۲۔دضہ ۳۔زیبق ۴۔نحاس ۵۔رساس ۶۔حدید ۷۔قصدیر

لیکن ان عناصر کی طبیعت وترکیب میں منتشر حدید کا حصہ موجود ہے، اس سے بننے والی مصنوعات متعدد ومختلف خواص کی حامل ہوتی ہیں، حرارت کی شدت کا مقابلہ کرنے، مقناطیس جنگی اسلحہ بنانے میں موزوں ہے، تمام صنائع ثقیلہ وخفیفہ حدید سے بنتی ہیں، تمدن وترقی کا ستون حدید ہے، حدید کا جہاں اسلحہ اور ضروریات میں کردار ہے وہاں ذی حیات کے لئے بھی حدید کا کردار ہے، بہت سے مرکبات کی ترکیب میں مادہ حدید استعمال ہوتا ہے، پروٹین، مادہ حیاتیاتی، خون کے ذرات میں بھی حدید ہوتا ہے، انسان کے جسم میں خاص مقدار میں حدید کا ہونا ضروری ہے، اس مقدار میں کمی بیشی سے بہت سی بیماریاں لاحق ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، قرآن جب نازل ہوا تو حدید پہلے موجود تھا، وسیع پیمانے پر، نیزے، زرہ، سپر ذراعتی سامان بنتا تھا، حدید کثیر الفائدہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس سے موسوم ایک سورہ کا نام رکھے تو نامناسب نہیں ہوگا، حدید میں طاقت وقدرت اور فوائد ہیں اللہ نے فرمایا" **و انزلنا الحدید**"، مفسرین کی عقل نے قبول نہیں کیا تو انھوں نے "انزلنا" کا معنی "خلقنا الحدید" کیا جیسا کہ تفسیر کتاب منتخب ۱۹۹۳ء میں "وانزلنا الحدید" کے معنی "خلق" کیا ہے۔ علماء اس کلمے کے مادے کی ترکیب حروفی کے تحت معنی نہیں کر سکے۔

معدنیات: معدنیات ص ۱۸۰ ایسا جسم ہے بخار دخان جو زمین کی تہہ میں ہوتا ہے اسکے مخلوط ہونے سے یعنی دخان بخار مخلوط ہونے سے معدنیات بنتے ہیں لیکن کم ہونے کی حیثیت سے بعض ترکیب میں بہت قوی والا ہوتا ہے بعض ضعیف ہوتا ہے ترکیب میں قوی بہت سخت ہوتا ہے جو منطرف نہیں وہ معدنیات سات ہیں۔ ذھب، فضہ، نحاس، رصاص، حدید، اثرب، خارص، بعض حد سے زیادہ نرم ہوتے ہیں اس میں زیبق بعض بہت سخت ہوتے ہیں جیسے یاقوت، زرنیخ، کبریت۔

مصر میں تین ہزار قبل میلادی "نحاس" مادے کو فلز سماء کہتے تھے۔ مزید وضاحت کی ضرورت ہے؟؟؟؟؟

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۵۶ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

نقص الارض:

معالم القرآن عوالم الکون ص۶۰، قرآن میں آیا ہے ہم زمین میں نقص وکمی کرتے ہیں۔سابق زمانے میں زمین کی شکل وہیئت کیا تھی لوگوں کو پتہ نہیں تھا ان کی معلومات وہی ہوتی ہیں جو ان کی نظروں میں آتی ہیں۔ پہاڑ، وادی، میدان، گڑھے، خشک زمین، پانی ہے، کوئی سفر میں ہے کوئی استقرار میں ہے۔قرآن میں ہے زمین ایک جرم کروی ہے سورہ رعد آیت ۴۱ ﴿أَ وَ لَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُها مِنْ أَطْرافِها وَ اللَّهُ يَحْكُمُ لا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَ هُوَ سَرِيعُ الْحِسابِ﴾ میں آیا ہے قرآن نے یہ بات ۱۴۰۰سال پہلے بتائی ہے جس وقت دنیا میں جہالت تھی، جب بشر نے جدید دور میں زمین کی اطراف میں سیر کی آباد اور غیر آباد علاقوں میں سیر کی، علم جغرافیہ، علم حیات، علم طبعیات، علم الارض، علم جبال، علم حیوان، علم معادن کا انکشاف ہوا تو زمین کے اطراف میں نقص بھی ثابت ہوا، زمین کروی ہے، یہاں سے قرآن کی پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی، یہ قرآن کا معجزہ ہے۔

ازلیت مادہ مادیین کا یہ کہنا مادہ ازلی قدیم غنی ازموجد ہے یہ انکار صانع عالم کی خاطر چند اجمعاء اباحۃ پرستان کے لئے شوشا شورشرابہ کے لئے اختراع کیا ہے ان کے پاس مادہ ازلی ہونے کی دلائل بطور خواب بھی وہ بیان نہیں کرسکتے ہیں وہ کائنات آغاز تو بصر طبیعی سے دیکھا نہ مصنوع سے نہ خصوصیات وصفات مادہ سے اخذ کرسکتا ہے مادہ موجود لذاتہ مستغنی عن موجود ہے بلکہ تمام اسباب وعلائم وقرائن وشواہد وحدوثی ان کے وجو سرتا پیر باندھا ہوا ہے ایک طرف حدوث ایک طرف امکان ایک طرف اختصار گھیرے ہوئے ہیں علوم جدید قدم مادیت نہیں حدوث مادیت کے منادی ہے جب سے قانون دنیا میکا کشف ہوا قانون تنقل حرکت ایک جسم سے دوسرے جسم کی ڈکٹر سے ادوارد لوشر لیکل استاذ علم الاصیاء رئیس جامعہ ساں فرنسیکو نے صراحت سے کہا علوم نے ثابت کیا ہے یہ کائنات ازلی نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ منتقل ہونا ہے اگر قانون نقل حرکت نہ ہوتا تو کائنات کم سے ختم ہوتا

تنفس نبات جس طرح حیوانات انسان تنفس کرتا ہے نباتات بھی تنفس کرتا ہے وہ آوکسیجن لیتا ہے اور چھوڑتا ہے نیز فی اوکسیجن کاربون چھوڑتا ہے دوسری جب حالت ترکیب میں آتا ہے اوکسید کاربون چوستا ہے اوکسیجن پھینکتا ہے وہی دلیل علی ذات ہے انسان کی بقاء اوکسیجن سے ہیں اتنی انسان اوکسیجن کھائیں گے ختم ہوگا لھذا اللہ نے مسلسل اس کی تولید کو جاری رکھا ہے جہاں نباتات اوکسیجن پیدا کرتا ہے باہر چھوڑتا ہے اوکسید چوستا ہے

زج (یز.جی) زجاج حجر شفاف صاف چمکدار پتھر کو کہتے ہیں اسی سے شیشہ کو زجاج کہتے ہیں سورہ نور آیت ۳۵:﴿اللَّهُ نُورُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكاةٍ فيها مِصْباحٌ الْمِصْباحُ في زُجاجَةٍ الزُّجاجَةُ كَأَنَّها كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لا شَرْقِيَّةٍ وَ لا غَرْبِيَّةٍ يَكادُ زَيْتُها يُضيءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نارٌ نُورٌ عَلى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشاءُ وَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثالَ لِلنَّاسِ وَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَليمٌ﴾ زجاج ایک لوھا ہے جو نیزے کے آخر میں لگاتے ہیں یہاں سے طعن دینا، کسی کو دھکہ دے کر آگے کرنے کو زج کہتے ہیں۔

معدنیات مائع

اکثر معدنیات سخت ہوتے ہیں معدن کا معنی ہی سخت ہوتا ہے اس کے باوجود بعض معدنیات مائع ہوتے ہیں سلانی ہوتے ہیں جیسے الزیبق معدن چاندی رنگ کا ہوتا ہے یعنی انسان ان کو گرم کر کے مائع کرنے کے بعد کسی اور مائع میں تبدیل کر سکتا ہے۔ سب سے زیادہ وزن والی معدن کو الاوسمیوم کہتے ہیں

جمادات

کتاب موسوعہ العلوم ص ۲۰ پر ہے جمادات کسے کہتے ہیں جمادات اس جسم کو کہتے ہیں جو حرکت سے عاجز ہیں اپنے آپ حرکت نہیں کرتے جیسے پتھر لیکن سیال مادہ مائع وہ اپنے آپ جاتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مائع جمادات میں نہیں آتا البتہ گیس کیا ہوگا گیس بطریق اولا جمادات نہیں ہے کیونکہ گیس پانی سے بھی زیادہ خفیف ہے جس میں جامد اس کا طاقت گر ہوتا ہے وہ بہت شدت سے چلتی ہے لہذا اکثر و بیشتر اجسام اپنی جگہ پر باقی رہتا ہے مائع جس کی سیلانی بہت طاقت رکھتا ہے وہ بہت تیزی سے حرکت کرتا ہے خاز کی باریکی سیال سے بہت اونچی ہے پانی کو اگر گرم کریں تو اوپر والی تہہ زیادہ تیزی سے اوپر کی طرف جاتی ہے یہ جو اوپر کی طرف جاتا ہے اس کو بخار کہتے ہیں یہ ایک قسم کی گیس ہے لیکن اس کو گیس نہیں کہتے بلکہ یہ ایک قسم کا بادل ہے پانی کا چھوٹا قطرہ ہے اس کو بخار مائع کہتے ہیں جیسے بخار ڈھکن پر ہوتا ہے پانی جب جم جاتا ہے تو اس کو جمادات کہتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ گیس پر برودت رکھیں گے یعنی اس کا درجہ حرارت کم کریں گے تو مائع ہو جاتا ہے یہ سیال یا مائع پر

زیادہ برودت رکھیں گے تو جم کر جمادات بن جاتا ہے

تمام عناصر زرات سے بنتے ہیں ہر زرّے کا کوئی جز مرکزی ہوتا ہے یہ پروٹون اور نیوٹرون سے مرکب ہوتا ہے عدد پروٹون سے نوع مادہ تشکیل دیا جاتا ہے پروٹون کے گرد الیکٹرون ہوتا ہے جو نیوٹرون سے بھی بہت چھوٹا ہوتا ہے پانی جو ہم اوپر دیکھتے ہیں یہ چار اجزاء سے مرکب ہے ذرہ آکسیجن۔۔۔۔۔

معدنیات

کتاب عجائب مخلوقات وغرائب الموجودات تالیف محمد محمود القزوینی متوفی ۶۸۲ صفحہ ۶۸۰ میں آیا ہے معدنیات ان اجسام کو کہتے ہیں جو بخار اور دخان زمین کی تہہ میں پیدا ہوتا ہے اس سے پیدا شدہ اجسام کو معدن کہتے ہیں معدنیات وہ اجسام ہیں جو زمین کے تحت بخارات اور دھواں کے اختلاط سے پیدا ہوتا ہے ہر ایک کا کم وکیف ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے یہ معدنیات کبھی ترکیب میں قوی ہوتے ہیں کبھی ضعیف ہوتا ہے کبھی متطرف ہوتا ہے یا کبھی غیر متطرف ہوتا ہے اجساد قوی متطرف میں سات معدنیات کا ذکر کرتے ہیں الذھب، الفضۃ، الرصاص، الاسرب، الحدید، النحاس، الخارصینی جو متطرف نہیں ہوتا وہ یا انتہائی نرم ہوتا ہے جیسے الزیبق یا بہت سخت ہوتا ہے جیسے یاقوت جو زیادہ سخت ہوتے ہیں کبھی وہ کھل جاتے ہیں شگاف ہوتے ہیں وہ اجسام زہبی ہوتا ہے الزرنیخ، قرمیخ

اجساد سبعہ یہ پانی اور زمین سے مخلوط ہونے سے نکلتا ہے کبریت اجزاء مائع پانی کے اجزاء زمین کے اجزاء ہوا کے اجزاء کو قوی حرارت سے اس میں پک جاتا ہے اجسام سعیفہ میں بعض بہت صاف وشفاف ہوتے ہیں یہ اجسام صفاف صاف میٹھے پانی والوں سے نکلتا ہے میٹھے پانی میں واقع سخت پتھر سے نکلتا ہے اما غیر شفاف یہ پانی اور کیچڑ کے جمع ہونے سے ملتا ہے کیچڑ اور پانی آپس میں خلط ہونے زجوزیت پیدا ہوجائے اور اس پر سورج کی حرارت طویل ہوجائے

اما وہ اجسام جو رطوبت سے حل ہوتے ہیں یہ بھی پانی سے اور سوکھی زمین کو ملانے سے نکلتے ہیں اجسام میں دھونیہ یعنی چربی والی یہ چربی والی زمین کی تہہ میں مختلف رطعوبات ہوتے ہیں اس سے پیدا ہوتے ہیں ان اجساد سبعہ میں کہا جاتا ہے یہ زیبق اور کبریت کے خلط ہونے سے ملتے ہیں اگر یہ دونوں صاف اور دونوں میں اختلاط کلی ہو جائے اور کبریت اور زیبق بھی اس میں رطوبت چھوڑیں اور زمین کی نمی تری اس میں اضافہ ہوجائے تو عجیب سیاحت ہوتا ہے ایک دوسرے کے متناسب ہوتا ہے

اماالذہبہ کی خصوصیات سونے کی خاصیت اس کی طبیعت میں گرمی ہے اجسام مائع سے سخت اختلاط ہے یہ آگ سے نہیں جلتا آگ اس کے اجزاء توڑنہیں سکتی نہ ہی مٹی سے یہ بوسیدہ ہوتا ہے یہ بہت طویل عرصے کی زندگی رکھتا ہے نرم ہے زرد ہے چمکدار ہوتا ہے اس کا طعن میٹھا ہوتا ہے خوشبودار ہوتا ہے وزنی ہوتا ہے زردی اس کی آگ سے آتی ہے نرمی اس کی زمین میں چربی سے آتی ہے صواع لون وزینت اس کی مٹی سے آتی ہے یہ خدا کی سب بڑی شرعی نعمتوں میں سے ایک بندوں کونوازا ہے اسی سے نظام دنیا روا ہے رواخلق قائم ہے لوگوں کی بہت سے حاجات اس سے حل ہوتے ہیں ہر چیز نقد سے حل ہوتا ہے نقد میں نقدین آتا ہے نقدین سے ہر چیز فروخت ہوتا ہے اور ہران دونوں سے خریدا جاسکتا ہے بخلاف دیگر اموال جس کو خریدنے کا کوئی خواہش نہیں ہوتا ہے سب کی خواہش نقدین میں ہوتا ہے اس لئے اللہ نے اس کو کنز کرنے سے منع کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگوں کی حاجت روائی کے لئے گردش میں ہو جس نے ان دونوں کو کنز کیا تو گویا اس نے اللہ کو حکمت کو دبایا جس کے لئے اللہ نے اس کو خلق کیا تھا سونے کی خاصیت کے بارے میں ارسطو جالیس نے کہا ہے یہ دل کو تقویت دیتا ہے گر کر مرنے سے بچاتے ہیں اس کا سرمہ بنائیں تو آنکھ میں حسن نظر آتا ہے

لوھا :

براھین الوھیت وربوبیت میں سے ایک لوہا ہے قرآن میں ایک سورہ سورہ الحدید کے نام سے ہے اس سورے کی آیت ۲۵ میں اللہ نے فرمایا ہے" **و انزلنا حدید فیه باس شدید و منافع لناس** "اللہ نے اس کلمے کا ذکر بعثت انبیاء وانزال کتب کے ساتھ کیا ہے، اللہ نے کیوں حدید جو ایک مادہ جامد، فاقد شعور ہے، اس کو شعور دلانے والے نبی، ضمیر جنجھوڑنے والی کتب کے ساتھ بیان کیا ہے، فی الحال اس بحث کی گنجائش نہیں، یہاں صرف یہ دیکھنا ہے کہ کتاب کیا ہے؟ کتاب اعجاز علمی ص ۱۴۷ میں آیا ہے،

الفضۃ

فلضات کی اقسام ہیں لیکن فضہ چاندی سب سے زیادہ ذہبہ سونے سے قریب ہے اس کو پکنے سے پہلے پانی لگنے کی وجہ سے اس وجہ سے سونا سے خصوصیات میں کم ہے وہ آگ جلتا ہے مائع بنتا ہے زمین کے اندر رکھیں تو گزشت زماں سے خراب ہوتا ہے ارسطو نے کہا ہے فضہ میلا ہوسکتا ہے لیکن چاندی نہیں ہوسکتا ہے اگر اس کو رصاص کی بو لگ جائے یا زیباق تو یہ ٹوٹ جاتا ہے اگر اس پر بو کبریت لگائیں تو یہ سیاہ ہوجاتا ہے اگر فضہ آگ میں کبریت

لگائیں تو جل جاتا ہے سیاہ ہو جاتا ہے اور ٹوٹ جاتا ہے

النحاس

یکے از معدن نحاس ہے نحاس فضہ کے قریب تر ہے یہ سرخی رنگ اور خشک ہونے میں مختلف ہے اس میں جو سرخی ہے وہ حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے اما یہ سوکھ جاتا ہے اور میلا ہو جاتا ہے

الحدید

یہ بھی دیگر اجساد جیسا پیدا ہوتا ہے اس میں رنگ سیاہ ہے اس کی حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے حدید دیگر فضات کے مقابلے میں زیادہ سودمند ہے اسی لئے اللہ نے قرآن میں سورہ حدید میں اس کا ذکر کیا ہے۔ بعث و قوت وصنعت آلات سازی میں کام آتا ہے۔

پہاڑ :

جمادات میں ایک منظر پرکشش پہاڑ ہیں جسے عربی میں جبال کہتے ہیں پہاڑوں کے وجود کو قرآن نے زمین کا میخ بتایا ہے ﴿وَ جَعَلْنا فِي الْأَرْضِ رَواسِيَ﴾ سورہ انبیاء آیت ۳۱ دنیا میں پہاڑوں کی کوئی تعداد نہیں ہے اعداد و شمار نہیں کیے گئے لیکن ہم آپکو چند مشہور پہاڑوں کا ذکر کرتے ہیں بعض پہاڑوں کی خصوصیات و امتیازات بھی محیر العقول بیان کرتے ہیں لیکن ہم اس کی طرف نہیں جاتے ہیں کتاب عجائب المخلوقات وغرائب الموجودات محمد بن محمود القزوینی ص ۱۴۵ پر لکھتے ہیں

جبل اولشان: یہ پہاڑ روم میں واقع ہیں اس پہاڑ کے درمیان وسط میں ایک دروازہ ہے

جبل اروند: یہ ایک سرسبز پہاڑ ہے یہ ایران کے شہر ھمدان کے اوپر محیط ہے

جبل اروند ایضا : یہ ایک دوسرا جبل اروند ہے یہ ایران کے شہر سیستان میں واقع ہیں یہاں گنے اگتے ہیں

جبل اسیرۃ: یہ وراء النہر میں واقع ہے اس میں بہت سے منافع ہیں اس میں سے نفط نکلتا ہے حدید، لوہا، نحاس، الانک ، پیتل، فیروزہ، سونا اور ایک کالا پتھر بھی نکلتا ہے اور کوئلہ بھی نکلتا ہے

جبل التر: یہ قزوین سے تین فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے بہت اونچا پہاڑ ہے یہاں پہاڑ پر برف ہوتی ہے جو سردیوں اور گرمیوں میں بھی ختم نہیں ہوتی ہے اس کے اوپر ایک مسجد ہے جہاں لوگ جاتے ہیں تبرک کرتے ہیں

جبل اندلس: اس جبل میں ایک غار ہے لیکن آگ نظر نہیں آتی ہے اگر فتیلا لے لیں اور کسی لکڑی سے اس کو باندھ

دیں اور غار میں داخل ہو جائیں خود بخود جلتے ہیں

جبل هجنة: یہ ایک ترکیہ میں واقع ہے

جبل البرانس: یہ اندلس میں واقع ہے اس میں معدن الکبریت الاحمر، اصفر معدن الزئبق ہے یہ زئبق عزیز الوجود ہوتا ہے یہاں سے پوری دنیا کو زئبق سپلائی ہوتی ہے یہاں معدن الزنجفر ہے یہ زنجفر دنیا میں سوائے اس کے اور کسی جگہ میں نہیں ہوتا ہے

جبل القدس: صاحب تحفۃ الغرائب سے نقل کرتے ہیں یہ القدس میں واقع ہے یہاں لوگ زیارت کیلئے جاتے ہیں جب شام ہوتی ہے رات ہوتی ہے تو یہاں چراغ جلتے ہیں چراغ نظر نہیں آتے ہیں لیکن روشنائی ہوتی ہے

جبل تحمید: یہ زمین کے اندر واقع ہے

جبل نیسون: یہ حلوان اور همدان کے درمیان میں واقع ہیں اس کی اونچائی و چوڑائی پر کوئی چڑھ نہیں سکتا ہے

جبل ثبیر: یہ مکہ میں منیٰ سے قریب ہے

جبل ثور الطحل: یہ بھی مکہ میں واقع ہے جس میں ایک غار ہے جہاں نبی کریم ابوبکر کے ساتھ تین دن وہاں رہے تھے

جبل حراب: یہ ہندوستان میں ہے

جبل جیش ارم: یہ بلاد طیی میں واقع ہے

جبل جودی: یہ جزیرہ ابن عمر میں واقع ہے جہاں کشتی نوح لنگر انداز ہوئی تھی اس کا ذکر قرآن میں آیا ہے

جبل جوشن: یہ حلب میں واقع ہے شام کے حلب میں۔ اس میں معدن النحاس الاحمر ہے

جبل الحارث والحویرث: یہ دو پہاڑ ہیں ارمینیہ میں واقع ہیں اس پر کوئی نہیں چڑھ سکتا ہے

جبل حراء: یہ مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے یہاں بھی ایک غار ہے حضرت محمد مبعوث بارسالت ہونے سے پہلے اس جبل میں عبادت کرتے تھے

جبل حودقور:

جبل الحیات: یہ ترکمانستان میں واقع ہے یہاں عجیب قسم کی مار ہوتی ہے جو اس کو دیکھتا ہے مر جاتا ہے

جبل دامغان: یہ مشہور پہاڑ ہے ایران کے شہرری سے ملا ہوا ہے

جبل نہاوند: اس کی بلندی بہت ہے چڑھنا مشکل ہے

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۶۲ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

جبل ربوۃ: یہ دمشق سے ایک فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے ﴿آوَیْناهُما إِلى رَبْوَةٍ ذاتِ قَرارٍ وَ مَعِین﴾ سورہ مومنون ۵۰

جبل رضوی: یہ مدینہ سے سات منزل پر ہے کیسانیوں کا کہنا ہے محمد بن حنفیہ یہاں غائب ہوئے ہیں

جبل رقیم: اس کا ذکر قرآن میں آیا ہے سورہ کہف ۹ میں ﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحابَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِیمِ كانُوا مِنْ آیاتِنا عَجَبا﴾

جبل رانک: یہ ترکمانستان میں ہے

جبل زغوان: یہ تیونس میں واقع ہے

جبل ساوۃ:

جبل سیلان: یہ اردبیل سے نزدیک ہے آذربائیجان میں

جبل السراۃ: یہ تہامہ اور یمن کے درمیان میں ہے

احجار کریمہ

عرف عام میں کسی چیز کی بے قدری بے قیمت بے اہمیت کی مثال دینا ہوتو خاک سے دیتے ہیں اب آپ کے پاس دنیا میں ایسے پتھر پیدا ہیں جو باری برکم قیمت رکھتے ہیں حتی اصل اصول اشیاء سونے سے بھی قیمتی ہیں۔ سوال یہ ہیں کہ یہ پتھر خود اپنے آپ پیدا ہوتے ہیں یا اس خاک سے پیدا ہوتے ہیں یہ کہاں سے آتے ہیں اس کو صنعت گاہ کہاں ہے۔علماء ایٹم والے کہتے ہیں مادے کا آخری جز ایٹم ہے ایٹم سے عناصر بنتے ہیں ایٹم سے قیمتی پتھر بنتے ہیں ذرا انسان اپنے عقل کو متوجہ کریں کہ یہ کیسے بنتے ہیں کتاب عجائب المخلوقات وغرائب الموجودات تالیف زکریا بن محمد بن محمود القزوینی متوفی ۶۸۴ھ ص ۱۸۵ پر لکھتے ہیں کچھ اجسام بارش کے پانی زمین کی نرمی پانی جب زمین میں جاتا ہے تو زمین نرم ہوجاتی ہے بارش کا پانی دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے ایک بخارات بن کر اُڑ جاتا ہے جبکہ دوسرا حصہ زمین میں جزب ہوجاتا ہے پانی خاک سے مل کر کیچھڑ بنا تا ہے اگر اس کیچھڑ میں لزوجیت ہو چکنائی ہو اور اس پے سورج پڑے حرارت تو اس پر اثر انداز ہوتا ہے اس سے معادن بنتے ہیں کھوف غارات میں حرارت زیادہ رہنے کی وجہ سے پانی شفاف ہوتا ہے وہ زیادہ وزنی ہوتا ہے اس سے پتھر زیادہ سخت ہوتا ہے یہ سخت پتھر نہ آگ سے متاثر ہوتا ہے نہ پانی سے جیسے یاقوت وغیرہ یاقوت اس طرح بنتا ہے لیکن اس کا رنگ کیسے سبز اور سرخ کیوں ہوتا ہے معدن میں حرارت کہاں سے آتا ہے حرارت میں فرق کہاں سے

آ تا ہے۔ پتھر جو پانی حرارت اور زمین سے مل کر بنتے ہیں اس پر سورج کی طویل عرصہ حرارت پڑھنے کی وجہ سے جیسا کہ اینٹ پر زیادہ سورج لگ جائے وہ سخت ہر کر اینٹ بنتا ہے۔ اینٹ بھی ایک قسم کا پتھر ہے لیکن پتھر سے زیادہ نرم ہوتا ہے جس سے آگ کی تاثیر زیادہ ہو وہ زیادہ سخت ہوتا ہے یہ پتھر دنیا بھر کے زمینی حالات سے مختلف ہوتا ہے ایک جگہ زمین شورزدہ ہوتا ہے یہاں نمکین چیزیں بنتی ہے ہم یہاں آپ کو بعض پتھروں کا ذکر کرتے ہیں ۔شیخ رئیس ابن سینا نے کہا ہے ان کے دور پر ارض الذوبان میں ایک قطرہ لوہا تھے وہ تقریباً ۵۰ من کے تھے اس میں ایسے جواہر تھے پتہ نہیں چلتا تھا اس کی کیا خاصیت ہے ذیل میں کچھ پتھروں کا نام آیا ہے

اثمد: کے بارے میں ارسطو نے کہا ہے یہ معروف پتھر ہے اس کے معدن بہت ہے زیادہ تر مشرب زمین میں ہوتا ہے لیکن اس کی بہتر قسم اصفہان میں ہوتا ہے یہ پتھر ہیں جو رصاص سے ملتے ہیں یہ آنکھوں میں سرمے کے کام آتا ہے رگوں کو تقویت دیتا ہے بہت سے درد جسمی خاص کر بڑھاپے کے درد مرد و عورت دونوں کے لئے مفید ہے بصارت کی کمزوری میں کام آتا ہے اگر اس کو مسک سے ملائیں گے تو بہت مفید ہے

حجر ارسون: یہ پتھر روم میں ہوتا ہے یہ طاق ہوتا ہے یہ صاف ہوتا ہے یہ عام طور پر پانچ گوشہ ہوتا ہے اگر اس کو تھوڑیں گے تو اس کے ٹکڑے بھی پانچ گوشہ ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں اس کو اٹھانے والے باہیبت ہوتا ہے اس کا سرمہ اگر آنکھ میں لگائیں گے تو آنکھ میں درد نہیں ہوتا ہے

حجر اسفیداج: یہ ایک قسم کی خاکستر ہے جو رصاص سے بنتا ہے اگر اس کو آگ میں جلائیں گے تو یہ عقرب زرہ کے لئے مفید ہے

حجر افرنجس: ارسطو نے کہا ہے یہ پتھر زرنیخ جگہ پر ہوتا ہے

حجر اقلیمیا ذہب: حجر اقلیمیا سونے سے بنتے ہیں اگر سونا کسی اور پتھر سے ملیں گے پھر اس کو آگ سے ملائیں گے اس سے جو چیز بنے گی وہ مائل بہ سیاہ نکلیں گے اس کا رنگ شیشہ جیسا ہوگا اس کو اقلیمیا کہتے ہیں

حجر اقلیمیا فضہ: یہ بھی ایک قسم کے پتھر ہے

حجر باھت: یہ سفید رنگ کا ہوتا ہے چمکدار ہوتا ہے

حجر بسنذ: یہ اصل مرجان ہے اس کا رنگ سفید بھی ہوتا ہے سرخ بھی ہوتا ہے اور سیاہ بھی

حجر بلور: یہ ایک قسم کا شیشہ ہے لیکن شیشہ سے زیادہ سخت ہے

حجر بورق: یہ شورزدہ زمین میں ملتا ہے لیکن بورک سے زیادہ قوی ہے

حجر تنجادق: ارسطو نے کہا ہے یہ ایک پتھر ہے سرخ رنگ کا ہے اس کی سرخی یاقوت کی سرخی سے مختلف ہے اس کا معدن مشرق زمین میں ہے اگر کوئی اس سے ۲۰ جو کے وزن والی انگھوٹی پہنیں گے تو اس کی آنکھوں کی بینائی میں کمی آئے گی اگر اس کو سر اور ڈاڑھی پر ملیں گے پھر زمین پر رکھیں گے تو اطراف کی بو اس کو آئے گی

حجر تدمر: ارسطو نے کہا ہے یہ پتھر مغرب میں پایا جاتا ہے. بحر احمر کے کناروں پر ہوتا ہے اور کہی بھی نہیں ہوتا ہے یہ سفید رنگ کا ہوتا ہے اگر کوئی شخص اس کو سونگھ لے تو فوراً اس کا خون منجمد ہو جائے گا مرجائے گا

حجر تنکار: ارسطو نے کہا ہے یہ پتھر جنس نمک سے ہے اس کا ذائقہ مادر بورق کا ہے اس کی پیدائش کی جگہ بحر کے ساحلوں سے ہوتا ہے یہ سونا جیسا ہے نرم ہے اگر کوئی کھائیں گے تو دانت میں موجود کھیڑے مرجائیں گے دانت کے درد کو کم کرنے میں اس کا بڑا کردار ہے

حجر توتیا: ارسطو نے کہا ہے یہ پتھر ہے لیکن اس کا معدن کی اقسام ہے یہ سرخ بھی ہے زرد بھی اور سبز بھی یہ ساحل ہندسندھ میں پایا جاتا ہے یہ آنکھوں کی رطوبت کو ختم کرتا ہے

حجر جالب نوم: ارسطو نے کہا ہے. بہت سخت ہوتا ہے یہ صاف سرخ رنگ کا ہوتا ہے دن کو دیکھیں گے تو ایک بخار نکلتا نظر آئے گا رات کو اس کی روشنائی صاف نظر آئے گی اطراف کو روشن کرتا ہے اگر انسان اپنے پاس رکھیں ولو دو درہم کے برابر ہو تو انسان کو اس سے لمبی نیند آئے گی اگر سوتے انسان کے سرہانے کے نیچے رکھیں گے تو یہ بیدار ہی نہیں ہوگا جب تک اس کے سر کو نہ ہلایا جائے اگر یہ کسی دیوار کو ملائیں تو دیوا سرخ ہو جائے گی

حجر جزع: ارسطو نے کہا یہ اقسام انواع ہے یہ یمن سے لاتے ہیں یا چین سے لاتے ہیں لوگ اس کو لینے سے کراہت کرتے ہیں اس سے انسان کے اندر گندھے خواب نظر آتا ہے اس سے انسان کی قبض بند ہو جاتا ہے امورات اچھے طریقے سے نہیں چلتا ہے۔ اگر کسی بچے کی گردن پر لگائے تو وہ زیادہ روئے گا

حجر حامی: ارسطو نے کہا یہ ایک پتھر ہے سخت سرخ ہے اس کے اندر سیاہ نکتے ہیں یہ ہندوستان سے لاتا ہے

حجر بلیناس: کتاب خواص میں آیا ہے اس کے اندر چندیں سراخ ہیں اگر یہ درخت سے لٹکائیں گے تو پھل زیادہ دے گا

حجر اسانجونی: ارسطو نے کہا ہے یہ خارش کے لئے ہے جو اس کو ساتھ رکھیں گے وہ خوش رہے گا محزون نہیں ہونگے

حجر ابیض: اگر اس پتھر سے خارش کریں تو وہ زرد ہوتا ہے

حجر اخضر: ارسطو نے کہا ہے اگر یہ پتھر جسم پر ملیں تو وہ سفید ہو جاتا ہے اگر اس کے ساتھ اس کو زمین میں دفنائیں یا

کپڑے یا کپاس میں ڈھانپ کر دفنائیں تو اس سے اچھی سبزی نکلتا ہے

حجر اسود: یہ ایک زرد رنگ کا پتھر ہے ارسطو نے کہا ہے اگر اس کو ماریں گے تو سفید ہوگا

حجر اصفر: زمین رنگ، اگر پتھر زمین رنگ کا ہو سفید ہو جاتا ہے اگر اس کو ایک انسان کے نام پے پیسیں اور پیس کر اس کو سرمہ بنائیں تو بینائی ٹھیک ہو جائے گی

حجر الباءۃ: ارسطو نے کہا ہے اسکندر کو یہ پتھر افریقہ سے ملا ہے اس کے معدن وہاں ہیں اگر یہ انسان یا حیوان کے نزدیک کریں گے تو اس میں شہوت انگیزی آئے گی یہ شہوت انگیز ہے

حجر بحر: یہ پتھر دریا کے ساحل پر ملتے ہیں یہ سیاہ ہوتا ہے خاردار ہوتا ہے۔ اسکندر کو یہ پتھر ظلمات میں ملیں گے

حجر الحباری: یہ پیچس کو بند کرتے ہیں

حجر الحیۃ: اس کو فارسی میں مہرہار کہتے ہیں یہ مارزدے کے لئے اچھا ہے

حجر خطاف: یہ گوسالوں میں ملتا ہے یعنی پہاڑوں میں سوراخ ہوتا ہے

حجر دجاج: یہ دو نام ہیں نجومی کا

حجر سامور: یہ حجر ہر پتھر کو تھوڑتا ہے جب سلیمان نے بیت المقدس بنانا چاہا تو شیاطین سے کہا پتھر تھوڑیں لوگوں نے شور سے تکلیف کی شکایت کی تو لوگوں نے علماء جن کو جمع کیا ان کو کہا کہ پتھر کو کیسے تھوڑیں گے افریط نے کہا ہمیں پتہ ہے ایک پتھر ہے اس کی خاصیت ہے وہ پتھر پر ماریں گے تو وہ ٹھوٹ جائے گا۔

عناصر و معادن

کتاب موسوعہ ثقافۃ العامۃ ص ۱۳۹ پر آیا ہے عنصر ایک مادہ ہے جو متشابہ الاجزاء پر مشتمل ہوتا ہے تقریباً ابھی تک ایک سو عنصر متعارف ہوئے ہیں سب سے زیادہ عنصر جو کائنات میں پایا جاتا ہے ہو ہائیڈروجن ہے یہ سب سے بڑا زیادہ پایا جانے والا دستیاب عنصر ہے ہائیڈروجن وہ مادہ ہے جس سے ستارے بنتے ہیں روئے زمین پر سب سے زیادہ پائے جانے والے عنصر آکسیجن ہے سب سے پہلے جو عنصر سورج پر کشف ہوئی ہے سب سے پہلے کشف ہونے والا عنصر ہائیڈروجن ہے یہ ۱۸۶۸ء کو کشف ہوا ہے جس وقت ہیلیم اور سورج کی شعاعوں پر تحیقات ہو رہے تھے ابھی تک علماء نے ہیلیم کو زمین پر کشف نہیں کیا تھا یہ ۱۸۹۵ء سے پہلے تک کشف نہیں ہوا تھا۔

سائل یعنی مائع

مشہور معروف یہ ہے معادن سب کے سب سخت ہوتا ہے قوی ہوتا ہے تھوڑ نا مشکل ہوتا ہے اس کے باوجود کچھ معادن موجود ہے جو مائع میں ہیں اس کا معدن زیبق ہے زیبق چاندی رنگ کا ہوتا ہے کبھی اس کی حرارت زیبق سے کرتے ہیں انسان کی استطاعت میں ہے وہ ہر معدن کو سائل میں تبدیل کرتے ہیں اگر معدن کو آپ اس طرح حرارت دیں کہ وہ حل ہو جائے اگر زیبق کو گرم کریں گے تو جماد بنے گا۔ اگر زیبق کو گرم کریں گے تو جماد بنے گا زیبق برقی آلات سامان بنانے میں کام آتا ہے وہ دونوں کم یاب عناصر میں سے ہیں معادن عام طور پر ٹھنڈے ہوتے ہیں ہاتھ لگائیں گے تو ٹھنڈا محسوس ہونگے آپ اگر معدن کو کمرے میں رکھیں اور کتاب پڑھنا شروع کریں تو آپ کتاب کو ٹھنڈا محسوس کریں گے اسکی وجہ ہے کہ معدن ہاتھ کی جسم کی حرارت کو اپنی طرف کھینچتا ہے معدن ایک دوسرے کے توسط سے دوسرے میں منتقل ہوتا ہے سب سے بھاری وزنی معدن کون سی ہے سب سے بھاری جو نادر الوجود ہے اس کا نام اوسمیوم ہے اوسمیوم کی ایک مقدار ۲۳ برابر پانی کے حجم کے برابر ہوگا۔ رصاص کے دگنا برابر ہوگے وضع قراء اسمیوم سے بنی ہے ۲۶۴ پونڈ ہے یعنی آپ کے وزن کا تین برابر ہے

عالم حیوانات میں مظاہر مکون کونیات

مکون کونیات کی تلاش میں سر عالم حیوانات

مکون کونیات نے ان آیات کریمہ اپنی ذات قدوس سے افعال لعب وعبث نفی کیا ہے کائنات کی ہر موجود بلکہ ہر وجود میں موجود ھوا ایک غرض وغایت کے لیے خلق کیا ہے چنانچہ ان آیات کریمہ میں خلق کائنات کی غرض و تخلیق خدمات انسان فرمایا ہے سخر لکم مافی السموٰت والارض لیکن یہ مخلوقات اپنی جگہ پر ایک ایک مہم ایک غایت ایک جہت ہے انسان اپنی محیر العقول فہم وفراست کے تناظر میں ناسمجھنے کیلیے مثال حیوان کو قرار دیتے ہیں یہ حیوان جیسا نافہم ناسمجھ ہے لیکن بعض امور میں بعض انسانوں سے بھی آگے شرف وادراک رکھتے ہے بطور مثال کوا میرے نافہم ناسمجھ ناپسند پرندوں میں سے ہے لیکن جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تو اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا اس جسد کو کہاں رکھیں اللہ نے ایک کوے کو بھیجا اس کو اس سلسلے میں ھدایت ورہنمائی کریں مائدہ آیۃً۔

فرعون نے جب موسیٰ وھارون سے پوچھا من ربکما موسیٰ نے جواب دیا میرا رب وہ ہے جو ہر چیز کو خلق کرنے کے بعد اس کی ھدایت کی ہے طہ ایۃً ۵۔ چنانچہ تمام حیوان جس مقصد کے لیے خلق کیا ہے اس کے انجام خطاو غلطی نہیں ہے۔ حیوانات اگر مقدار ضروری غذا کھایا ہے تو اس کو دوبارہ کھلایا نہیں جاسکتا ہے لیکن انسان یہ کہتے ہیں پیٹ بھر گیا ہے پھر کھاتے ہیں چنانچہ تمام عباد ین حیوانوں سے بھی بدتر کہلاتے ہیں چنانچہ اس ایت کے مضامین نور اعلیٰ ۲۔۳ میں آیا ہے۔

نیند ازامات و براھین نوم مکون کونیات ہے سورہ روم ۲۳ اللہ سبحانہ اس ایت کریمہ میں نیند کو یکے ازامات حق قرار دیا ہے لیکن نیند کیا چیز ہے جانتے ہیں کام میں تھکاوٹ آتے ہی جب آتا ہے تو انسان مغلوب ہوجاتا ہے پس ہوتا ہے روکا نہیں جاسکتا ہے نیند انسان کی طلب وخواہش پر نہیں آتی ہے جب آتی ہے تو ذہن شور زار خارزار تو اتر نحو نما سامان اٹھے ہوے آتا ہے۔ نیند کی حقیقت کے بارے میں زخرف ۲۲ میں قصص ۷۱، سورہ قصص ۷۳، سورہ نباہ۔

مکون کونیات کی تلاش میں عالم حیوانات کی سیر

حیوان حیاتیات میں دوسرے درجہ مترقی شکل کا نام ہے اس کے پہلے درجہ میں نباتات آتا ہے جس کا آغاز خلیہ سے ہوتا ہے اس کے بارے میں بحث نباتات میں گذر چکے ہیں تکرار نہیں کرتے ہیں حیوانات کی تعداد کا اندازہ انسان کی تعداد سے کر سکتے ہیں ابھی تک روئی زمیں پر بسنے والی اس کی مخلوق کی تعداد سات ارب سے گذر چکے

ہیں لیکن حیوانات کی تعداد افرادی تو ناممکن ہے اس کی تعداد انواع سے کرتے ہیں علماء حیوان نے اس کی انواع کو ملائین ملائین بتایا ہے ہر نوع اپنی جگہ ملائین ملائین افراد رکھتے ہیں ہم یہاں حیوان شناسی کے موضوع پر نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ اس عظیم النوع اور محیرّ العقعول حرکات وسکنات والی مخلوق کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے اتنی مخلوقات کی تخلیق ان کی ارزاق ان کی نظام حیات مکون کونیات کے نشانات بتانا مقصود ہیں۔

مملکت حیوانی بھی عجائب وغرائب کی حامل ہے ان کی انواع دوملیون سے زیادہ ہیں مزید انکشافات جاری ہیں کتاب معالم قرآن فی العوالم الکون، مخلوقات ذی حیات میں انسان، جن، بھائم، حشرات، زواحف، طیور، جراثیم آتے ہیں۔ ہر ایک اپنی خصوصیات وامتیازات کے حوالے سے خاص نوع حیات کے حامل ہیں ایک دوسرے سے اپنی لغت واشارے میں تفاہم کرتے ہیں جب کہیں احساس خطر ہوتا ہے تو نفرت کرتے ہیں، کبھی اپنے نفس سے دفاع کرتے ہیں، اللہ نے ان کو طاقت دی ہے وہ اپنی دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں، کبھی سم پاشی کرتے ہیں۔ جیسے، سانپ، اژدھا، عقرب، ذئب، ببل نحل، زطریرہ، بعض اپنے تیز دھار سینگ سے دفاع کرتے ہیں جیسے ہرن، بیل، جاموس، بعض اپنے پاؤں سے چیرتے ہیں جیسے، سباع، درندہ مکھی، کلاب، بلی، ثعلب، دبدب، ذباع، ہر ایک کی عادات ہیں ہر ایک کی اپنی زبان ہے اشارے ہیں۔

کتاب الحیوان جاحظ جلد ا ص ۲۴۲، اجسام تین حصوں میں تقسیم ہیں، متفق ہیں، مختلف ہیں، متضاد ہیں۔ کائنات دو حصوں میں تقسیم ہے، یوں کہیں کہ، نیچرلسٹ حکماء نے غیر نامی کی بھی نام گزاری کی ہے اور نامی کا بھی نام رکھا ہے۔ انھوں نے جماد کے لئے کلمہ موات استعمال کیا ہے، لیکن افلاک، بروج، نجوم، شمس قمر، یہ غیر نامی ہیں۔ لیکن وہ ان کو جماد نہیں کہتے ہیں موات کہتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہتے ہیں کہ یہ سب حرکت میں ہیں، جماد حرکت نہیں کرتے ہیں، بعض کا عقیدہ ہے کہ یہ بروج مدبر کائنات ہیں حیات رکھتے ہیں، حیوانوں کی حیات ان سے قائم ہے۔ حالآنکہ دنیا ان کو جماد کہتی ہے۔ زمین جماد بھی ہے، موات بھی ہے اگر اس میں سبزی نہ اُگے تو موات ہے۔ فلاسفہ پانی، آگ، ہوا، زمین کو نہ جماد کہتے ہیں نہ موات، نہ حیوان کہتے ہیں۔ ارض کے اراکین اربعہ میں، پانی، زمین، ہوا، آگ ہیں۔

حیوان چار قسم کے ہیں، ایک قسم زمین پر چلتے ہیں، ایک گروہ پانی میں تیرتا ہے، ایک گروہ رینگتا ہے۔ ایک گروہ اڑتا ہے۔

حیوانات:

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۷۰ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

کتاب معالم القرآن فی عوالم الاکوان صفحہ ۲۷۸ پر آیا ہے مخلوقات حیوانیہ بھی انسانوں جیسی اقوام وملل گوناں گوں رکھتی ہیں یک از انواع حیوان میں خود انسان بھی شامل ہے، انسان حامل شریعت ہے، لیکن جن پر شریعت نافذ نہیں ہے، ناسمجھ، نافہم کا طعنہ دیا جاتا ہے بعض حیوانات تکرار سے ناسمجھی کی مثال بنے ہوئے ہیں جیسے گدھا، لیکن اس میں پائی جانے والی محیر العقول حاجیات کا جائزہ چاہئے کہ یہ کہاں سے آئی ہیں۔ حیوانات ایک حوالے سے دو انواع میں تقسیم ہیں ان میں ایک انسان ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں برو بحر میں موجود حیوانوں کو انسانوں کے لئے خلق کرنے کا ذکر فرما کر انسانوں پر احسان جتایا ہے۔ جو مستقل آزاد، استقلالی زندگی گزارتے ہیں، یہ اشرف المخلوقات کا افتخار اور تاج کرامت رکھتے ہیں، انسان سے پست درجہ میں دیگر حیوانات آتے ہیں، مثلاً ہرن، حمار وحشی، بقر وحشی، ہاتھی، شیر، وغیرہ بہت سے حیوان انسانوں کی کفالت میں ہوتے ہیں جیسے بکری، گوسفند، گائے، بھینس اور کتے وغیرہ، سب جانتے ہیں جو مستقل وآزاد زندگی گزارتے ہیں وہ زیادہ قدرتمند اور حیلے باز ہوتے ہیں، لیکن جو انسانوں کے ہاتھوں خاضع ذلیل واسیر ہیں، قوت ادراک وتوقیر کھوئے ہوئے ہوتے ہیں، اسی طرح انسان بھی بعض غاصبین وظالمین کے سامنے خاضع ہیں۔ لیکن موت و حیات انسان کے لئے سم قاتل ہے، اہل ایمان کے لئے الوہیت و ربوبیت اللہ پر ایمان کو تازہ کرتی ہے، تحقیقات کا حوصلہ بڑھاتی ہے سوچنے سمجھنے کی دعوت دیتی ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں عالم حیوانات میں عجائب وغرائب جماعتیں ہیں جو اس کے خالق ومدبر ورازق کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔ سورہ انعام آیت: ۳۸ ﴿وَ ما مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَ لا طائِرٍ يَطِيرُ بِجَناحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثالُكُمْ ما فَرَّطْنا فِي الْكِتابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلى رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ﴾ اللہ نے ان حیوانات کی تقسیم بتائی ہے۔

۱۔ بعض حیوانات نے اپنی سکونت فضاء میں بنائی ہے انہیں طیور کہتے ہیں۔

۲۔ ایک بڑا حصہ اس زمین کے اوپر ایک نیچے ہے، ان کو دابّہ کہتے ہیں۔

۳۔ تیسرا حصہ دریا میں ہے۔

حیوانات کی ہر نوع اپنی جگہ ایک قوم وملت ہے، مکھیاں ایک قوم ہیں، پرندے ایک عالم، شہد کی مکھی ایک عالم ہے ہر ایک ملت کا رزق جدا ہے، تعجب وحیرت کی بات یہ ہے بہت سے حیوانات دوسرے حیوانات کا رزق بنتے ہیں ہر ایک اس کو توازن میں رکھنے کا ذمہ دار ہے تاکہ ایک طغیان وسرکشی نہ ہو جائے۔ سورہ ہود آیت: ۶ ﴿وَ ما مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُها﴾ ہر ایک کا رزق اور اجل میں معیّن ہے اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو توازن

میں بگاڑ آجائے گا، ہر ایک کی موت و پیدائش لمحہ فکر یہ ہے۔

کتاب الکون والانسان بین العلم والقرآن ص ۲۲۸، کتاب اعجاز علمی فی القرآن تالیف سید جمیلی ص ۲۷ پر لکھتے سورہ مبارکہ نور آیت ۴۵ میں تمام حیوانات کی ایک اجمالی فہرست پیش کی ہے کوئی بھی اس کی فہرست سے خارج نہیں۔

۱۔ منہم فی لحش علی بطنہ جیسے اقسام سانپ، مچھلی، حیوانات، زراصف یہ حیوانات الرشی نہ ھونے کے باوجود تیز رفتاری سے چلتے ہیں۔

۲۔ ومنہم فی لمیتی علی رجلین انسان اور پرندے

۳ منہم فی یمشی علی اربع گوسفند، بکری، گائے، بکری بیل، گوڑے، خچر، گدھے حیوانات ومتی۔

سرہ نور ایت ۴۵ ضفر دالمندس کی ایات واحدنیت میں سے ایک زمین پر چلنے والے تمام حیوانات کو اللہ نے پانی سے خلق کی ہے اس کے بوجود ہر ایک جسامت خاصیت شکل غذا میں اختلاف شدید۔

کتاب تفسیر جواہری طنطاوی جلد ۸ ص ۱۶۱ پر حیوانات کی تقسیم لکھی ہے۔

۱۔ ایک حیوانات جنگلات میں ہوتے ہیں آزاد زندگی بسر کرتے ہیں، ان میں ہرن، حمار وحشی، بقر حشی، ہاتھی، شیر آتا ہے۔

۲۔ دوسرے وہ جانور ہیں جو انسانوں کی سرپرستی ونگرانی میں زندگی گزارتے ہیں جیسے بکری، مال، گائے، کتا وغیرہ ۔پہلی نوع جسمانی طور پر قوی نفسانی طور پر ذکی، فریس عملی میدان میں قدرت مند نظر آتے ہیں، دوسرے انسانوں کے سامنے اسیر، ذلیل اور فکر وسوچ محروم ہوتے ہیں۔

حیوانات دو حصوں میں تقسیم ہیں ایک حصہ انسانوں سے دور مستقل زندگی گزارتے ہیں، آزاد زندگی گزارتے ہیں اس میں ہرن، حمار وحشی، بقر وحشی، ہاتھی، شیر وحشی کہتے ہیں کس سے وحشت نفرت کرتے ہیں انسانوں سے وحشت ونفرت کرتے ہیں آتے ہیں دوسرے وہ ہیں جو انسانوں کی کفالت میں زندگی گزارتے ہیں، وہ انھیں کھلاتے ہیں اس میں بکری، گوسفند، کتے وغیرہ آتے ہیں انسان اس کو ذبح کر کے کھاتے ہیں اللہ سبحانہ نے انسانوں کے غذا بنائی ہے سب جانتے ہیں جو مستقل آزاد زندگی گزارتے ہیں وہ زیادہ قوت وقدرت مند ہوتے ہیں۔لیکن دوسرا گروہ انسانوں کے ہاتھوں میں مسخر ہے، قوت تفکر کھوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ جسم سالم ہے کون ساز یادہ درک کرتا ہے، کونسا مستقل ہے، کون بیماریوں کے ہے وہ حیوان جس کی تدبیر انسان کرتے

ہیں انسان ان کو کھلاتے ہیں وہ قوت ادراک کھوئے ہوئے ہوتے ہیں، ان کی غریزہ فکری سوئی ہوئی ہوتی ہے جو کچھ ہرن اور شیر کو مفت میں ملا ہے، جنگلی زندگی گزارنے والے شیر بہت عزت کی زندگی گزارتے ہیں اس کا نام ہوتا ہے لیکن انسان جس کو اللہ نے اشرف مخلوقات بنایا تھا حیوانات سے افضل بنایا تھا وہ خود اپنی طرف جنگلی حیوانات جیسا تمام زندگی عیش ونوش میں گزارنے کو انتخاب کیا عیش ونوش اچھے لباس میں نظر آئیں گے، لیکن غاصبین ظالمین کے سامنے خاضع ہوتے ہیں۔

مکون کونیات نے ان آیات کریمہ اپنی ذات قدوس سے افعال لعب وعبث نفی کیا ہے کائنات کی ہر موجود بلکہ ہر وجود میں موجودھوا ایک غرض وغایت کے لیے خلق کیا ہے چنانچہ ان آیات کریمہ میں خلق کائنات کی غرض و تخلیق خدمات انسان فرمایا ہے سخر لکم مافی السمٰوت والارض لیکن یہ مخلوقات اپنی جگہ پر ایک ایک مہم ایک غایت ایک جہت ہے انسان اپنی محیر العقول فہم وفراست کے تناظر میں نا سمجھنے کیلیے مثال حیوان کو قرار دیتے ہیں یہ حیوان جیسا کہ ہمارے خیال نافھم ناسمجھ ہے لیکن بعض امور میں بعض انسانوں سے بھی آگے شرف وادراک رکھتے ہے بطور مثال کوا میرے نافھم ناسمجھ ناپسند پرندوں میں سے ہے لیکن جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تو اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا اس جسد کو کہاں رکھیں اللہ نے ایک کوے کو بھیجا اس کو اس سلسلے میں ھدایت ورہنمائی کریں مائدہ آیۃ ۳۱ روم ۵۸ نحل ۶۵ بقرہ ۱۷۴، عنکبوت ۱۷، یس ۳۷، حج ۶۳ اور یونس ۲۴۔

فرعون نے جب موسیٰ وھارون سے پوچھا من ربکما طٰہٰ آیۃ ۵ موسیٰ نے جواب دیا میرا رب وہ ہے جو ہر چیز کو خلق کرنے کے بعد اس کی ھدایت کی ہے۔ چنانچہ تمام حیوان جس مقصد کے لیے خلق کیا ہے اس کے انجام خطا و غلطی نہیں ہے۔ حیوانات اگر مقدار ضروری غذا کھایا ہے تو اس کو دوبارہ کھلایا نہیں جاسکتا ہے لیکن انسان یہ کہتے ہیں پیٹ بھر گیا ہے پھر کھاتے ہیں چنانچہ تمام عبادین حیوانوں سے بھی بدتر کہلاتے ہیں چنانچہ اس آیت کے مضامین نور اعلیٰ ۲۔۳ میں آیا ہے۔

نیند از آیات وبراھین مکون کونیات ہے سورہ روم ۲۳ اللہ سبحانہ اس ایت کریمہ میں نیند کو یکے از آیات حق قرار دیا ہے لیکن نیند کیا چیز ہے جانتے ہیں کام میں تھکاوٹ آتے ہی جب آتا ہے تو انسان مغلوب ہوجاتا ہے پس ہوتا ہے روکا نہیں جاسکتا ہے نیند انسان کی طلب وخواہش پر نہیں آتی ہے جب آتی ہے تو ذہن شورزار خارزار تو اتر نحو نما سامان اٹھے ہوے آتا ہے۔ نیند کی حقیقت کے بارے میں زخرف ۲۲ میں قصص ۱۷، سورہ قصص ۷۳، سورہ نبا ۵۔

عالم خلیہ میں مکون کائنات کی تلاش۔

جس طرح مادیات میں آخرین، اکائی، پروٹون، نیوٹرون، الیکٹرون کی کشف بہت دیر سے ہوئی ہے اس طرح عالم حیاتیات میں اس کی اخری اکائی جسے بعد میں انہوں نے خلیہ نام رکھا ہے خلیہ وہ واحد جزو ہے اور اس کی ایک ہی وظیفہ ہے جس سے موجودات ذی حیات بڑھنا شروع ہوتا ہے خلیہ اپنی صغاریت اور باریکیت میں انتائی حد تک عمق میں ہونے کی واجہ سے کشف ہونے میں بہت تاخیر ہوئی۔اس کی اکتشاف مائکروسکوپ کی اکتشاف کے بعد ہوئی ہے لہذا اس اکتشاف کا سہرا اس شخص پر ہے جس نے مائیکروسکوپ کشف کیا ہے کتاب علم الحیوان تالیف گروہ از علماء مولفین کتاب الحیوان اپنی کتاب کے مقدمہ پر لکھا ہے خلیہ کا اکتشاف مائیکروسکوپ سے ہوا ہے میکروسکوپ اب تک تین نوعیت میں وجود میں آئی ہے بصری، الیکٹرونی، الطائر دری۔ خود مائیکروسکوپ کا اکتشاف لیوک ہوک اس نے ۱۵۹۱ میں مائیکروسکوپ کا کشف کیا۔مائیکروسکوپ کشف ہونے کے بعد رابرٹ ہوپ ۱۶۶۵ کو اس نے شہد کی مکھی کا خلیہ آخری جزو کشف کر رہے تھے اس نے کلمہ خلیہ استعمال کیا۔رابرٹ ہوپ کے بعد تحقیقات خلیہ مین بڑھتے گئے خود خلیہ کس چیز بنتے ہین۔خلیے کی تحقیقات کرنے والون کا کہنا ہے جو سب سے بڑی تحقیق اس علم میں ہوا ہے علم حیات میں یہ بنیادی نقطہ ہے علم حیاتیات مین اہم عنصر خلیہ ہے۔علم خلیہ علم وراثت سے گہر رشتہ ہے ایک مخلوق حیاتی اپنے سے پہلے کا وراثت میں لیتا ہے علم خلیہ کا رشتہ علم جنین، علم فسلو جی سے گہرا رشتہ ہے۔۱۶۶۵ کو رابرٹ ہوپ کے کشف کے بعد بہت سے علماء نے مائیکروسکوپ کے زریعے نباتات کی تھقیقات شروع کی۔۱۹۳۸ میں شیلٹن نے تمام اجزا نباتات کی تحقیقات شروع کی۔جس مادے سے خلیہ وجود میں آتا ہے اس کا نام علماء نے پروٹو پلازم رکھا ہے۔یہ ایک پیچیدہ مادہ ہے یہ کس چیز سے بنی ہے معلوم نہیں اس کی حقیقت جاننے کے لیے اس کو مارنا ہوگا۔آیئے دیکھتے ہیں اس مکشوف جدید جس سے ہر ذی حیات کے جزو جزو بنتے ہیں خلیے کی ایک حقیقت ہے اس کا نام پروٹو پلازم ہے آیا یہ ذی حیات ہم اس وقت عالم انفس میں بحث کر رہا ہے عالم انفس میں خلیہ کشف ہونے سے پہلے انسان کی اکائی بننے میں اس کا قرآن نے مراحل میں مختلف چیزوں کا نام دیا ہے سب سے پہلے مرحلے کا نام تراب کہا ہے، پھر اس کو طین کہا ہے، پھر صلصال کہا ہے۔دوسرے مرحلہ قرآن میں ماء کہا ہے۔اس کے بعد کا مرحلہ اس کو نطفہ کہا ہے۔نطفے میں کتنی خلیہ ہوتا اور کتنے خلیوں سے انسان کا وجود شروع ہوتا ہے۔علماء طب جس میں انسانی پر بحث کرنیوالوں میں اعضاء بدن میں متعدد مختلف اجزاء بیان کیے ہیں

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۷۴ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

۱۔عزام (ہڈی) بتایا ہے

۲۔عصاب بتایا ہے

۳۔رگ

۴۔لوتھڑا

۵۔نرم گوشت

۶۔سخت گوشت

یہ سب کیسے بنتا ہے ایک خلیہ سے انسان بنتا ہے آخر انسان کامل میں کتنے خلیہ ہوتا ہیاس کشفیات کا نام ہے مکون کائنات کی تلاش، آیا یہ چیزیں جو نطفے سے شروع ہوتا ہے آخر میں اشرف المخلوقات نام لیتا ہے اچانک ہوتا ہے بقیہ ارادہ کے ہوتا ہے یا مکون کائنات کے ارادے سے ہوتا ہے۔

وجود باری تعالیٰ اوراس کی وحدانیت پر قائم دلیلوں میں سے ایک حیرت انگیز محیّر العقول اور جدید ترین دلائل میں سے ایک دلیل ''خلیہ'' ہے خلیہ وجودی حیات انسانی کی پہلی اکائی ہیں، جن کے تجمعات سے مختلف قسم کے ذی حیات بنتے ہیں ان ذی حیات میں نباتات حیوانات انسان آتے ہیں۔حیوانات کی بھی اقسام وانواع ہیں جو گنتی سے باہر ہیں، ان میں سے ایک انسان ہے۔کہتے ہیں ایک انسان کے اندر کئی ملین خلیہ ہوتے ہیں۔ خلیوں میں بھی اقسام ہیں، ہر ایک کا اپنا خاص کردار ہوتا ہے۔ یہ خلیات اپنی جگہ کتنا ذہین ماہر اور امین ہے۔ کتاب وجود اللہ تا ئیف علامہ یوسف قرضاوی ص ۴۸ پر لکھتے ہیں ہر ذی حیات کے اندر موجود خلیوں میں سے ہر ایک خلیہ اپنے کردار، انداز عمل میں دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ یہ خلیات، امتیازات، قابلیات میں مختلف خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک حیرت انگیز، تراروتنوع دار ہوتا ہے، یہ عجیب انداز میں وہ ختم ہوتا ہے، اور عجیب انداز میں اسکا بدل اس کی جگہ لیتا ہے، ہر خلیہ دوسرے سے رشد ونمو میں مختلف ہے، ہر ایک کی ذمہ داری عمل، جسم سازی میں ایک دوسرے سے تعاون میں منقطع النظیر ہے، ہر ایک خلیہ دوسرے خلیے کے بارے میں آگاہی رکھتا ہے۔ خلیے اپنی منزل وھدف کی طرف حرکت میں اشتباہ نہیں کرتے ہر جسم سے ہزاروں خلیے فنا ہوتے ہیں اوراس کی جگہ نئے خلیے بنتے ہیں۔ اگر ہم میں سے کوئی انسان اپنے وجود کے بارے میں سوچے کہ اس کا آغاز کہاں سے ہوا؟ کدھر سے ہوا؟ تو اس کا آغاز نطفے سے ہوا نطفے میں موجود خلیہ سے ہوا ہے ، یہ خلیہ مائیکروسکوپ کے بغیر قابل دید نہیں ہوتے ہیں۔ کتنے خلیے جمع ہونے کے بعد جسم انسان بنتا ہے۔ یہ خلیہ

اپنے آپ کھڑے ہونے کی بنیاد نہیں پاتا،اس کے پاؤں نہیں عقل نہیں قدرت نہیں فاقد ارادہ ہے رحم میں استقرار پاتا ہے۔

اللہ کی عطا کردہ خصوصی ہدایت کے تحت اپنے لئے غذا طلب کرتا ہے۔اللہ کی قدرت سے دیوار رحم میں اس خلیے کی غذا خونی مادہ ہے۔غذا کھانا شروع کرنے کے بعد اب خلیہ میں عمل تقسیم شروع ہو جاتا ہے۔چنانچہ اس خلیہ سے مزید خلیہ نکلتے ہیں اس خلیہ کو خلیہ سادہ کہتے ہیں۔اس خلیہ کو پتہ ہوتا ہے کہ،ہدف تک جانے کا راستہ کہاں ہے،ہر ایک خلیہ کی ذمہ داری،کردار جسم کو تیار کرنا ہوتا ہے۔انسان کا جسم خلیہ کے لئے ایک وسیع وعریض بلند عمارت ہے خلیہ کے کردار کو انسانی جسم کی مختلف انواع میں حقیقت عظمیٰ مانا جاتا ہے۔دیکھئے انسان کے اندر کتنے مختلف اعضاء ہوتے ہیں انہیں میں سے ایک اعصاب کا نظام ہے،وریدوں کا نظام ہے،وریدوں کی نوعیت مختلف ہوتی ہے،ہر ایک جسم کے اندر موجود ڈھانچہ ایک دوسرے سے کم وکیف میں مختلف ہوتا ہے،متشابہ نہیں ہوتا ہے،یہ عمارت اتنی رقیق ہے کہ ہر ایک نظام کی ذمہ داری دوسرے سے مختلف ہوتی ہے،ہر چھوٹے سے چھوٹا خلیہ اپنے راستے اپنی منزل کو جانتا ہے اس کو پتہ ہے اس کی منزل کہاں ہے راستہ کدھر سے جاتا ہے کوئی خلیہ راستہ نہیں بدلتا ہے بطور مثال جن خلیوں سے آنکھ بنتی ہے ان کو پتہ ہے کہ یہ آنکھ جسم کے کس حصے میں ہے،جس خلیے سے آنکھ بنتی ہے اس سے ناک نہیں بنتی کان نہیں بنتے،خلیہ اپنے مرکز سے کتنے دن کے بعد آنکھ بنانا شروع کرتا ہے آنکھ کے خلیات کون جمع کرتا ہے؟ کون انہیں ترکیب دیتا ہے؟ کون ان سے یہ کام لیتا ہے؟ ہاں موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا تھا سورہ طہ ۵۰﴿قَالَ رَبُّنَا الَّذِی أَعْطی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدی﴾

۱۔خلیہ جلد

۲۔خلیہ عظم

۳۔خلیہ شعر جفت شکل میں ہوتا ہے ۲۳ جوڑے ہوتے ہیں اس میں ۱۲۲ اصل جسم کے موجد ہی مبقی حیات ڈھانچے کے صفات خصوصیات بناتے ہیں اس میں صرف ایک کا تعین مذکر ومونث ہوتا ہے۔

حیوان:

حیوان موجودات عجیب وغریب میں سے ایک ہے اب تک اس کی دوملیون اقسام بتائی جاتی ہیں اس کی خصوصیات وامتیازات کو اگر بیان کریں تو پڑھنے والوں کے لئے تھکاوٹ وبوریت کا سبب بنے گا،ہم صرف اسکا

ایک زاویہ پیش کرتے ہیں، حیوان عقل نہ ہوتے ہوئے بھی محیر العقول ہیں بہت قسم کے احلام رکھتے ہیں اس کا نمونہ، نمل نحل طیر مچھلی میں دیکھ سکتے ہیں۔ نمل اپنے جسم کے چھوٹے، حقیر ہوتے ہوئے بھی، ہمت وسرگرمی، اجتماعیات میں ایک دوسرے پر مہربان ہونے کی اعلیٰ مثال ہیں، ایک دوسرے کے لئے معاون و مددگار ہیں، اپنے لئے رزاق کیسے جمع کرتی ہیں، بہترین وسازگار رہائش بناتی ہیں۔ فہم غریب رکھتی ہے، جب نمل کو کسی جگہ اسکا کھانا ملے تو فوراً اپنی ہم جنس کو خبر دیتی ہے، مستقبل کے لیے بچا کے رکھنے والے دانے کو نصف کرتی ہے تاکہ وہ پودا نہ بن جائے۔

اقسام حیوانات:

کتاب تفسیر جواہر طنطاوی جلد ۲ ص ۹۱ حیوانات کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱۔ حیوانات فقری یعنی عمودی وستونی۔

انسان، چوپائے، پرندے، زحائف، مچھلی، گھوڑے، خچر، گدھے، اونٹ، گائے، بکری، کتے، پرندے، سانپ ،اقرب، ان سب ہڈیاں اور خون ہوتا ہے، ہر ایک کی مختلف انواع ہیں۔

۲۔ حیوانات حلقی، ان کے جسم حلقوں میں بٹے ہوئے ہوتے ہیں ان کی بھی قسمیں ہیں۔

ا۔ حشرات، عناکب آتے ہیں، بہت پاؤں والے حیوانات ہیں، قشریہ زمین میں رہنے والے ودود یعنی کیڑے حشرات میں سے بعض کے ۶ پاؤں ہیں دو پیر ہیں جیسے ذباب مکھی بعض کے چار ہیں جیسے ابی دقیق ایک حیوان ہے ان میں سے کیڑے ہیں جو کپاس کے پودے کو کھاتے ہیں اس کے علاوہ بھی اور حشرات ہیں جن کے چار پر ہیں اما عناکب جمع عنکبوت ہے اس کے آٹھ پاؤں ہیں بعض کی بہت پاؤں ہیں بعض نے کہا ہے کہ بعض کے ۲۰ پاؤں ہیں ہر پاؤں جوڑ کے ہیں ہمارے ملک میں ان کو اربعہ واربعین ۴۴ پاؤں رکھنے والا کہتے ہیں

حیوانات قشریہ یہ لکڑی کھاتے ہیں ان کو کرفائش کہتے ہیں۔

ودود، دود الارض کہتے ہیں زمین میں رہنے والے۔

۳۔ حیوانات حلامیہ، ان کے جسم فالودہ مانند ہوتے ہیں۔

۴۔ حیوانات شعاعیہ، یہ دریا کے ساحلوں پر ہوتے ہیں ان کو سمک نجم کہتے ہیں بعض دریا کے اندر ہوتے ہیں انھوں نے مستعمرات بنائی ہوتی ہیں، ان کے جسم پتھر جیسے ہوتے ہیں ان کے اپنے علاقے ہیں۔

قرآن مجید میں چندین آیات میں اللہ نے حیات کو اپنی ذات سے مخصوص کیا ہے۔ آیات کریمہ کی روشنی میں جن

میں آیا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے کائنات کو انسان کے لئے مسخر کیا ہے، انسانوں کے لئے مسخر ہونے والے عوالم میں سے ایک عالم حیوانات ہیں، عالم حیوانات میں بھی چند اقسام ہیں، فضائی حیوانات، بحری حیوانات، بری حیوانات بری میں انسان بھی آتا ہے، بہت سے حیوانات انسان کے دشمن ہیں۔

۱۔ایک سلسلہ حیوانات حوافر ہے گھوڑا اونٹ، خچر، گدھے

۲۔صاحبان خللف

۳۔بعض الش وجناح ہے

۴۔بعض سنگ دار ہوتے ہیں۔

۵۔ بعض پانی میں پیدا ہوتے ہین پانی میں ساحی کرتا ہے

۶ بعض وحشی انسانوں سے دور رہتا ہے۔

سورہ رعد ایت چار میں اختلاف بنانا کے بارے میں آیا ہے۔

ھدایت الحیوان:

ھدایت نجوم وکواکب کے بعد ھدایت حیوانات کے بارے میں ملاحظہ کریں

۱۔بعض حیوانات درندہ سباع بچہ پیدا ہوتے ہی زمین سے اٹھاکے اُپر لے جاتے ہیں کیونکہ ان کا بچہ ایک گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے اس کو حشرات چیونٹیاں وغیرہ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے اس کو اوپر چند دن رکھنے کے بعد لاتے ہیں ان کو یہ بات کس نے بتائی؟

۲،شیر جب باہر نکلتا ہے تو اپنے پاؤں کے نشانات اپنی دم سے مٹا تا جاتا ہے تا کہ کوئی اس کا پیچھا کرنے والا نہ آ جائے۔

۳۔لومڑی کو جب بھوک لگتی ہے تو کمر کے بل لیٹ کر مردہ جیسی بن جاتی ہے، پرندے اس کو کھانے کے لئے آجاتے ہیں تو وہ پرندوں کو شکار کرتی ہے، اسے یہ ھدایت کس نے دی ہے؟

۴۔ہاتھی مؤنث جب بچے کی پیدائش قریب ہوتی ہے تو وہ پانی کے تالاب میں جاتی ہے وہاں بچہ جنم دیتی ہے کیونکہ بڑے قد کی وجہ سے بیٹھنا مشکل ہوتا ہے اُوپر سے بچہ پھینکیں گی تو بچہ سخت زمین پر مر جائیگا۔

۵۔عصفور، جب اس کے ہاں بچہ ہوجاتا ہے تو فریاد کرتی ہے چیخ و پکار کرتی ہے تو اس کے گردو پیش جتنے عصفور ہو تے ہیں نومولود کے پاس آجاتے ہیں اور اپنے اپنے منہ میں اُٹھاتے ہیں تا کہ ان میں طاقت آجائے اور پرواز

کریں۔

۶۔حمامہ جب حاملہ ہو جاتی ہے تو خود اور شوہر مل کے گھونسلہ بناتے ہیں اس کے لئے ایک دیوار جیسا بناتے ہیں اس کو گرم کرتے ہیں پھر انڈے کو ہلاتی جلاتی رہتی ہے پھر بچہ نکلتا ہے یہ اس کو کس نے سکھایا؟

۷عنکبوت پرندے جیسا ایک محکم و پائدار گھر بناتا ہے اگر اس کے اندر مکھی آجائے تو وہ شکار کرتا ہے یہ اس کو کس نے بتایا ہے؟

لومڑی

جس کو عربی میں ثعلب کہتے ہیں اگر مؤنث ہو تو ثعلبہ جمع کے لئے ثعالب کہتے ہیں نبی کریم سے مروی ہے درندہ حیوانوں میں سب سے زیادہ شریر لومڑی ہے عربوں میں ایک خاندان کا نام بنی ثعلبہ ہے ان کو بنی ثعلبہ کہتنے کی وجہ میں بتایا ہے کہتے ہیں اس خاندان کے مخصوص بت تھی جسکی وہ پرستش کرتے تھے اس وقت لومڑی آ گئی دونوں نے پاؤں اٹھا کر بت پر پیشاب کیا اس بت کا ایک خادم تھا اس کا نام غاوی بن ظالم تھا اس نے بت کو توڑا تو پھر وہ بت کے پاس آیا پیغمبر نے فرمایا تمھارا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نا غاوی بن ظالم ہے تو پیغمبر نے فرمایا ایسا نہیں ہے تمہارنام راشد بن عبدرب ہے کتاب نہایت الغریب میں آیا ہے انکا ایک بت تھا اس کو لوگ کھانا لاتے تھے روٹی مکھن اس کے سامنے لاتے تھے رکھتے تھے اس کے سامنے رکھ کر کہتے تھے کھاؤ تو ایک لومڑی آیا تو اس نے روٹی اور مکھن دونوں کو کھایا اور کھانے کے بعد بت کے اوپر پیشاب کیا ضیات حیوان ج ا ص ۲۵۲

چیونٹی:

مشہور حیوان ہے قرآن مجید میں اس کے لئے لفظ نمل اور نملۃ آیا ہے﴿حَتَّى إِذا أَتَوْا عَلى وادِ النَّمْلِ قالَتْ نَمْلَةٌ يا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَساكِنَكُمْ لا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمانُ وَ جُنُودُهُ وَ هُمْ لا يَشْعُرُونَ.١٨﴾نملۃ مفرد ہے جمع نمل ہے، چیونٹیوں کی خصوصیات میں یہ ہے کہ ان کے ہاں زواج نہیں ہوتا ہے نہ ہی ان میں جوڑے ہوتے ہیں جفتی کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ ان کے جسم سے معمولی چیز نکلتی ہے وہ بڑی ہوتی ہے انڈے کی شکل اختیار کرتی ہے پھر اس سے نمل نکلتی ہے یہ اس کی افزائش کا طریقہ ہے ہر انڈے کو بیضہ اور بیض کہتے ہیں چیونٹیوں کے انڈے کو بیضاء کہتے ہیں یہ اپنے رزق کی تلاش بہت طریقے سے کرتی ہیں کوئی چیز ان کو ملتی ہے تو فوراً دوسروں کو بلاتی ہیں تا کہ سب مل کے کھائیں باقی جو بچ جاتا ہے وہ لے کے جاتی ہیں یہ کام کرنے والی چیونٹی دیگر

ان کی سردار ہوتی ہے ان کی خصوصیات میں سے ہے کہ گرمیوں میں سردی کے لئے ارزاق جمع کرتی ہیں جمع ارزاق میں ان کی عجیب وغریب تدابیر ہیں اگر جو چیز جمع کی ہے وہ اگنے کا خطرہ ہو تو اسکو وہ دوٹکڑے کرتی ہیں دھنیا کے چار ٹکڑے کرتی ہیں کیونکہ اس کے دو حصے کریں گی تو وہ اگتے ہیں۔ جب دانہ بدبودار اور سڑنے کا خطرہ ہوتا ہے تو زمین کے اُپر لاکر اس کو سوکھا دیتی ہیں پھر اپنی جگہ واپس لے جاتی ہیں۔ عام طور پر یہ کام چاند کی روشنی میں کرتی ہیں کہا جاتا ہے چیونٹیوں کی زندگی کی بقاء کھانے کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ اس کے جسم میں پیٹ نہیں کہ جس میں کھانا نفوذ کرے اس کے جسم میں دو حصے ہیں دونوں الگ الگ ہیں اس کو دانہ کاٹتے وقت جو بو نکلتا ہے وہ اس کو سونگھتی ہیں اس سے اسے طاقت ملتی ہے اور یہی اس کے زندہ رہنے کے لئے کافی ہے چیونٹی کے علاوہ انسان اور عقعق یہ تینوں اپنا کھانا جمع کرتے ہیں عقعق اپنے لئے کھانا جمع کرنے کے لئے خفیہ جگہ بناتے ہیں

چیونٹیوں کی قوت شامہ بہت تیز ہوتی ہے ان کی موت کے اسباب میں سے ان کے پر نکل آنا ہے اس سلسلے میں مشہور ہے چیونٹی کے پر نکل آئے ہیں یہ ایک ضرب مثل ہے جس کسی کی موت واقع ہونے والی ہو تو کہتے ہیں اس کے پر نکل آئے ہیں جب چیونٹیوں کے ہاں یہ نوبت آتی ہے تو پرندوں میں خوشحالی آتی ہے چونکہ وہ اڑتی ہوئی چیونٹیوں کا شکار کرتے ہیں۔

علم اور چیونٹی:

محققین علماء نے تحقیق میں کہا ہے چیونٹی جب پیدا ہوتی ہے تو جاہل ہی ہوتی ہے اپنی ذمہ داریوں کا ان کو کچھ پتہ نہیں چلتا ہے اپنی ذمہ داریاں بہت پیچیدہ وہ خود بخود انجام دیتی ہے اس کو کیسے پتہ چلا، جواب یہی ہے کہ اللہ ہی ان کو ہدایت دیتا ہے زمان نزول قرآن میں کسی کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ چیونٹی کی جسمانی ساخت کیا ہے ان کے پاس ذرائع معلومات نہیں تھے لیکن ذرائع معلومات نکلنے کے بعد علماء کو پتہ چلا چیونٹیوں کی جسمانی ساخت بہت سخت ہے وہ ہر مشکل کو اپنے مقابل میں توڑتی ہیں چنانچہ چیونٹی نے اپنی جماعت سے کہا ہوشیار رہو کہ سلیمان تمھاری جماعت کو نہ توڑے سورہ نمل آیت ۱۷، ۱۹ میں آیا ہے جب سلیمان کا لشکر قافلہ جن وانس پرندے جب وادی نمل سے گزرے اس وقت وہ چیونٹی جو اپنی قوم کو آنے والے خطرات سے آگاہ ہوگئی تھی اس نے ان سے کہا سلیمان اور اس کے لشکر کے پاؤں تلے تم ختم نہ ہو جانا سب سے کہا جلد ہی اپنے آشیانے میں داخل ہو جاؤ خطرات آنے والے ہیں گرچہ سلیمان اور اس کے لشکر بطور عمدی ان کو کچلنے والے نہیں تھے۔ جب قرآن نے چیونٹی کی ان معلومات کا ذکر کیا تو مؤنث ذکر کیا ہے قالت نملۃ سورہ نمل آیت ۱۸ ﴿حَتَّى إِذَا أَتَوْا عَلَى وَادِ

النَّمْلِ قالَتْ نَمْلَةٌ يا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَساكِنَكُمْ لا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمانُ وَ جُنُودُهُ وَ هُمْ لا يَشْعُرُونَ ﴾ یہ اب ثابت ہوا ہے کہ چیونٹی میں مملکت کو چلانے کی ذمہ داری لینے والے کھان اور دفاع کی ذمہ داری ملکہ کی ہے مردوں کا کوئی کردار نہیں مذکران کا سوائے تلقیح کے۔قرآن سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ چیونٹیوں میں ایک زبان ہے جس سے وہ آپس میں تفاہم کرتی ہیں علم حیوانات میں یہ ثابت کیا ہے، ہر حیوان کی ایک خاص بو ہے اور ایک بوئے اضافی ہے بوئے اضافی جو ہے وہ ایک جواز صفر کی مانند ہے رائحہ حیوان میں ایک قسم کی لغت مخفی ہے یا ایک خاموش پیغام ہے جس کی مفردات کیمیائی ہوتے ہیں، انسان کو بہت سے کھانوں کی بو کا علم ہے لیکن وہ کسی سے اس زبان سے گفتگو نہیں کرتے کہ چیونٹی بھی ایک خاص بو رکھتی ہے۔

خانہ چیونٹی:

چیونٹی اپنا گھر مٹی کے نیچے دس میٹر تک بناتی ہے، جہاں درجہ حرارت سال بھر ایک جیسا ہوتا ہے اللہ نے ان کو یہ فکر وسوچ دی ہے کہ ان کا گھر بقایا حیوانوں کے ضرر سے بچ جائے، دشمن وہاں نہ پہنچے اس کو یہ قدرت کس نے دی ہے یہ وہی اللہ ہے جس کے بارے میں حضرت موسیٰ نے فرعون سے فرمایا میرا رب وہ ہے جس نے مخلوقات کو خلق کرنے کے بعد اس کی ہدایت ورہنمائی فرمائی ہے۔

چیونٹیوں میں زواج:

کتاب اعجاز علمی جلد۳ ص ۳۶۷ میں آیا ہے چیونٹیوں میں زواج کا حق صرف ملکہ کو حاصل ہے اس کے تین پر ہیں وہ باقی چیونٹیوں سے بڑی ہے یہ ملکہ مذکر چیونٹیوں سے ازدواج کرتی ہے پھر انڈے دیتی ہے اس سے مذکر و مونث چیونٹیاں پیدا ہوتی ہیں، عام طور پر کچھ نہیں کرسکتیں، ملکہ میں ترقی کرنے کے بعد مرجاتی ہیں ملکہ کے ملین سے زیادہ انڈے ہوتے ہیں یہ اللہ کی رحمت ہے جو اس ضعیف وصغیر چیونٹیوں کو بچاتی ہے، ماحول کو بیکٹیریا سے بچانے کے لئے چیونٹیوں کا بہت کردار ہے چیونٹی بہت حشرات کو کھاتی ہے مٹی کو ادھر ادھر کرتی ہے پھر مٹی میں ہوا بھرتی ہیں جو بہت سے حشرات کی غذا ہے پھر وہ بہت سی پھول چھوڑتی ہے حشرات کو کھانے والی چیونٹی ہی ہے جس کو بعض علماء نے نقل کیا ہے بعض چیونٹیاں اپنے غلاموں کے ساتھ ہوتی ہیں ان کو مجبور کرتی ہیں کہ غذا جمع کریں گھاس جمع کریں لیکن یہ چیونٹیاں حریص ہیں اپنی عبید کو کچھ کھلائیں اگر کوئی غلام ان کا عبید غائب ہوجائے بیمار ہوجائے تو چیونٹیاں واپس نہیں آئیں گی کھانا نہیں کھاتیں یہ رحمت اپنے غلاموں کے سامنے اس

کے دل میں کس نے پیدا کی ہے۔
غرض حیوانات بھی تند وتیز شعور وجذبات واحساسات رکھتے ہیں بہت سے علماء غرب نے ان حیوانات پر تجربے کئے ہیں حیوانات میں اثر گزار تا ثیر گزار زیادہ تر ان کی موسیقی ہوتی ہے ہر ایک قوم اپنا ایک نظام رکھتی ہے بعض اپنے رئیس رکھتی ہے کام تقسیم کرتی ہے زبان رکھتی ہے خاص مسکن رکھتا ہے اللہ نے حضرت سلیمان کو ان کی زبان سمجھنے کی طاقت دی تھی جیسا کہ سورہ نمل آیت:۱۸، ۱۹

﴿حَتَّى إِذا أَتَوْا عَلى وادِ النَّمْلِ قالَتْ نَمْلَةٌ يا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَساكِنَكُمْ لا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمانُ وَ جُنُودُهُ وَ هُمْ لا يَشْعُرُونَ (18)
فَتَبَسَّمَ ضاحِكاً مِنْ قَوْلِها وَ قالَ رَبِّ أَوْزِعْني أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلى والِدَيَّ وَ أَنْ أَعْمَلَ صالِحاً تَرْضاهُ وَ أَدْخِلْني بِرَحْمَتِكَ في عِبادِكَ الصَّالِحينَ ١٩﴾ علماء نے جن حیوانات پے زیادہ توجہ دی زیادہ تحقیقات کی ہیں بہت سے کشفیات کیئے ہیں ان کی حیات اوران کے نظام پے کتابیں لکھی ہیں ان حیوانات میں سے ایک چیونٹی ہے وہ زمین کے اندر اپنے لئے گھر بناتی ہے گھر کے لئے سیڑھیاں بناتی ہیں۔
گرمیوں میں سردی کے لئے غذا جمع کرتی ہیں سیڑھیوں پے انڈے دیتی ہیں جب گرمیاں شروع ہوتی ہیں تو ان کے رؤسا حکم دیتے ہیں انڈوں کو باہر نکالیں تاکہ گرمی لگ جائے اس میں ایک دوسرے سے تعاون کرتی ہیں۔
چیوٹیوں کے بھی قبائل ہیں عشائر ہیں ان کے درمیان میں بھی اختلافات جنگیں ہوتی ہیں بلکہ یہ جنگیں بہت لمبی کھینچتی ہیں۔

النحل:

حیوانات میں ایک قابل ذکر حیوان نحل شھد کی مکھی ہے، ان کا اپنا ایک رئیس ہوتا ہے اسے یعسوب کہتے ہیں، وہ اس کے گرد جمع ہوتی ہیں اپنا گھر مسدس شکل میں بناتی ہیں۔ جیسا کہ سورہ نحل آیت:۶۸، ۶۹ ﴿وَ أَوْحى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذي مِنَ الْجِبالِ بُيُوتاً وَ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا يَعْرِشُون. ٦٨﴾
ثُمَّ كُلي مِنْ كُلِّ الثَّمَراتِ فَاسْلُكي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلاً يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِها شَرابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوانُهُ فيهِ شِفاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ في ذلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ . ٦٩﴾ یہ چیز اللہ نے ان کو وحی کی ہے یہ عظمت اللہ کی دلیل ہے ان کی خاص حیات ہے اور خاص نظام ہے۔
حیوانات کی اہمیت کا اس سے اندازہ کریں بہت سے حیوانات کا قرآن میں ذکر آیا ہے بعض کے نام سے سوروں

کا نام آیا ہے

ا۔نمل،۲۔النحل،۳۔العنکبوت ۴۔الذباب،۵۔الابل،۶۔البقر،۷۔الثعبان،۸۔الحیہ الھدھد،۹۔الضأن، ۱۰۔المعز،۱۱۔القسورہ،۱۲۔الفراش ،۱۳۔ الجراد،۱۴۔الفیل،۱۵۔الانعام،۱۶۔الطیر ۱۷۔الابابیل ۱۸۔العلق ،۱۹۔طائر۲۰۔الکلب،الخنزیر،۲۱۔البغال،الحمیر۔البعیر۔

وہ سورہ جن کے نام حیوانات کے نام سے رکھے ہیں "۱۔البقر ۲۔النحل ۳۔النمل ۴۔الانعام ۵۔العلق ۶۔الفیل"

اعجاز علمی ج۳ص۳۶۰۔کہتے ہیں اس وقت دنیا میں دس ہزار اقسام کی نمل ہیں یہ تمام انواع ایک منظّم معاشرہ میں زندگی گزارتی ہیں اپنے سے دفاع کرتی ہیں بات کرتی ہیں ان کا دماغ ہے اعصاب ہیں حقیقتِ خلقت اور عجیب نظام پر غور کرنے سے عظمت اللہ کا پتہ چلتا ہے،نمل ایک مخلوق صغیر ہے ہمیں حس تک نہیں ہوتی،ایک چیونٹی کی لمبائی دو ملی میٹر سے ۲۵ ملی میٹر تک کی ہوتی ہے چیونٹی کا بڑا اسد کہلاتا ہے اسکا سر بڑا ہوتا ہے اس کا پیٹ انڈے جیسا ہے اس کی دو زبانیں ہیں ان سے بہت سنگین بھاری چیزیں کھاتا ہے دو فک سے وہ زمین بھی کھودتا ہے۔ زبان کے اندر کا جو نظام ہے اس سے وہ کھانا چباتی ہے اس کے دو کان ہیں جس سے اشیاء کا ذائقہ محسوس کرتی ہیں چیونٹی بہت ہی ہوشیار اور پیچیدہ جاندار ہے لہٰذا قرآن میں اس کے نام سے ایک سورہ آیا ہے اللہ نے چیونٹی کی قدرت تکلم کا ذکر کیا ہے۔

جدید علم نے بھی ثابت کیا ہے چیونٹیاں اپنی زبان میں ایک دوسرے سے رابطہ کرتی ہیں اس کا ایک دماغ ہے لمحہ سوالیہ ہے چیونٹی جیسے ضعیف اور کمزور حیوان کو اللہ نے اپنی کتاب میں سلیمان جیسے قدرت مند نبی کے ساتھ ذکر کیا ہے چیونٹی کے بارے تعجب اس میں ہے کہ وہ اپنے جسم کے وزن کے ۲۰ برابر وزن اٹھاتی ہیں اگر اس تناسب کو دیکھیں جو چیونٹی اٹھاتی ہے اگر انسان اس طرح اٹھائے تو اسے ایک ہزار کلوگرام اٹھانا چاہیے اپنی طاقت کا چیونٹی کے طاقت سے موازانہ کریں تو چیونٹی کی طاقت انسان کی طاقت سے ۲۰ درجہ زیادہ ہے۔سب سے قوی چیونٹی ۱۹۹۸ء میں امریکہ میں کشف ہوئی ہے۔ایک چیونٹی کی عمر ۹۲ ملین سنہ ہے کہتے ہیں اس کے دور میں اس چیونٹی کے دور مین دیناسورات دھا ہزار کلو اٹھانے والے ختم ہو گیا لیکن یہ چیونٹی ابھی تک باقی ہے اپنی زبان سے زمین کھودتی ہے اپنے سے دفاع کرتی ہے اسی سے کھانا چباتی ہے اگر چیونٹی کے منہ کا حساب تسام (مگرمچھ) سے کریں جو کہ ہزار ہا برابر چیونٹی سے بڑا ہے لیکن چیونٹی کے منہ کی طاقت تسام (مگرمچھ) سے زیادہ ہے۔

حشرات الارض

مکتبہ ثقافۃ شمارہ ۱۳۹ الحشرات والانسان تألیف محمود حشرات ہر وہ متحرک مخلوق کو کہا ہے جو زمین میں چلتی ہے خصوصی طور پر جس کی شکل قبیح نقصاندہ خوف آور حیوانات کو کہتا ہے جو انسان کے وجود کے لئے باعث ضرر نقصاندہ ھلاکت آور ہے اس میں بہت سی حیوانات آتے ہیں لیکن خصوصی طور پر ان حشرات کو کہتا ہے جو ٦ پاؤں سے چلتا ہے کلمہ حشرات اذھان انسان میں شر وقبح رکھتا ہے بعض حشرات کا ذکر قرآن میں آیا ہے جرات ،قمل ضفادع جہاں بعض عذاب نقمت ہے انسان کے لئے وہاں انسانوں کے لئے بعض نعمت بنی ہے ان میں سے شہد کی مکھی اور ابریشم کی مکھی ہے یہ حشرات قدیم ادوار سے انسان ان سے آشنا ہے اب تک ساڑے سات لاکھ انواع حشرات کشف ہوئے ہیں جو کہ حیوانات کی تعداد کا تین تہائی حصہ بنتا ہے ہر نوع اپنی جگہ عدد اعداد اد لا تعد ولا تحصی ہے حشرات کی کثرت اذیت آور و دیگر حقائق ومعارف جاننے کے لئے قدیم عرصے سے انسانی توجہ کا مرکز بنی ہے اس پے تحقیق کرنے کے لئے افراد گروہ جامعت وجود میں آئی ہے اب تک بارہ کانفرنس وجود میں آئی ہیں سب سے پہلا کانفرنس ۱۹۱۰ کو برکسل برچیکا میں ہوئی ہے آخری کانفرنس لندن میں ۱۹٦۴ء میں منعقد ہوئی ہے حشرات کی مراکز وجود حشرات روئے زمین کے تمام جگھوں میں پایا جاتا ہے ہاڑوں میں غاروں میں سہراء میں کھف میں کھیتوں میں باغات میں پانی میں تالاب میں گھاس میں گھروں میں ہر جگہ ہوتے ہیں ہر ایک کی غذا مختلف ہے نباتات کے پتوں میں سے کھاتا ہے حیوان انسان کے خون چوستا ہے ان کی تعداد حیوان انسانوں جیسا ہے جہاں حشرات کی بدنامی کراہت نفرت کی بات ہے وہاں اس کے فوائد بھی ہیں ان فوائد میں سے شہد اور ابریشم کی کیڑے تو معروف ہے لیکن اس کے علاوہ بھی میدان ذراعت میں کچھ حشرات آپکی ذراعت کو کھاتا ہے اس کے بالمقابل میں بہت سے ایسے حشرات ہیں جو آپ کی زمین کی پیداوار کے لئے زمین ہموار کرتی ہیں ہر چیز میں اللہ کی نشانی ہے ہزار مخلوق خلق کی ہے چھ سو پانی میں ہوتا اور چار سو خشکی میں ہوتے ہیں بعض انواع عمک جس کی اول آخر کا پتہ نہیں چلتا ہے بہت بڑی ہونے کی وجہ سے اتنی چھوٹی ہونے کی وجہ سے بھی نظر نہیں آتی بڑا ہونے کیوجہ اول وآکر کا پتہ نہیں چلتا ہے پانی میں زندگی کرنے والے حیوانات ہوا پانی کھاتی ہے جس طرح انسان لیتے ہیں خشکی والے حیوان ہوا کھاتے ہیں لیکن ہوا سونگھتا ہے اور یہ ہوا پھیپھڑوں کو جاتی ہے

عنکبوت

عنکبوت کتاب الحیوان ج۔۲ص۔۲۲۲عنکبوت دریبۃً فی الھواس کا جمع عنا کب آیا ہے مزکر عنکب کنیات ابوخثیمہ عنکبوت بروزن فصلیلات اس کے پاؤں چھوتے ہوتے ہیں۔آنکھیں باڑی ہوتی ہیں اس کے آٹھ پاؤں ہوتے ہیں چھ آنکھیں ہوتی ہیں ذباب کا شکار کرتے ہیں اسی وقت زمین سے چپک جاتے ہیں پھر حملہ کرتے ہیں یہ زمین کھود کر خانہ بناتے ہیں رات کو نکلتے ہیں عنکبوت کے بچے پیدا ہوتے ہیں بغیر تعلیم و تلقین تسبیح کرتے ہیں اندے دیتی ہے حیض بھی آتی ہے پھر پہلے کیڑے کی صورت میں پیدا ہوتی پھر آہستہ آہستہ عنکبوت بن جاتی ہے تین دین میں اپنی صورت مکمل کرتے ہیں جب یہ اپنی مونث کی ترف راغب ہوجاتی ہے تو وسط سے تار کھینچتی ہے تو مونث بھی ایسا ہی کرتی ہے اس طرہ آہستہ آھستہ قریب ہوتے ایک دوسرے کے قریب پیٹ ملتا ہے۔

کتاب حیوان ج۲ص ۲۲۶ عنکبوت حضرت داود، ہمارے نبی اکرم اورزاید بن علی کے دار پر گھر بنایا۔سورہ عنکبوت آیت ۴۱ شعراوی ج۱۱،۲،۷۱۱۱

عالم حیوان۔

خصائص اسماک کتاب موسوعہ عالم حیوان ص ۱۱۱ پر آیا ہے دریا میں محطات سواقی انہار مداول بحیرات ہماری زمین کے اکثر حصے کو گھیرا ہوا ہے ان دریاؤں میں پچیس ہزار انوع مچھلی پایا جاتا ہے جن کی سلسلہ ابتدائی دور کے مچھلیوں سے ملتے ہیں جو ملیں سال سے پہلے تھے مچھلیاں اپنی شکل اور جسم سب سے چھوٹے قابل دید قسم طبعی میں نہیں آتی ہے بعض کے کہنے کے مطابق ایک سینٹی میٹر کے برابر ہے جبکہ بعض کے حلول ۱۸ میٹر کے کہتے ہیں بعض کے طول وعرض قابل تخمینہ نہیں ہے بعض نئ مچھلین نو وارد ہیں وہ ابھی تک مجھول ہیں نئ مچھلیوں کی کشفیات جاری ہے ان کے جسمانی حرارت ان کے دریا محبطات نہروں کے پانی کی حرارت کی تناسب سے ہوتا ہے مچھلی جہاں کہیں پانی ہو پایا جاتا ہے مچھلیاں دریا کے تہ میں جاتے ہیں اس کے لیے وہ شکل رکاوٹوں یعنی تاریکی اور پانی کے دباؤ کو توڑ کے جاتے ہیں اور جہاں تک تاریکی ان کے جسم کے بعض حصہ میں ایسا فریم اعضاء پایا جاتا ہے جو چراہ راہ کی کردارر کھتے ہیں وہ دباؤ کا وہ اعتناء نہیں کرتے یا پانی کی لہر کے مکالف سمت میں آسان چلتے ہیں۔

سرطان

کتاب الحیوان ج۲ص ۲۷ سرطان ایک حیوان ہے جسے عقرب دریا کہتے ہیں یہ پانی میں پیدا ہوتا ہے اور زندگی خشکی میں کرتا ہے دوڑنے میں بہت تیز ہے اور انکی پشت محکم ہے اور جو پیچھے اس کو دیکھتا ہے اس کو نہ سر نظر آتا ہے

نہ دم اور اس کی دونوں آنکھیں کاندھوں میں ہوتی ہے اور اس کا منہ سینہ میں ہوتا ہے اور آٹھ پاؤں ہیں لیکن ایک پاؤں پے چلتا ہے پانی اور سیچ ایک ساتھ یتا ہے سال میں اس کے چمڑا چھ دفعہ بدلتا ہے اس کی رہائشگاہ دو دروازے ایک خشکی کی طرف ایک پانی کیطرف جب اس کا چمڑا اتر جاتا ہے پانی کیطرف دروازہ بند کر دیتا ہے اس کو ڈر محسوس کرتا ہے دریا کے درندے اس کو کھانہ جائے خشکی کے دروازے کھلا رکھتا ہے تاکہ ہوا آجائے اور اسکی رطوبت خشک ہو جائے اور کھال مضبوط ہوتا ہے تو پانی والا دروازہ کھول دیتا ہے اور اپنا رزق حاصل کرتا ہے ارسطو نے اس کی تعریف میں کہا ہے اگر کوئی سرطان کسی کھودی میں پشت پر سوتا نظر آئے تو کسی بھی جگہ تو وہ آفات سماوی آسمانی آفات سے محفوظ رہتا ہے اگر جو درخت کے پاس ہو تو اس درخت کا پھل زیادہ ہوتا ہے اطباء نے آنکھوں کی تیزی کے لئے اس سے سرمہ بناتے ہیں سرطان بچہ نہیں دیتا ہے وہ صدف میں ہوتا ہے پھر وہاں سے نکلتے ہیں تو پھر بچے دیتے ہیں کہتے ہیں سرطان کو کھانا حرام ہے کیونکہ وہ صدف جیسا خبیث ہے اس میں ضرر ہے مذھب مالکی نے اسے حلال قرار دیا ہے سرطان کھانے سے کمر درد ٹھیک رہتا ہے جس کسی نے سرطان کو اپنے سر پر باندھا تو اُسے نیند نہیں آتی ہے

مچھلی:

عربی میں مچھلی کو سمک کہتے ہیں اس کا واحد سمکہ ہے جمع اسماک سموک آتا ہے۔اس کی انواع کثیر ہیں ہرنوع کے اسماء ہیں اس کی بڑے اور چھوٹے ہونے کی کوئی حد نہیں ہے۔

حیوان بری ہوا سے زندہ رہتا ہے، مچھلی بحری پانی سے زندہ ہے، حیوانات ہوا سے بے نیاز نہیں ہو سکتے مچھلی پانی سے بے نیاز نہیں ہو سکتی ہے۔حاجز نے کہا ہے مچھلی پانی کی گہرائی میں اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔مچھلیوں کی غذا مچھلی ہی ہوتی ہے بعض مچھلیاں پانی کے اُوپر تیرتی ہیں مچھلی کا معدہ اس کی گردن کے نزدیک ہوتا ہے اس کی گردن بھی نہیں آواز بھی نہیں اس کے اندر ہوا نہیں جاتی، کہتے ہیں اس کا پھیپھڑا نہیں ہے۔چھوٹی مچھلیاں بڑی مچھلیوں کی حفاظت میں ہوتی ہیں، لھذا وہ دریا میں نہیں ہوتی ہیں جہاں کم پانی ہو وہاں ہوتی ہیں قرآن میں مچھلی کے دو نام ہیں۔

۱۔النون ہے سورہ انبیاء آیت:۸۷﴿وَ ذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغاضِباً فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنادى فِي الظُّلُماتِ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمينَ﴾

۲۔ الحوت: سورہ صافات ۱۴۲﴿فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَ هُوَ مُليمٌ﴾ سورہ قلم آیت ۴۸﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۸۶ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

لا تَکُنْ کَصاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نادی وَ هُوَ مَکْظُومٌ ﴾سورہ اعراف آیت ۱۶۳﴿وَ سْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتی کانَتْ حاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتيهِمْ حيتانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعاً وَ يَوْمَ لا يَسْبِتُونَ لا تَأْتيهِمْ کَذلِکَ نَبْلُوهُمْ بِما کانُوا يَفْسُقُونَ﴾

کتاب سبعون برھان ص ۳۰۱ پر لکھا ہے جس طرح پرندے ہوا میں فضاء کو چیر کر آگے بڑھتے ہیں، محکمہ جہاز رانی والوں سے پوچھیں یہ جہاز فضاء کے دباؤ کو چیر کے آگے بڑھنے کے لئے کتنی طاقت استعمال کرتا ہے ہوا صاف ہو تو جہاز کیسے جاتا ہے ہوا آلودہ ہو تو کیسے جاتا ہے، پانی کی کثافت حجم ثقل غلاظت، ہوا سے آٹھ گنا زیادہ ہوتی ہے اہل تحقیق کے مطابق، اس میں مچھلی ایک گھنٹے میں کتنی مسافت طے کرتی ہے، کتنی مسافت طے کر کے پانی کی تہ سے سطح پر آتی ہے اور کتنی رفتار میں اُوپر سے تہ تک جاتی ہے، حیرت انگیز محیّر العقول ہیں یہ مچھلیاں، آپ ایک پتھر دریا میں پھینک دیں تو دریا تیزی سے نیچے لے جاتا ہے، پانی کی اتنی غلاظت ہوتے ہوئے بھی پتھر کو کس حد تک اپنی طرف کھینچتا ہے، اس کو قوت جاذبہ کہتے ہیں ایک پتھر ایک پاؤ یا ایک کلو کے پتھر لے لیں نیچے جلدی سے کھینچتا ہے، اس کو پکڑنا مشکل ہوتا ہے، جبکہ ایک من یا ٹن والی مچھلی آسانی سے پانی کے اُوپر تیرتی ہے، پانی اس کو نیچے نہیں کھینچتا ہے، یعنی پانی کی کشش کو مچھلی نے روک رکھا ہے، اس کو مجال نہیں کہ مچھلی کو اپنی تہ تک کھینچ لے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مچھلی میں قوت تحفظ بہت زیادہ ہے۔

خصائص اسماک کتاب موسوعہ عالم حیوان صفحہ ۱۱۱ پر آیا ہے دریائیں محیطات سواقی انہار حداول بحیرات ہماری میں کے اکثر حصے کو گھیرا ہوا ہے ان دریاؤں میں پچیس ہزار انواع مچھلی پایا جاتا ہے جن کی سلسلہ ابتدائی دور کے مچھلیوں سے ملتے ہیں جو ملیون سال پہلے سے تھے مچھلیاں اپنی شکل اور حجم سب سے چھوٹے قابل دید چشم طبیعی میں نہیں آتی ہے بعض کہتے ہیں ایک سینٹی میٹر کے برابر ہے جبکہ بعض کے طول ۱۸ میٹر کے کہتے ہیں بعض کے طول وعرض قابل تخصیص نہیں ہیں بعض نئی مچھلیاں نوطر دہے وہ ابھی تک مجہول ہیں نئی مچھلیوں کی تحقیقات جاری ہے ان کے جسمانی حرارت ان کے دریا ماحبطات نہروں کے پانی کی حرارت کی تناسب سے ہوتا ہے۔ مچھلی جہاں کہیں پانی ہو پایا جاتا ہے مچھلیاں دریا کے تہہ میں جاتے ہیں اس کے لئے وہ مشکل رکاوٹیں نہیں یعنی تاریکی اور پانی کے دباؤ کو توڑ کے جاتے ہیں اما جہاں تک تاریکی ان کے جسم کے بعض حصے میں ایسا اعضاء دیا جاتا ہے جو چراغ راہ کا کردار ادا کرتے ہیں فقط دباؤ کا وہ اعتبار نہیں کرتے اما پانی کی لہر کے مخالف سمت میں آسانی سے چلتے ہیں۔

حوت: حوت کی جمع احوات بھی آتا ہے حیتان بھی آتا ہے سورہ اعراف آیت ۱۶۳ اللہ نے بنی اسرائیل کو مچھلیوں کے شکار کرنے سے ہفتے کے دن روکا تھا تو انھوں نے نہر سے باہر ایک حوض کھودا ہفتہ کے دن مچھلیوں کو جمع کرتے تھے اور اتوار کے دن شکار کرتے تھے تو اس دن اللہ کے الہام سے مچھلیاں زیادہ آتی تھیں ہفتے کے دن اس حد تک زیادہ آتی تھیں کہ آسانی سے پکڑتے تھے لیکن اتوار کے دن بالکل غائب ہو جاتی تھیں کہتے ہیں جب حضرت آدم زمین پر اترے تو خشکی میں نصر ہوتے تھے تو نصر آ کہ حوت کیساتھ سوتے تھے جب آدم زمین پر آیا تو نصر حوت کے پاس آیا حوت سے کہا زمین پر دو پاؤں پر چلنے والے دو ہاتھ سے مارنے والے آئے ہیں تو حوت نے نصر سے کہا اگر تم سچ کہتے ہو تو مجھے کوئی پناہ گاہ نہیں دریا میں اور تمہیں خشکی میں پناہ نہیں حوت کے قصے میں قابل غور دقت تفقر کی باتیں بہت ہیں ایک حوت وہ ہے پکی پکائی مچھلی دریا کے کنارے پر زندہ ہو کہ دریا میں گئی ایک حوت وہ ہے جس نے سالہ سال یونس نبی کو اپنے شکم میں نیز بانی کی ہے۔

سمک کتاب حیات الحیوان ج ۲ ص ۳۹۔ یہ ایک مخلوق دریائی ہے یعنی پانی میں سمک اسم جنس ہے اس کا مفرد سمکۃ آتی ہے جمع سماسموآتی یہ کثیر الفوائد ہے ہر نوع کی ایک خاص اسم ہے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ نے ایک ہزار مخلوق خلق کی ہے چھ سو پانی میں ہوتا اور چار سو خشکی میں ہوتے ہیں بعض انواع سمک جس کی اول آخر کا پتہ نہیں چلتا ہے بہت بڑی ہونے کی وجہ سے اتنی چھوٹی ہونے کی وجہ سے بھی نظر نہیں آتی بڑا ہونے کیوجہ اول وآ کر کا پتہ نہیں چلتا ہے پانی میں زندگی کرنے والے حیوانات ہوا پانی کھاتی ہے جس طرح انسان لیتے ہیں خشکی والے حیوان ہوا کھاتے ہیں لیکن ہوا سونگھتا ہے اور یہ ہوا پھیپھڑوں کو جاتی ہے

خصائص اسماک کتاب موسوعہ عالم حیوان ص ۱۱۱ پر آیا ہے دریا میں بیراج انہار جداول بحیرات ہماری زمین کے اکثر حصے کو گھیرا ہوا ہے ان دریاؤں میں پچیس ہزار انوع مچھلی پایا جاتا ہے جن کی سلسلہ ابتدائی دور کے مچھلیوں سے ملتے ہیں جو ملیں سال سے پہلے تھے مچھلیاں اپنی شکل اور جسم سب سے چھوٹے قابل دید قسم طبعی میں نہیں آتی ہے بعض کے کہنے کے مطابق ایک سینٹی میٹر کے برابر ہے جبکہ بعض کے طول ۱۸ میٹر کے کہتے ہیں بعض کے طول وعرض قابل تخمینہ نہیں ہے بعض نئی مچھلیاں نو وارد ہیں وہ ابھی تک مجھول ہیں نئی مچھلیوں کی کشفیات جاری ہے ان کے جسمانی حرارت ان کے دریا نہروں کے پانی کی حرارت کی تناسب سے ہوتا ہے مچھلی جہاں کہیں پانی ہو پایا جاتا ہے مچھلیاں دریا کے تہ میں جاتے ہیں اس کے لیے وہ مشکل رکاوٹوں یعنی تاریکی اور پانی کے دباؤ کو توڑ

کے جاتے ہیں اور جہاں تک تاریکی ان کے جسم کے بعض حصہ میں ایسا فریم اعضاء پایا جاتا ہے جو چوراہوں کا کردار رکھتے ہیں وہ دباؤ کا وہ اعتناء نہیں کرتے یا پانی کی لہر کے مخالف سمت میں آسان چلتے ہیں۔

سمک کے۔۔۔۔:۔

مچھلی کی تخلیق دیگر حیوانات سے مختلف ہے۔

۱۔اسکے پاؤں نہیں ہوتے چونکہ وہ چلتی نہیں ہیں کیونکہ وہ پانی میں رہتی ہے۔اللہ سبحانہ اس کو پاؤں کے عوض میں ایسے دو قوی پر دیئے ہیں جس طرح کشتی پانی ایک لکڑی کے ذریعے کشتی کیلئے راستہ بناتی ہے۔

۲۔اس کے پھیپھڑے نہیں ہوتے کیونکہ وہ تنفس کی احتیاج نہیں رکھتی۔

۳۔اس کو ایسی جلد دی ہے جس طرح میدان جنگ میں جانے والوں کیلئے سپر جوشن ہوتے ہیں جو حملات کو روکتے ہیں۔

۴۔پانی میں ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں ضعیف ہیں دور تک نہیں دیکھ سکتی لہذا اس کو قوت شامہ بہت قوی دی ہے وہ اپنے منہ ناک میں پانی چھینکے رکھتی ہے جس طرح حیوان بری کیلئے ہوا ضروری ہے حیوان بحری کیلئے پانی ضروری ہے۔

بقیہ سمک:۔

مچھلیاں کیسے تولید۔۔۔۔کرتی ہیں، کیا بحن بگو چرا

اکثر مچھلیاں تخم پانی میں چھوڑتی ہیں۔تخم مچھلی اوپر ایک شفاف صاف غلاف چڑھا ہوا ہوتا ہے،زردہ برتو پلازم ہوتا ہے جبکہ بعض مچھلیاں زندہ بچہ پیدا کرتی ہیں۔

چمگادڑ

کتاب الحیوان لدمری ج اصفحہ ۴۱۴ پر آیا ہے خفاش خا پر ضمہ ف پر تشدید جسکی جمع خفافیش آتا ہے خفی جو رات کو اُڑتی ہے شکل غریب انوکھی چھوٹی بصارت کمزور ہوتی ہے بطلیموس نے کہا ہے خفاش کا چار نام خفاش۔خشاف۔ خطاف اور وطواط بعض نے اختلاف کیا ہے خفاش چھوٹا ہے جبکہ وطواط بڑا پرندہ ہے خفاش کی آنکھیں دن میں نہی دکھائی دیتی ہے اور رات کو بھی نہیں دکھائی دیتی ہے لھذا غروب آفتاب کے قریب رزق کی طلب میں نکلتی ہے

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۸۹ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

عجیب صنعت رب کو دیکھیں خفاش طلب ازن کے لئے غروب آفتاب کے نزدیک نکلتا ہے خفاش کا رزق مکھی ہے مکھی کی ارزاق حیوانات کا خون ہے وہ بھی اسی وقت آرام سے ملتی ہیں دونوں طلب ارزاق کے لئے نکلتے ہیں ایک کا رزق دوسرا ہے

خفاش پرندہ نہیں ہے یہ دو کان رکھتے ہیں دانت رکھتے ہیں خصیہ منقار رکھتے ہیں حیض ہوتی ہے طہارت کرتی ہے ہنستا ہے جیسے انسان ہنستا ہے پیشاب کرتا ہے جیسے چار پائے پیشاب کرتا ہے اپنی اولاد کو دودھ دیتی ہے اس کا پر نفس نہیں ہوتا خفاش دھی مخلوق پرندہ ہے جسے حضرت عیسیٰ نے بطور معجزہ تخلیق کیا تھا لھذا مخلوقات رب کے خلاف ہے لھذا مبغوض، منفور و مقہور تمام حیوانات ہے خفاش میں سے جو گوشت کھاتا ہے گوشت کھانے والا اسی کو کھاتا ہے جو گوشت نہیں کھاتا ہے اس کو قتل کرتا ہے اس کی پستان ہیں دو کان ہیں دانت ہیں حیض آتا ہے جس طرح عورت کو آتی ہے یہ بغیر ریش یعنی پر اُڑتی ہے تیز اُڑتی ہے تیزی سے الٹتی ہے

حیوانات کی تمام انواع واقسام کو بنیاد خصوصیات کے تحت جو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے کتاب موسوعہ عالم الحیوان صفحہ ۵ پر آیا ہے صغیر ترین سے ضخیم ترین حیوانات تک کو علماء نے مختلف ادوار میں تقسیم بندی کی ہے ۳۳۲ سال قبل میلاد م ارسطو نے حیوانات کو دو گروہوں میں تقسیم کیا تھا حیوانات ذات دم وحیوانات لادم حیوانات میں ثد یات، پرندے، چار پائے، انڈے دینے والے اور بچے دینے والے پانی والے اور خشکی والے اقسام میں تقسیم کیا ہے بعد کے علماء جدید نے فقریات ولافقریات میں تقسیم کیا ہے حیوانات فقری میں وہ حیوانات ہیں جو عمودی فقری رکھتے ہیں ان کی کمر میں ہڈی ہے جو کمر کو تقسیم کرتا ہے اس قسم کے حیوانات کی تعداد ۴۱ ہزار بتائے جاتے ہیں حیوانات لافقری ھیکل عظمیٰ سے محروم ہیں عمود فقری نہیں رکھتے ہیں اس قسم کے حیوانات ۹۰ فیصد حیوانات پر مشتمل ہیں۔

حیوانات ثد یات وہ حیوانات ہیں جو اپنی بچوں کو دودھ پلاتی ہیں لھذا ان کو حیوانات ثدیۃ واللبونۃ کہتے ہیں یہ حیوانات کل کے ۶۰ فیصد ہیں اس میں سترہ لاکھ ۱۷۰۰۰۰۰ حشرات رکھتا ہے پچھیس ہزار مچھلی رکھتے ہیں ان حیوانات فارالذباب سب سے چھوٹا حیوانات ثدیہ سے ہے اس کا وزن ۲/۵ گرام ہوتا ہے۔ سب سے بڑی حیوانات ذات الثدیر حوت ازرق ہے جسکا وزن ۱۱۵ ٹن بتاتے ہیں۔

بغال

کتاب حیوان دوسری جلد صفحہ ۲۰۰ پر آیا ہے بغال کو ابن ناحق بھی کہتے ہیں یہ نکاح حمار و فرس سے پیدا ہوتا ہے اگر اس نکاح میں مذکر حمار ہو تو بچہ فرس سے زیادہ شباہت رکھتا ہے اگر مذکر کا کردار فرس کا ہو بچہ کی شباہت حمار سے زیادہ ہوتی ہے اس میں صلاحیت حمار اور جسامت فرس ہوتا ہے اس کی آواز گھوڑے کی آواز جیسی ہوتی ہے بغال عقم لا ولد ہوتا ہے بچہ پیدا نہیں کر سکتا لیکن صاحب کتاب نے لکھا ہے سنہ ۴۴۴ کو نابلس میں ایک سفید بغل پیدا ہوئے تھے بدترین طبیعت تحاذب اعراق ہوتا ہے اس میں اخلاق متبانیہ ہوتا ہے متباعدہ ہوتا ہے اس کا انتاج کرنے والے قارون تھے اس میں حدس و فراست ہے ایک راستہ ایک دفعہ چلا ہو یاد رکھتا ہے اتنی رذیل صفت کے باوجود یہ مرکب صعالیک وملوک دونوں رہا ہے سفر میں خستہ ناپزیر ہے وزن باری اٹھاتا ہے حیوانات میں ازدواج خارج از جنس نہیں ہوتا ہے لیکن گدھا اور گھوڑے میں ہوتا ہے۔

الضان

کتاب الحیوان ج ۲ صفحہ ۱۰۵ پر آیا ہے ذوات صوف میں سے ہیں اس کی جمع ضائن ضوائن اس کا ذکر انعام ۱۴۳ میں آیا ہے یہ سال میں ایک دفعہ بچہ دیتا ہے روی زمین پر ہے لیکن سردی گرمی دونوں میں بچہ دیتا ہے لیکن اس کا نسل کہاں جاتے ہیں معلوم نہیں گوسفند کی خاصیت یہ ہے کہ وہ فیل اور ماموس جیسے جسامت عظمت سے خائف نہیں ہوتے ہیں لیکن بھیڑیے سے ڈرتے ہیں یہ کیوں کیسے اس لئے اللہ نے ان کی طبیعت میں خوف پالا ہے گوسفند کی یہ خاصیت ہے وہ احمق ہوتی ہے راعی سے اس راعی ضان خائف رہتی ہے منتشر رہتی ہے اس لئے راعی کو اس کو جمع رنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

حیوانات خورد۔ کتاب آفریدگان جہان ص۔۱۰۹ آج سے سو سال پہلے لوگ بہت سی حیوانات کے بارے میں نہیں جانتے تھے سب سے پہلے جس نے اس راز کو کشف کیا حیوانات خورد نا قابل دید بھی پایا جاتا ہے سب سے پہلے اس کا انکشاف کرنے والے پاستور متولد ۱۸۲۱ء یہ فزک دان تھے اور فرانس کے رہنے والے تھے اپنی لیبارٹاری کے ذریعے حیوان باریک نا قابل دید کشف کرنے کے پیچھے لگ گئے یہ حیوانات بہت سی تعداد ہوا

پانی اور مختلف جگہوں میں پایا جاتے ہیں عادی آنکھوں سے قابل دید نہیں ہے دوربین کشف ہونے کے بعد ان حیوانات کو کشف کیا یہ دریاؤں میں تیر رہا ہے ان حیوانات میں سے جو جاندار ہیں بیکٹیریا مائکروسکوپ کے ذریعے جو اجسام کو چند ہزار گنا بڑھا کے دکھاتے ہیں قابل دید بنایا بیکٹیریا کے علاوہ وائرس بڑے مائیکروسکوپ سے قابل دید نہ تھے ان کو الیکٹرونی مائیکروسکوپ سے کشف کیا گیا بیکٹیریا کی حقیقت بیکٹیریا کی جسامت کتنی ہے ایک بیکٹیریا کتنی جگہ بستا ہے آپ سمجھیں اگر ملی میٹر کو ۱۰۰۰ احصوں میں تقسیم کریں تو اس کا ایک حصہ ہے اس کو مائیکرون کہتے ہیں اگر ایک ملی میٹر کو ہزار سے تقسیم کریں گے تو ایک مائیکرون ہوگا یہ اس حد تک چھوٹا ہوتا ہے چھوٹی مقیاسوں سے اس کا پتہ نہیں چلتا اس کا حجم اور جسم کیا ہے فرض کریں ان حیوانات میں سے دو ہزار کا جس طرح لشکر ترتیب دے اور ایک لائن میں لگائیں تو جو بھی صرف جو ہوا ہے تو شاید تمام بیکٹیریا ایک ملی میٹر ہو جائیں اس دقیق چیز کو دیکھنے کے لیے اسی انداز سے اس کے برعکس آسمان کی طرف دیکھیں آپ کے اوپر ایک بڑا عالم ستاروں کا ہے جو ہمارے سامنے ہے اس کے ماپنے کے لیے الگ اوزان چاہیے اس کو ناپنے کے لیے ہمیں نوری سال کی مسافت چاہیے نور یعنی روشنی ایک سیکنڈ میں تین ہزار کلومیٹر طے کرتی ہے سال میں جتنا سفر طے کرتی ہے اس نوری سال کہتے ہیں بیکٹیریا دسواں حصہ مائکرون اگر اس کا یہ چھوٹی مخلوق بیکٹیریا کیسے تولید ہوتا ہے یہ ازدواج نہیں کرتے لیکن تولید حیرت انگیز طریقے سے کرتے ہیں ہر بیکٹیریا جب بڑے ہو جاتے ہیں اور اس کی نمو مکمل ہو جاتی ہے تو خود بخود دو میں تقسیم ہو جاتے ہیں پھر وہ دو مزید دو دو حصوں تقسیم ہو جاتے ہیں یہ بیکٹیریا ہر آدھ گھنٹے میں رشد تکامل ہوتا ہے اور تولید کرتا ہے اگر ایک بیکٹیریا کی دو میں تقسیم ہونے کو ۲۴ گھنٹے لے تو یہ ایک سو ملیارد ہو جائیں گے جبکہ سب کا مجموعی ۱۱۰ چنٹی میٹر ہوگا ۴۸ گھنٹے میں یہ ایک کلومیٹر سے تجاوز کریں گے

۔

شتر یعنی اونٹ ۔ کتاب تفکر و تعقل ص ۱۸۶ علم الحیوان پر لکھنے والوں نے حیوانات کی انواع واقسام واسناد بیان کی ہیں یہ ایک صنف لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں بنائی ہیں ریز ترین حیوانات کو مائیکروب کہا ہے سب سے بڑے حیوان کو ہاتھی کہا ہے لیکن قرآن میں شتر کی

زیادہ تکرار کی ہے اس نعمت کو جتلایا ہے خاص کر سورہ غاشیہ میں الم تر الی الابل کیف خلق۔ اس کی کون سی خوبی ہے اس کی شکل تو اچھی نہیں ہے جسامت تو اچھی نہیں ہے اس کا راز کیا ہے اس کے مقابل میں خوبصورت اور بعض منافع میں بے نظیر حیوانات پائے جاتے ہیں لیکن اللہ نے شتر کو بلند بلن پہاڑ وسیع وعریض ہموار زمین کے ساتھ

اس کا ذکر کیا ہے یقیناً اس میں کوئی خوبی ہوگی اس کی خوبی کو کس چیز سے ماپا گیا ہے یہ خوبیاں دیگراں سے کیسے زیادہ ہے پہلے مرحلے میں متقیاس کیا ہے کائنات میں خوبی کس کی ہے ماپی جاتی ہے واضح ہے حکماء واطباء کی نقل فتاوی کی ضرورت نہیں ہے کائنات کی مرکزیت انسان ہے سخر لکم مافی السموات والارض۔لہذا خوبی انسان کے لیے ہونا چاہیے حیوانات میں بیکٹیر یا یا وائرس سے لے کر ہاتھی تک ایک بڑا حصہ انسان کو تکلیف دینے والے اور بعض موت دینے والے ہیں شیر چیتے سانپ عقرب وغیرہ بہت سے حیوانات انسان کو نقصان نہیں دیتا خدمت گزار ہے وہ سب ایک ہی فائدہ دیتے ہیں جیسے سواری گدھا خچر ہاتھی صرف حالت سفر میں کارآمد ہے۔لیکن وہ کھانے کے لیے استعمال نہیں ہوتے انہیں ہم کھلاتے ہیں اور وہ ہماری خدمت کرتے ہیں۔

۳۔حیوانات حلال گوشت گائے،بکری،بھینس،مرغی شتر مرغ وغیرہ ان کے گوشت میں ان بال استعمال ہوتے ہیں زیادہ تر فائدہ گوشت کا ہے لیکن ہم سے زیادہ کھاتے ہیں کثیر المعونہ ہیں۔

۴۔بعض حیوانات صرف سواری کی زینت ہیں لیکن اونٹ قلیل خرچ والا جانور ہے جو ملے گا کھا جاتا ہے کم کھاتا ہے بھوک اور پیاس کا احساس نہیں رکھتا۔

فائدے۔لمبے سفر کی سواری ہے چنانچہ قرآن میں اس کی طرف اشارہ ہے

۲۔اس کے بال سے خوبصورت لباس بنتے ہیں جو کہ گرم ہوتے ہیں۔

۳۔دودھ بھی دیتا ہے

۴۔طوفان گرد وغبار خراب موسمی حالات میں کام دیتا ہے

۵ تابعدار ہوتا ہے چھوٹا بچہ بھی کنٹول کرسکتا ہے

۶ سواری لینے اور سامان اٹھانے کے لیے بیٹھ جاتا ہے مطیع وفرمانبردار حیوان ہے

۷ گوشت حلال ہوتا ہے

میکروبات

میکروبات کی بھی کوئی فائدہ ہے مجوسیان کہتا ہے یعنی زرتاش میں بوسس کائنات میں خیر وشر دونوں پائے جاتے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم شرورات کو اللہ کی طرف نسبت دیں اللہ خیر محض ہے وہ شر پیدا نہیں کرتا شرورات کا الگ خدا ہے جس کو وہ اہرمن کہتا ہے اس حوالے سے سوال ہے میکروبات جراثیم جسے عام طور پر انسان شر سمجھتے ہیں یعنی

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۹۳ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

بیماریاں پھیلاتے ہیں کیا یہ میکروبات شر ہیں بعض میکروبات انسان کے لیے مفید ہیں یہاں سے یہ کہنا درست ہو گا کہ میکروبات دو قسم کی ہیں نقصان دہ اور مفید کتاب آفریدگار جہان ص ۱۱۵ میکروب سب ضرر رساں نہیں ہیں نقصان دہ نہیں ہیں بلکہ سودمند فائدہ بخش بھی ہیں وہ گران قدر خدمات انجام دیتے ہیں وہ بھی بغیر لالچ وغیت مفید ہیں ہم

خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس دنیا میں کتنے فضلہ جات پھینکا جاتے ہیں انسانی اور حیوانی وغیرہ اور ان کے علاوہ مختلف النوع فضلہ جات جاتے ہیں اگر ان فضلہ جات سے انسان کو لاحق خطرات کا تدارک نہ ہو جائے علاج نہ ہو جائے تو انسان کے لیے کتنے خطرات ہیں اگر میکروب نہ ہوتے اور ان کا فضلہ جات کو نہ کھاتے اور ختم نہ کرتے تو تمام جانداراں ذی ھیات خطرات میں پڑ جاتے سب کی جان خطرے میں ہوتی ان گندگیوں سے نکلنے والے خطرات زیاں کو ہم سے دور رکھنے والا میکروبات ہیں

میکروبات زیاں بخش۔ بیکٹیریا کی ایک قسم مضر ہے امراض پھیلاتے ہیں عام طور پر جب یہ میکروب کا نام آتا ہے تو امراض کا حملہ سمجھا جاتا ہے میکروب کی انواع واقسام ہیں یہ میکرب بیماری کا حامل ہے جیسے میکروب سل وغیرہ میکروب فاسد ہوا میں ملتے ہیں غذا فاسد میں ملتے ہیں اور دیگر مقامات سے بھی انسانوں اور حیوانوں میں داخل ہوتے ہیں اگر کوئی مساعد موانع نہ ہو تو مبتلائے مرض ہوتا ہے لیکن خالق کون ومکان سے پہلے سے احتیطی طور پر انسانوں کے اندر کوئی ایسی طاقت توڑ نا جو خود گار ہوتی ہیں اور ان مضر میکروبات کو منع کرتے ہیں اوتر موئثر ہونے نہیں دیتے بدن انسانی میں جنگ خونی بعض انسان کی ناک زبان انسان کے اندر داخل ہوتے ہیں وہاں تقصیر مثل کرتا ہے یعنی تعداد بڑھا تا ہے زیادہ وقت نہیں گزرتا بدن پر قابض ہو جاتا ہے اور مدافعت انسانی مفلوج کرتا ہے بدن میں خون میں موجود قوئے دفاع مسلح بر مفت ان میکروبات کو ختم کرتے ہیں

انواع حیاء:

حیا کی کی تین قسمیں ہے۔

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۹۴ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

۱۔اللہ سے حیاء ۲۔لوگوں سے حیاء ۳۔اپنے آپ سے حیاء

اللہ سے حیاء یہ ہے کہ اس کے اوامر کی اطاعت کرے، اس کے نواہی سے باز رہے، نبی کریم سے حیاء کے بارے میں پوچھا گیا کہ ہم کیسے اللہ سے حیاء کریں تو پیغمبر نے فرمایا جس نے اپنے سر کو اور جو کچھ اس میں ہے اسے بچایا شکم اور جو کچھ اس میں ہے اس کو بچائے، دنیا کی خاطر زینت کرنا چھوڑ دو، ہمیشہ موت کا ذکر کریں یہ دنیا سے حیاء ہے۔ اللہ سے حیاء جس طرح تم اپنی قوم کے صاحب ہیبت سے حیا کرتے ہو حیاء کی قلت کفر ہے جس سے اس کے اوامر کی مخالفت ہوتی ہے، حیاء نظام ایمانی ہے، حیاء نہیں تو نظام نہیں لوگوں سے حیاء لوگوں کو اذیت پہنچانا برائی بدگوئی سے بچ جانا ہے پیغمبر نے فرمایا اللہ کا تقویٰ یہ ہے کہ انسان گناہوں سے بچ جائے۔

اپنے نفس سے حیاء عفت ہے، یعنی خلوت میں ناشائستہ عمل نہ کرے اپنے نفس سے حیاء کرے۔

لوگوں سے حیاء کرنے سے مراد یہ ہے کہ مخفی گناہ کرے۔

جو علانیہ گناہ کرنے سے حیاء نہیں کرتے ہیں تو سمجھ لیں اس کے پاس اپنے نفس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

مچھلی۔ دوسری حیاتیات کی ترقی درجہ دوم حیوانات ہے حیوانات کی انواع واقسام میں سے ایک ماہیات ہے جس کی اپنی انواع واقسام ہیں لیکن ماہیات کی تاریخ پیدائش کیا ہے اس سلسلے میں علماء بیالوجی والوں کا کہنا ہے یہ بہت پرانی قدیم ادوار کی حیوانوں میں سے ہے ماہی کی افادیت متنوعات خود اس کی زندگی کے لمحات اہل فکر و دانش اور کیوں کس لیے جیسے نہ رکنے والی سوالوں کے انبار لگانے والوں کے لیے ماہی کے بارے میں بہت سے سوالات ہیں کتاب بہ من بگو چہ او چگونہ ص ۳۴۴ پر لکھتے ہیں کہتے ہیں ماہی کی تاریخ کے بارے میں لکھتے ہیں ماہی کی تاریخ انسانی تاریخ سے بہت آگے ہے ابھی انسان پیدا نہیں ہوئے تھے دریاؤں اور سمندروں میں ماہی ہوتی تھے وہ ارام سکون سے سباھی ٹشو والی یعنی تیرنے کرتے تھے مچھلیاں اپنی تاریخ پیدائش کے عصر معاصر تک ہمیشہ رو بہ تکامل ہیں ان کی انواع و اقسام میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ مچھلی بطور کلی لمبی مخروطی شکل میں ہوتی ہے انسان نے کشتی مچھلی دیکھ کر بنائی ہے بہت سی مچھلیاں اپنی دم سے اپنی حرکت جاری رکھتے ہیں اور اپنی سمت تبدیل کرتے ہیں ہم انسان اپنے خون کو بنانے کے لیے آکسیجن استعمال کرتے ہیں مچھلی بھی اسی طریقہسے آکسیجن لیتی ہے دیکھا گیا ہے کہ مچھلی اگر گندے پانی میں ہو تو اوپر آجاتی ہے تا کہ صاف آکسیجن حاصل کر سکے مچھلی کا خون سرد ہوتا ہے

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۱۹۵ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

مچھلی بھی درد والم محسوس کرتی ہیں حس لامسہ حس تحقیق رکھتے ہیں مچلی کے ناک میں سوراخ ہیں مچھلی اپنے دشمنوں سئے چھپنے کے طریقے استعمال کرتے ہیں اپنے رنگ کو پانی کے رنگ میں تبدیل کرتی ہے مچھلی کی معلوم انواع ۲۰ ہزار ہیں حیوانات میں ایک چیز قابل غورو خوض ہے ان کے نوزائدہ بچے ان کو دشمنوں سے بچانے کے لیے کس طرح حفاظت کرتے ہیں ہر حیوان کی الگ الگ سوچ ہے کہ اپنی نسل کی کس طرح حفاظت کی جائے مچھلی انڈہ دیتے وقت اپنی جگہ سے دور جاتی ہے نمکین پانی کی جگہ سے نکل جاتی ہے اور لمبا سفر کرتی ہے اور وہاں انڈہ دیتی ہے بعض مچھلی نمکین پانی سے نکل کر میٹھے پانی کے کنارے پر انڈہ دیتی ہے انڈے دیتے وقت رفتار کے الٹ جاتی ہے انڈہ دینے سے پہلے غذا نہیں کھاتا سفر کی مشقت کی وجہ سے کمزور ہوجاتی ہے تو انڈہ دیتی ہے انڈہ دینے سے مچھلی نکلنے میں ۶۰ دن لگتے ہیں وہاں نکلنے کے ایک سال میٹھے پانی میں ہی رہتا ہے ایک سال کے بعد دوبارہ نمکین پانی میں آجاتی ہے۔ دماغ جس کو مخ بھی کہتے ہیں کتاب رحلہ الایمان فی جسم الانسان تالیف ڈاکٹر حامد احمد حامد ص ۷۷ اپر رقمطراز ہیں مخ یا دماغ وجود انسانی میں وہ بڑا مقام ومنزلت رکھتا ہے اس کا اندازہ آپ علماء کی اس تعریف سے بھی کر سکتے ہیں بعض انسان شناس علماء نے انسان کی تعریف میں کہا ہے کہ انسان یعنی حیوان عاقل بھی انسان دیگر مخلوقات سے امتیاز و پہچان اس کے اندر موجود مخ کی ہے اس مخ میں کس حد تک تعلیم فھم وادراک کی صلاحیت رکھتا ہے۔ انسان کے مقام ومنزلت دیگر مخلوقات کے درمیان مخ کی بنیاد پر ہے جس کی طرف سورہ اسراء کی ایت ۷۰ میں بیان ہوا ہے آئیے دیکھتے ہیں مخ کے ایسی جو گوشت سے بنا ہے جو گوشت خلیہ سے بنا ہے علماء وتشریع نے اس خلیہ کے بارے میں ایک ایسی اعجاز نما تعریف کی ہے آئندہ ہم اس عضو کی ذمہ داری وفرائض قوہ نطق وتذکرہ کی طرف اشارہ کریں گے آیا مخ کا کردار عمل حس بصارت سماعت میں بیان کریں گے پہلے اس عضو کے بارے میں اسرار بیان کریں گے۔

مخ جس خلیہ سے بنتے ہیں اس کی شکل اور نوعیت کیا ہے اس کی مثال ایسے ہوگی اگر ہم ایسے کمپیوٹر بنانے میں کامیاب ہوں جو انسان مخ کے برابر ہوں اس کے اعمال پر کمپیٹر بنائیں تو ہم اس کمپیوٹر کو رکھنے کے لیے کتنی جگہ کی ضرورت ہوگی اس کا اندازہ ہم عالمی سطح پر دنیا میں مشہور زیادہ تر آبادی والے شہروں میں نیو یارک، پیرس، قاہرہ، آتا ہے مخ جس میں معلومات کے طور پر یہ وہ تمام معلومات آئیں گی جو کائنات میں موجود ذرات دس دس ملیون ٹریلیون یعنی ۶ ٹریلیون دماغ بشری میں ایک سو ملیارت خلیات ہیں اگر اس خلیہ کو ایک ایک کے ساتھ ملا کر رکھیں تو اس کی لمبائی زمین سے سورج تک کی مسافت ہوگی اس دماغ کی عصبی خلیہ دس ہزار خلیہ

کے برابر ہے یہ خلیہ اپنی دہ قسم کا ہے ایک جو سہارا دیتا ہے دوسرے کو چلنے والا یا محسوس کہلاتا ہے۔

حیوانات خورد۔ کتاب آفریدگان جہان ص۔۱۰۹ آج سے سو سال پہلے لوگ بہت سی حیوانات کے بارے میں نہیں جانتے تھے سب سے پہلے جس نے اس راز کو کشف کیا حیوانات خورد نا قابل دید بھی پایا جاتا ہے سب سے پہلے اس کا انکشاف کرنے والے پاستور متولد ۱۸۲۱ء یہ فزک دان تھے اور فرانس کے رہنے والے تھے اپنی لیبارٹاری کے ذریعے حیوان باریک نا قابل دید کشف کرنے کے پیچھے لگ گئے یہ حیوانات بہت سی تعداد ہوا پانی اور مختلف جگہوں میں پایا جاتے ہیں عادی آنکھوں سے قابل دید نہیں ہے دوربین کشف ہونے کے بعد ان حیوانات کو کشف کیا یہ دریاؤں میں تیر رہا ہے ان حیوانات میں سے جو جاندار ہیں بیکٹیریا مائکروسکوپ کے ذریعے جو اجسام کو چند ہزار گنا بڑھا کے دکھاتے ہیں قابل دید بنا یا بیکٹیریا کے علاوہ وائرس بڑے مائیکروسکوپ سے قابل دید نہ تھے ان کو الیکٹرونی مائیکروسکوپ سے کشف کیا گیا بیکٹیریا کی حقیقت بیکٹیریا کی جسامت کتنی ہے ایک بیکٹیریا کتنی جگہ بستا ہے آپ سمجھیں اگر ملی میٹر کو ۱۰۰۰ حصوں میں تقسیم کریں تو اس کا ایک حصہ ہے اس کو مائیکرون کہتے ہیں اگر ایک ملی میٹر کو ہزار سے تقسیم کریں گے تو ایک مائیکرون ہوگا یہ اس حد تک چھوٹا ہوتا ہے چھوٹی مقیاسوں سے اس کا پتہ نہیں چلتا اس کا حجم اور جسم کیا ہے فرض کریں ان حیوانات میں سے دو ہزار کا جس طرح لشکر ترتیب دے اور ایک لائن میں لگائیں تو جو بھی صرف جو ہوا ہے تو شاید تمام بیکٹیریا ایک ملی میٹر ہو جائیں اس دقیق چیز کو دیکھنے کے لیے اسی انداز سے اس کے برعکس آسمان کی طرف دیکھیں آپ کے اوپر ایک بڑا عالم ستاروں کا ہے جو ہمارے سامنے ہے اس کے ماپنے کے لیے الگ اوزان چاہیے اس کو ناپنے کے لیے ہمیں نوری سال کی مسافت چاہیے نور یعنی روشنی ایک سیکنڈ میں تین ہزار کلومیٹر طے کرتی ہے سال میں جتنا سفر طے کرتی ہے اس نوری سال کہتے ہیں بیکٹیریا دسواں حصہ مائکرون اگر اس کا یہ چھوٹی مخلوق بیکٹیریا کیسے تولید ہوتا ہے یہ اذدواج نہیں کرتے لیکن تولید حیرت انگیز طریقے سے کرتے ہیں ہر بیکٹیریا جب بڑے ہو جاتے ہیں اور اس کی نمو مکمل ہو جاتی ہے تو خود بخود دو میں تقسیم ہو جاتے ہیں پھر وہ دو مزید دو دو حصوں تقسیم ہو جاتے ہیں یہ بیکٹیریا ہر آدھ گھنٹے میں رشد تکامل ہوتا ہے اور تولید کرتا ہے اگر ایک بیکٹیریا کی دو میں تقسیم ہونے کو ۲۴ گھنٹے لے تو یہ ایک سو ملیارد ہو جائیں گے جبکہ سب کا مجموعی ۱۱۰ چنٹی میٹر ہوگا ۴۸ گھنٹے میں یہ ایک کلومیٹر سے تجاوز کریں گے۔

شتر یعنی اونٹ۔ کتاب تفکر و تعقل ص۱۸۶علم الحیوان پر لکھنے والوں نے حیوانات کی انواع واقسام واسناد بیان کی ہیں یہ ایک صنف لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں بنائی ہیں ریز ترین حیوانات کو مائیکروب کہا ہے سب سے بڑے حیوان کو ہاتھی کہا ہے لیکن قرآن میں شتر کی زیادہ تکرار کی ہے اس نعمت کو جتلایا ہے خاص کر سورہ غاشیہ میں الم ترا الی الابل کیف خلق۔ اس کی کون سی خوبی ہے اس کی شکل تو اچھی نہیں ہے جسامت تو اچھی نہیں ہے اس کا راز کیا ہے اس کے مقابل میں خوبصورت اور بعض منافع میں بے نظیر حیوانات پائے جاتے ہیں لیکن اللہ نے شتر کو بلند بلن پہاڑ وسیع وعریض ہموار زمین کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے یقیناً اس میں کوئی خوبی ہوگی اس کی خوبی کو کس چیز سے ماپا گیا ہے یہ خوبیاں دیگراں سے کیسے زیادہ ہے پہلے مرحلے میں مقیاس کیا ہے کائنات میں خوبی کس کی ہے ماپی جاتی ہے واضح ہے حکماء واطباء کی نقل فتاوی کی ضرورت نہیں ہے کائنات کی مرکزیت انسان ہے سخر لکم مافی السموات والارض۔ لہذا خوبی انسان کے لیے ہونا چاہیے حیوانات میں بیکٹیریا یا وائرس سے لے کر ہاتھی تک ایک بڑا حصہ انسان کو تکلیف دینے والے اور بعض موت دینے والے ہیں شیر چیتے سانپ عقرب وغیرہ بہت سے حیوانات انسان کو نقصان نہیں دیتا خدمت گزار ہے وہ سب ایک ہی فائدہ دیتے ہیں جیسے سواری گدھا خچر ہاتھی صرف حالت سفر میں کار آمد ہے۔ لیکن وہ کھانے کے لیے استعمال نہیں ہوتے انہیں ہم کھلاتے ہیں اور وہ ہماری خدمت کرتے ہیں۔

۳۔ حیوانات حلال گوشت گائے، بکری، بھینس، مرغی شتر مرغ وغیرہ ان کے گوشت میں ان بال استعمال ہوتے ہیں زیادہ تر فائدہ گوشت کا ہے لیکن ہم سے زیادہ کھاتے ہیں کثیر المعونہ ہیں۔

۴۔ بعض حیوانات صرف سواری کی زینت ہیں لیکن اونٹ قلیل خرچ والا جانور ہے جو ملے گا کھاجاتا ہے کم کھاتا ہے بھوک اور پیاس کا احساس نہیں رکھتا۔

فائدے۔ لمبے سفر کی سواری ہے چنانچہ قرآن میں اس کی طرف اشارہ ہے

۲۔ اس کے بال سے خوبصورت لباس بنتے ہیں جو کہ گرم ہوتے ہیں۔

۳۔ دودھ بھی دیتا ہے

۴۔ طوفان گرد وغبار خراب موسمی حالات میں کام دیتا ہے

۵ تابعدار ہوتا ہے چھوٹا بچہ بھی کنٹول کر سکتا ہے

۶ سواری لینے اور سامان اٹھانے کے لیے بیٹھ جاتا ہے مطیع وفرمانبردار حیوان ہے

۷ گوشت حلال ہوتا ہے

میکروبات کی بھی کوئی فائدہ ہے مجوسیان کہتا ہے یعنی زرتاش میں بوسس کائنات میں خیروشر دونوں پائے جاتے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم شرورات کو اللہ کی طرف نسبت دیں اللہ خیر محض ہے وہ شر پیدا نہیں کرتا شرورات کا الگ خدا ہے جس کو وہ اہرمن کہتا ہے اس حوالے سے سوال ہے میکروبات جراثیم جسے عام طور پر انسان شر سمجھتے ہیں یعنی بیماریاں پھیلاتے ہیں کیا یہ میکروبات شر ہیں بعض میکروبات انسان کے لیے مفید ہیں یہاں سے یہ کہنا درست ہو گا کہ میکروبات دو قسم کی ہیں نقصان دہ اور مفید کتاب آفریدگار جہان ص ۱۱۵ میکروب سب ضرر رساں نہیں ہیں نقصان دہ نہیں ہیں بلکہ سودمند فائدہ بخش بھی ہیں وہ گران قدر خدمات انجام دیتے ہیں وہ بھی بغیر لالچ وغیت مفید ہیں ہم خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس دنیا میں کتنے فضلہ جات پھینکا جاتے ہیں انسانی اور حیوانی وغیرہ اور ان کے علاوہ مختلف النوع فضلہ جات جاتے ہیں اگر ان فضلہ جات سے انسان کو لاحق خطرات کا تدارک نہ ہو جائے علاج نہ ہو جائے تو انسان کے لیے کتنے خطرات ہیں اگر میکروب نہ ہوتے اور ان کا فضلہ جات کو نہ کھاتے اور ختم نہ کرتے تو تمام جانداراں ذی حیات خطرات میں پڑ جاتے سب کی جان خطرے میں ہوتی ان گندگیوں سے نکلنے والے خطرات زباں کو ہم سے دور رکھنے والا میکروبات ہیں

سمک:

وجود انسانی میں زیادہ طاقت ورمکویات کے حامل نیز لذت آور نعمتوں سے ایک نعمت مچھلی ہے انسانوں میں سے بہت کم ایسے انسان ہوں کہ جس نے مچھلی نہ کھائی ہو انسان مچھلی کی طاقت وقدرت سے آشنا ہیں اس طاقت آور نعمت کو اللہ نے ہمارے لیے تخلیق کیا ہے ہم نے کبھی سوچا نہیں ہے وہ حیوانات میں شمار ہیں لیکن وہ پاؤں نہیں رکھتیں اسکے پاؤں نہیں ہیں کیونکہ وہ زمین پہ نہیں چلتی ہے لہذا اسے پاؤں کی ضرورت ہی نہیں ہے انسان و دیگر انواع حیوانات پرندے ہوا میں چلنے والے زمین پر چلنے والے حتٰی دریا میں چلنے والوں کے پاؤں ہیں اللہ نے انکو پاؤں کیوں نہیں دیے اس لیے کہ وہ زمین پر نہیں چلتی ہے وہ ہمیشہ پانی میں رہتی ہے دوسرا اسکا پھیپھڑا نہیں ہوتا ہے انسان پھیپھڑے سے نفس لیتا ہے اسلیے کیونکہ کہ وہ پانی میں ہوتا ہے نفس ہوا کیلئے ہوتا ہے وہ پانی میں ہوتا ہے اللہ نے پاؤں کے بدلے کیا دیا ہے اللہ نے اسکو پر دیے ہیں جس طرح بان اپنی لکڑی سے کشتی چلانے کیلئے

موجوں سے گزارتا ہے اس طرف اس طرف کرتا ہے مچھلی بھی اپنے پاؤں سے پانی ادھر ادھر کرتی ہے اللہ نے اسکو ایسی جلد اور چمڑا دیا ہے جس طرح جنگجو زرہ پہنتا ہے بچنے کیلئے مچھلی کی بینائی کمزور ہوتی ہے دور سے نہیں دیکھ سکتی لیکن اسکے بدلے میں اللہ نے سونگھنے کی طاقت کو زیادہ کیا ہے وہ اپنی غذا کو بہت فاصلے سے سونگھتی ہے اسکی غذا کہاں ہے کہا اسکے لیے ریا نہیں ہے تو وہ اپنی ناک سے پانی پھینکتی ہے اس سے اسکو سکون ملتا ہے جس طرح حیوان ہوا سے تنفس لیتا ہے پانی بحری حیوانات کیلئے ایسا ہے جیسے خشکی میں رہنے والوں کیلئے ہوا چاہیے یہ دونوں ایک دریا ہیں حیوان بری ہوا کے ذریعے چلتا ہے جب کہ حیوان بحری بحر کیلئے چلتا ہے تھوڑا سا فرق ہے مچھلی کے بارے میں دقت غور و خوض زیادہ اس حوالے سے بھی کرنے کیضرورت ہے مخلوقات میں سے زیادہ کثیر النسل مچھلی ہے چنانچہ مچھلی کے پیٹ میں جو انڈے ہیں نسل کیلئے وہ آداد وشمار سے زیادہ ہیں کیونکہ وہ اپنی غذا دیگر حیوانات سے لیتی ہے دیگر حیوانات انسان سمیت کی غذا پسندیدہ غذا طاقتی غذا مچھلی ہونے کی وجہ سے انسان سمیت دیگر حیوانات بھی حتٰی درندے پرندے سب مچھلی کھاتے ہیں حیوانات بری بحری حتٰی بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی ک کھاتی ہیں اللہ نے مچھلی کو بہت سے دیگر حیوانات کیلئے بھی غذا بنایا ہے لہٰذا اللہ نے اسکی نسل کو بھی زیادہ بنایا ہے لہٰذا حیوانات جو دریا میں ہوتے ہیں وہ آداد وشمار میں زیادہ ہوتے ہیں اسکا آداد وشمار صرف اللہ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں دیکھیں اللہ کی سلطنت کتنی وسیع ہے یہ دیکھیں کس کو کس کیلئے غذا بنایا ہے سارے حیوانات مچھلی کو کھاتے ہیں اور خود مچھلی کیا غذا کھاتی ہے نسل بڑھانے کیلئے قرآن میں آیا ہے کہ ایک دوسرے کو مسخر کیا ہے۔

حیاتیات کو درپیش مسائل میں سے ایک مسئلہ میکروپ ہے میکروپ عام محاورے میں مرض کو کہا جاتا ہے یہ تصور ایک تصور سطحی

عوامی ہے علمی تحقیقی نہیں ہر کلمے کی ایک معنی سمجھنے کے لیے اس کو اس سے متعلق لغات دیکھنا ضروری ہے کلمہ میکروپ آج کل عربی، فارسی، اردو میں زبان زد عام وخاص ہے۔ اگر اس کا ریشہ جڑ تلاش کریں تو یہ یونانی زبان کا کلمہ ہے دو کلمے سے مرکب ایک کلمہ ہے جس کو عربی زبان میں اشتقاق کبیر کہتے ہیں ایک کلمہ مائیکرو ہے مائیکرو کسی چھوٹے، دقیق اور باریک کو کہتا ہے دوسر لفظ اسی کا معنیٰ احیات ہے یعنی چھوٹے حیاتیات ہیں۔ دنیا میں اثر تحقیق شروع ہونے کے بعد یا جب سے احساس آنے کے بعد ہر چیز کی مقیاس بنائی ہے ناپنے کا آلہ۔ علماء نے چھوٹے چیزوں کو ناپنے جانچنے کے لیے مائکرون استعمال کیا ہے جبکہ عوام کسی چیز کو ناپنے کے لیے میٹر استعمال

کرتے ہیں ملی میٹر کے بعد اس کا نام سینٹی میٹر آیا ہے۔ مائیکرون ہی وہ واحد معیار ہے جو کائنات کی دقیق اشیا کا ترازوے مائیکرون ملی میٹر کا ایک ہزار جزو ہے۔ اگر ایک ہزار مرتبہ مائیکرون کو جمع کریں گے تو پھر وہ میٹر بنتا ہے۔ ایک طویل زمانہ انسان بہت سی امراض کے اسباب و وجوہات معلوم کرنے سے قاصر و عاجز رہنے کے بعد اس بارے میں تحقیقات کہاں سے کریں کدھر سے شروع کریں یقیناً جو نظر طبعی میں نہ آنے والی چیز عقل میں بھی نہین آتا ہے وہ کیا چیز ہوگی سب سے پہلے شخص اس میدان میں کودنے والا شخص ایک عالم ھولندی نوف تھے کتاب مکتب ثقافت شمارہ ۱۱۱۶ مصر سے صادر کتاب صراع مع المکرّوبات تالیف ڈاکتر محمد اشاء طوبی ص۔۳۷ پر لکھتے ہیں ایک عالم ھولندی نوف تھے متولد ۱۶۳۷ ہولند کے شہر دفلت میں ۱۶۳۲ کو پیدا ہوئے۔ نوعمری میں تعلیم بہت کم لیا۔ مدرسہ چھوڑا وہ سولہ سال کی عمر میں کپڑا بیچنے کی پیداوار میں ملازم لگ گیا۔ انکی مہارت ہاتھ کی لمسوں سے کپڑے کی شناخت کرنا تھا یہ کپرا کتنا اچھا ہے اس کے زہن میں آیا کپڑے میں جو چیز پوشیدہ ہے۔ آنکھ سے نظر نہیں آتی اس کے لیے کوئی آلہ تلاش کریں عینک بنانے والوں، کیمیا سازوں اور دوا سازوں کے پاس جاتے تھے آخر میں وہ چھوٹی چیز نظر آنیوالی اس شیشہ کی تلاش و اختراع میں لگ گئے۔

مائیکروب سے مائیکرو پیدا ہوتا ہے۔ نوف کی وفات کے بعد اس میدان میں آنے والے شخص اطالوی تھے اس کا نام تھا۔ سنبھال زبانی ۱۶۳۱ کی پیدائش تھے یہ لوف کی وفات کے بعد پیدا ہوئے۔

النوع الثالث من الحیوان الدواب :

کتاب عجائب المخلوقات وغرائب الموجودات ص ۳۲۲

هذا النوع احسن البهائم صورة و اكثرها نفعا ولما كان الانسان لطيف البدن بطى المشى كثير العدو من جنسه و غير جنسه و حركاته قاصرة عن الوفاء بمقاصده من الطلب والهرب اقتضت الحكمة الالهية خلق هذا النوع من الحيوان وهداه الى تذليلها و تصريفهاتحته فى انجاح مقاصده ليقوم له مقام الجناح للطائر و القوائم للبهائم والدواب

اللہ سبحانہ نے اس کا ذکر قرآن میں کیا ہے

الخیل :

کتاب الحیوان دمیری ج اص ۴۳۱

الخیل گروہ فرسی کو خیل کہتے ہیں خیل جمع ہے مثل قوم، جس کا مفرد نہیں ہے خیل مونث ہے اس کا جمع خیول آتا ہے خیل کی خوبی اور فوائد کی وجہ سے اس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے سورہ عادیات۔ عادیات سے مراد دوڑنے والے گھوڑے ہیں

عالم طیران میں مظاہر مکون کونیات

طائران:

مقائیس اللغہ ۔ط،ی،ر سے مرکب کلمہ فضاء میں موجود کسی چیز کے ہلکے پن کو کہتے ہیں،اسی مناسبت سے ہر وہ چیز جو سرعت رکھتی ہے اسے بھی طیر کہتے ہیں،طیر کی طائر ہے،خفیف اور ہلکی چیز کو کہتے ہیں،افتراق و انتشار کو بھی کہتے ہیں،عمل انسان کو بھی کہتے ہیں، لمبے بالوں کو کہتے ہیں،تطیر غضب کو بھی کہتے ہیں۔اُڑنے والے جانور کو بھی طائر کہتے ہیں،ان کی بھی اقسام ہیں کچھ پرندے شکاری ہیں جو دوسرے پرندوں کا شکار کرتے ہیں ان

کو اللہ نے اسی مناسبت سے اعضاء و جوارح دیئے ہیں، جیسے باز وغیرہ، گدھ ایک پرندہ ہے جو صرف مردار کھاتا ہے اس کی بھی اپنی جگہ اہمیت ہے اور اسی مناسبت سے اس کے اعضاء و جوارح ہیں۔
طیر ہر وہ درندہ بہیمہ ہے سباع ہے حیوان سمیع ہے درندہ پرندے دو قسم کے ہیں۔ ایک آزاد ہے (احرار) شکاری ہے جوارح رکھتا ہے ایک بغاس ہے جو سب سے بڑے پرندے چاہے سبع سے ہو یا بہیمہ جیسے لفسر رغربان یہ چیزیں گندہ ہے لئیم خیشش، اسکے بعد جسم لطیف اور چھوٹا ہوتا ہے اس کے پاس اسلح ہنہیں شکار کے۔ ھمج یہ طیر نہیں ہے۔ لیکن طیور میں شمار ہوتا ہے جیسے حشرات حیاط سبعیت میں درندے۔ میں سانپ خطرناک ہے لیکن اس کو سبع نہیں کہتا ہے۔ نیچے والے ہیں گوشت کھاتے ہیں دیگر حیوانات کے بھی لھذا وہ گندگی کھاتے ہیں کتے خنزیر وغیرہ ۔۔۔۔ یہاں حیوانات کے بارے میں بحث و گفتگو اس زاویہ سے نہیں کہ خود کو حیوان شناس پیش کریں یا قاریوں کو حیوانات کی انواع و اقسام بتائیں بلکہ، ذکر حیوانات سے مراد اس آیت کی تفسیر پیش کرنا ہے جہاں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زبان موسیٰ سے جاری کلمات کو نقل کیا ہے کہ میرا رب وہ ہے جس نے مخلوق کو خلق کرنے کے بعد اس کی منزل کی طرف ھدایت و رہنمائی بھی کی ہے۔ حیوانات وہ مخلوق ہیں جن میں ہر حیوان کے اعضاء و جوارح خاص کردار رکھتے ہیں۔ انھیں کسی نے تعلیم و تربیت نہیں دی، یہ اعضاء ان کے جسم میں کس نے رکھے ہیں؟ اللہ نے ان کی خلقت کے ساتھ انہیں ھدایت کی ہے، بعض کو ایسے حناجر، مخارج دیئے ہیں کہ ترنم پسند دلکش آواز نکلتی ہے۔ بعض کو چونچیں دی ہیں، بعض کو عجیب و غریب حس دی ہے جس سے معارف حاصل کرتے ہیں، بغیر تعلیم و ترتیب ایسے اعمال انجام دیتے ہیں کہ عقلاء بشر، صاحبان فکر سوچ بھی نہیں سکتے ہیں، ۔فلاسفہ بشر کی سمجھ میں بھی نہیں آتا ہے کہ یہ کس آلہ کے ذریعے حس کرتے ہیں۔ بعض حیوانات کا اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ سورہ عنکبوت آیت ۴۲ ﴿مَثَلُ الَّذينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِياءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتاً وَ إِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كانُوا يَعْلَمُونَ ﴾ سورہ نمل آیت ۱۸ ﴿حَتَّى إِذا أَتَوْا عَلى‏ وادِ النَّمْلِ قالَتْ نَمْلَةٌ يا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَساكِنَكُمْ لا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمانُ وَ جُنُودُهُ وَ هُمْ لا يَشْعُرُونَ ﴾ سورہ نحل آیت ۶۸ ﴿وَ أَوْحى‏ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذي مِنَ الْجِبالِ بُيُوتاً وَ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا يَعْرِشُونَ﴾

طیور:

پرندے یک از انواع حیوان ہیں لیکن یہ پہلی بار زمین میں کم نمودار ہوئے مملکت وسیع حیوان میں امپراطور حیوان

میں یہ کب وجود میں آیا آثار حضارت زمین بتاتے ہیں زواب سے نکلی ہے اس کی دم پروں کے نیچے جمی ہوئی ہے اس کے دانت ہوتے ہیں اس کا منقار ہوتا ہے اسکی جو نچ جو ہے تین انگلی جیسی ہے سب سے پہلا پرندہ جو وجود میں آیا ہے وہ ساٹھ یا چالیس ملیون سنہ پہلے ظاہر ہوا ہے پرندوں کی انواع آٹھ ہزار سات سوستانوے ہیں تعداد تقریبا طیراں ملیون سنہ پہلے یہ وجود میں آئی ہے پرندے اپنے وجود میں مترقی ترین موجود ہے صاحب عمود فکری والی حیوان نہیں دیکھا ہے جیسا کہ پرندے دیکھا ہے پرندے بر و بحر فضاء تینوں پے زندگی کرتے ہیں یہ سب اس کی طاقت تیئی سے ہے

امیداس کے پر ہیں وہ صاحب حرارت کثیر ہے کتاب موسوعہ عالم حیوان ص ۷۹

کتاب موسوعہ صفحہ ۱۳۸ پر آیا ہے ہزار ہا سال سے انسانوں کو یہ غیط و تمنا رہا ہے کہ وہ پرندے جیسے فضاء میں اُڑ سکیں بہت سے انسانوں نے اس غبطے میں پرندوں کی تقلید کرتے ہوئے خود پر بنا کر دونوں پر کلون سے تھام کر اونچے مگون سے بلند عمارتوں سے پرواز کرنے کی سعی و کوشش کی لیکن ہر دفعہ نا کام ہی رہا اعضاء انسان عاجز و قاصر ہے کہ وہ اپنا جسم ثقیل کو حمل کر کے مصنوعی پر سے فضاء میں اُڑیں بہت سے افراد نا کام ہونے کے بعد پہلی بار ۱۷۸۳ کو دو بھائیوں بنام مون اور نحولفیہ گرم ہوا میں اُڑنے کی کوشش کی بیضوی حجم والی غبارے میں اُڑنے کی کوشش کی۔ ۱۸۹۵ کو غبارے میں ہائیڈروجن اور ہیلیوم غبارے کے اُڑنے کا تجربہ کیا گیا ۱۷۸۳ کو غبارہ بنا کر اُڑنے کی تجویز ۱۸۵۲ کو ہنری جیسارد نے تجربہ کیا

طائر طیر مفردات راغب میں آیا ہے طائر ہر صاحب پر کو کہتے ہیں جو ہوا میں تیرتا ہے۔

سورہ انعام آیت ۳۸ ﴿وَ ما مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَ لا طائِرٍ يَطيرُ بِجَناحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثالُكُم ﴾ سورہ ص آیت ۱۹ ﴿وَ الطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ﴾ سورہ نور آیت ۴۱ ﴿أَ لَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ الطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلاتَهُ وَ تَسْبيحَهُ وَ اللَّهُ عَليمٌ بِما يَفْعَلُونَ ﴾ سورہ نمل آیت ۱۷، ۲۰ ﴿وَ حُشِرَ لِسُلَيْمانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ وَ الطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ. ۱۷ ﴾ ﴿وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقالَ ما لِيَ لا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كانَ مِنَ الْغائِبينَ ﴾ میں حقیقت طیر کے معنی میں آیا ہے، جبکہ دوسری جگہ طیر سے معنی تفاعل لیا ہے سورہ اعراف آیت ۱۳۱ ﴿فَإِذا جاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قالُوا لَنا هذِهِ وَ إِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسى وَ مَنْ مَعَهُ أَلا إِنَّما طائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَ لكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لا يَعْلَمُون ﴾ سورہ نمل ۴۷ ﴿قالُوا اطَّيَّرْنا بِكَ وَ بِمَنْ مَعَكَ قالَ طائِرُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴾ سورہ یسین ۱۹ ﴿قالُوا طائِرُكُمْ مَعَكُمْ أَ إِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ

مُسْرِفُونَ ﴾سورہ اسراء آیت ۱۳﴿وَ كُلَّ إِنسانٍ أَلْزَمْناهُ طائِرَهُ فی عُنُقِهِ وَ نُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ كِتاباً يَلْقاهُ مَنْشُوراً ﴾طیور تفسیر طنطاوی جلد۳ص۱۸۲میں ہے کہ شیخ طنطاوی سے درخواست کی گئی کہ پرندوں کے بارے میں کچھ لکھیں تو انھوں نے لکھا کہ اللہ نے پرندوں کے بھی تقسیم عادلانہ کی ہے،جس طرح روئے زمین پر چلنے والے حیوانوں کے بارے میں ہے کہ بعض دوسروں کو کھاتے ہیں لیکن خود ان کو کوئی اور کھاتا ہے، پرندوں میں بھی ایسا ہی ہے ان میں سرفہرست صفور ہے یہ دوسرے چھوٹے پرندوں کو کھاتا ہے،اللہ نے اس کو تیز چونچ، مخارب پنجہ،طویل پر دیئے ہیں تا کہ ہوا ان کا رخ نہ بدل سکے،حواس قوی دیئے ہیں زمین میں چھوٹی چیز کو بہت دور سے حس کرتا ہے عجیب قوۃ شامہ دی ہے دور سے بو لیتا ہے اتنا سرعت رفتار ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔

نسر:

نسر کتاب الحیوان دمیری جلد۲صفحہ۴۷۴ پر آیا ہے، یہ ایک معروف پرندہ ہے،اس کی جمع نسور ہے،کنیت ابوالسباح ہے، اپنی آواز میں کہتا ہے ابن آدم تم جتنی عمر پاؤ ایک دن موت آنی ہے،نسر طویل العمر پرندہ ہے،اس کی عمر ہزار سال تک بتائی جاتی ہے،انڈہ دیتے وقت مذکر کو دیکھ کر دیتا ہے،سورج کی روشنی کی جگہ پر انڈہ دیتا ہے،اس کی نظر وحس بہت تیز ہوتی ہے مردار کو چار سو میل سے حس کرتا ہے،خوشبو سونگھنے سے مرجاتا ہے،انتہائی سرعت پرواز رکھتا ہے،مشرق ومغرب کا سفر ایک دن میں طے کرسکتا ہے،اگر کسی جگہ مردار عقب وعقبان میں ہوتو وہاں نہیں جاتا ہے۔سب سے عجیب اور غور طلب بات یہ ہے کہ اس کی زوجہ جب حاملہ ہوتی ہے تو اس کو ہندوستان لے جاتا ہے وہاں کسی اخروٹ نما پتھر میں انڈہ دیتا ہے، پتھر کی آواز کو حس کرتا ہے، جب خود آواز نکالتا ہے تو وہاں سے ہجرت کرجاتا ہے، چیرنے والے پرندوں میں سب سے بڑا پرندہ ہے۔اللہ نے اس کو ایسے اعضاء دیئے ہیں جو اس کے جسم سے مناسبت رکھتے ہیں۔

کتاب حیوان جلد۷ص۲۸پر آیا ہے طیر کا ذکر سورہ آل عمران آیت ۴۹،۱۳۱﴿وَ رَسُولاً إِلى بَنِی إِسْرائِيلَ أَنِّی قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّی أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فيهِ فَيَكُونُ طَيْراً بِإِذْنِ اللَّهِ وَ أُبْرِءُ الْأَكْمَهَ وَ الْأَبْرَصَ وَ أُحْيِ الْمَوْتى بِإِذْنِ اللَّهِ وَ أُنَبِّئُكُمْ بِما تَأْكُلُونَ وَ ما تَدَّخِرُونَ فی بُيُوتِكُمْ إِنَّ فی ذلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنينَ. ۴۹﴾﴿﴾سورہ مائدہ آیت ۱۱۰﴿إِذْ قالَ اللَّهُ يا عيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتی عَلَيْكَ وَ عَلى والِدَتِكَ إِذْ أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلاً وَ إِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْراةَ وَ الْإِنْجيلَ وَ إِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنی فَتَنْفُخُ فيها فَتَكُونُ طَيْراً

بِإِذْنی وَ تُبْرِءُ الْأَكْمَهَ وَ الْأَبْرَصَ بِإِذْنی وَ إِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتی بِإِذْنی وَ إِذْ كَفَفْتُ بَنی إِسْرائیلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّناتِ فَقالَ الَّذینَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هذا إِلاَّ سِحْرٌ مُبینٌ ﴾سورہ یوسف ۴۱ ﴿یا صاحِبَیِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُما فَیَسْقی رَبَّهُ خَمْراً وَ أَمَّا الْآخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَأْسِهِ قُضِیَ الْأَمْرُ الَّذی فیهِ تَسْتَفْتِیانِ﴾ سورہ آیت ۳﴿ ﴾سورہ نمل آیت ۱۶، ۱۷، ۲۰﴿وَ وَرِثَ سُلَیْمانُ داوُدَ وَ قالَ یا أَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ أُوتینا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ إِنَّ هذا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبینُ. ۱۶ ﴾

﴿وَ حُشِرَ لِسُلَیْمانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ وَ الطَّیْرِ فَهُمْ یُوزَعُونَ. ۱۷ ﴾﴿وَ تَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقالَ ما لِیَ لا أَرَی الْهُدْهُدَ أَمْ كانَ مِنَ الْغائِبینَ. ۲۰ ﴾سورہ انبیاء آیت ۶۳، ۷۹﴿فَفَهَّمْناها سُلَیْمانَ وَ كُلاًّ آتَیْنا حُكْماً وَ عِلْماً وَ سَخَّرْنا مَعَ داوُدَ الْجِبالَ یُسَبِّحْنَ وَ الطَّیْرَ وَ كُنَّا فاعِلینَ ﴾سورہ حج آیت ۳۱﴿حُنَفاءَ لِلَّهِ غَیْرَ مُشْرِكینَ بِهِ وَ مَنْ یُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّما خَرَّ مِنَ السَّماءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّیْرُ أَوْ تَهْوی بِهِ الرِّیحُ فی مَكانٍ سَحیقٍ ﴾سورہ اسراء آیت ۳۱﴿وَ كُلَّ إِنْسانٍ أَلْزَمْناهُ طائِرَهُ فی عُنُقِهِ وَ نُخْرِجُ لَهُ یَوْمَ الْقِیامَةِ كِتاباً یَلْقاهُ مَنْشُوراً﴾ میں آیا ہے کتاب الحیوان جلد ۷ ص ۳۱ پر طیر کا ذکر آیا ہے منخر خشارم کہتے ہیں، ذباب العین العصفور انسانوں نے پرندوں کا نام رکھا ہے، غراب، سدد، عورتوں کے نام بھی لوگوں نے رکھے ہیں، فاختہ، حمامہ، یمامہ، سمامہ، شاھین، عقاب قتاقتیہ، صفور نقاض، حجل قتامی۔

انسان اس کائنات کا ایک جزء ہے کائنات کا ہر جزء بہت سے قوانین کے اندر محدود و محکوم ہے۔

۱۔ انسان دیگر اجزاء کی بنسبت سب سے زیادہ محکوم قوانین ہے۔

۲۔ قانون محیط ہوا، بارش، حرارت کے اندر محکوم ہے۔

۳۔ قوانین اجتماعی کے اندر محکوم ہے۔

۴۔ قوانین تکوینی کے اندر محدود ہے۔

۵۔ قانون معاشرتی وحکومتی کے اندر محکوم ہے۔

۶۔ قانون ریاست کے اندر محکوم ہے ان قوانین سے کسی بھی لحہ الگ ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

وہ انسان جو عزاداری میں کسی ضابطہ اخلاق، قانون، حدود و قیود کو نہیں مانتا ہے اسکا مطلب، وہ لاقانونیت کا قائل ہے لہٰذا یہاں سے یہ نتیجہ آسانی سے اخذ کر سکتے ہیں عزاداری ضرب اسلام کے لئے وجود میں لائی ہے یہ ہر انسان کے لئے چیلنج ہے باعث افسوس ہے جو یہ صدا سن کر خاموش رہتا ہے، لشکر ابرہہ ہے جو اپنی خراطہ سے

مقدسات اسلام کو اکھاڑنا چاہتا ہے۔

قرآن کریم میں جس طرح اللہ نے بشر کو خلقت آسمان وزمین، دریا اور اونٹ کی طرف متوجہ کیا ہے اسی طرح سورہ ملک آیت ۱۹ ﴿أَ وَ لَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صافَّاتٍ وَ يَقْبِضْنَ ما يُمْسِكُهُنَّ إِلاَّ الرَّحْمنُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصيرٌ﴾ سورہ نحل آیت ۷۹ ﴿أَ لَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّراتٍ في‏ جَوِّ السَّماءِ ما يُمْسِكُهُنَّ إِلاَّ اللَّهُ إِنَّ في‏ ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ میں بشر کو دعوت دی ہے کہ اس فضاء میں پرندوں کو دیکھیں ان کو زمین پر گزرنے سے کس نے بچایا ہے، جس طرح زمین میں حیوانات، انعام، بھائم، سباع وحوش بستے ہیں ہر ایک کی الگ ساخت ہے، ہر ایک کی غذا الگ ہے عمل مختلف ہے، اسی طرح فضاء میں طیران کی بھی انوع واقسام ہیں، بعض جمال جسمانی، بعض جمال صوتی، بعض جمال شکل ورنگ سے انسان کی نظروں کو کھینچتے ہیں متوجہ کرتے ہیں ان کا خالق کون ہے؟ انسان کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ بعض کے پر ہوتے ہوئے اُڑ نہیں سکتے، بعض پرندوں کی طیران محدود ہے، بعض مسلسل سفر کرتے ہیں غذا نہیں لیتے ہیں ہر ایک کی غذا اور کسب کا طریقہ ایک دوسرے سے مختلف ہے، پرندوں کی محیّر العقول حیات کے چند نمونے پیش کرتے ہیں، ایسے حیرت انگیز نظام کے حامل مخلوق بطور صدفہ کیسے پیدا ہوسکتی ہے۔

قرآن میں پرندوں کا ذکر

ہماری کتاب علوم جدید علم حیاتیات سے متعلق لکھی ہے کتاب کونیات سے خالق کائنات نے کتنی محیر العقول مخلوقات بنایا ہے جن پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے یہ کائنات کسی خالق حکیم ومدبر کی بنی ہوئی ہے قرآن کریم میں چند طیور کا ذکر آیا ہے ان میں سے چار پرندوں کا ذکر ہے جو سورہ بقرہ ۲۶۰ میں ابراہیم خلیل اللہ کی درخواست پر احیاء ہونی کی اجابت میں آیا ہے یہ چار پرندے غراب، طاؤس، دیک حمامۃ ہے اما غراب کا ذکر قرآن میں قصص ہابیل وقابیل میں آیا ہے ایک پرندے کا اعجاز حضرت عیسیٰ نبی پر آیا ہے ایک پرندے کا ذکر قصہ سلیمان نبی کے بارے میں آیا ہے اس کا نام ھد ھد ہے

ھُد ھُد:

دونوں 'ھ' پر ضمہ اور دونوں 'د' ساکن ایک معروف پرندہ کا نام ہے، جسم الوان کثیرہ، کثیر الخلو ط ہے۔ ھد ھد کی جمع ھُد اھُد آتا ہے یہ ایک مشہور پرندہ ہے اس کے سر پر تاج ہوتا ہے اس کی کنیت ابوالاخبار، بوثمامہ، ابوربح

،ابوسجاد، بوعباد ہے یہ فطری طور پر بدبودار ہوتا ہے اور خود بھی بدبو سے لگاؤ رہتا ہے یہ اپنا آشیانہ گندی جگہوں پر بناتا ہے، ھُد ھُد زمین کے نیچے تہ زمین میں پانی کی خبر دیتا ہے اس کو زمین کے نیچے پانی نظر آتا ہے جس طرح انسان کو گلاس کے اندر پانی نظر آتا ہے، حضرت سلیمان سفر میں رہتے تھے تو اس کو پانی کا رہبر بناتے تھے، اسی لئے ہمیشہ اس پر کڑی نظر رکھتے تھے کہ وہ غائب نہ ہو جائے، حضرت سلیمان جب تعمیر بیت المقدس سے فارغ ہوئے تو حج کی نیت سے مکہ کی طرف رخ کیا اپنے ساتھ انسانوں کے علاوہ جنات شیاطین پرندے اور دیگر جانوروں کو بھی لیا سب شامل ہونے کی وجہ سے سوفرسخ پر پھیلے ہوئے تھے تو حرم میں کچھ دن قیام کیا مکہ کے قیام کے دوران پانچ ہزار اونٹ پانچ ہزار بیل بیس ہزار بکریاں روزانہ ذبح کرتے تھے یہاں پر حضرت سلیمان نے آخری نبی کی خبر سنائی، حضرت سلیمان نے مکہ کے بعد یمن کے سفر کا ارادہ کیا تو وادی صنعاء میں دوپہر کا وقت ہو گیا تھا صنعاء مکہ سے ایک مہینے کی مسافت پر تھی یہاں کے سرسبز وشاداب ماحول کو دیکھ کر کچھ دیر رہنے کا ارادہ فرمایا جب حضرت سلیمان یمن میں رک گئے تو ھد ھد نے گشت کرنے کا ارادہ کیا ادھر ادھر گشت کے دوران جب اس نے دنیا کے طول وعرض مشرق ومغرب پر نظر ڈالی تو ملکہ صباء کا قلعہ وباغ نظر آیا وہاں پہلے سے ایک یمنی ھد ھد موجود تھا سلیمان کی ھد ھد اور یمنی ھد ھد میں تبادلہ خیال ہوا یمنی ھد ھد نے سلیمان کے ھد ھد سے کہا کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاتے ہو ھد ھد نے سلیمان کے رعب ودبدبے سے آگاہ کیا ہر چیز ان کے تابع ہے، تو یمنی ھد ھد نے سلیمانی ھد ھد کو بلقیس کی بادشاہت کی خبر دی۔

﴿ومامن دابۃ الاّ علی اللہ رزقھا﴾ ہر جاندار کو رزق اللہ دیتا ہے۔ دیکھیں مخلوقات اپنا رزق کہاں سے کھاتی ہیں کتاب حیوان جاحظ جلد ۶ ص ۴۷۸ پر آیا ہے تعجب ہے حیوان کا ارزاق کیسا ہے کہتے ہیں بھیڑیا لومڑی کھاتا ہے خود لومڑی کہاں سے کھاتی ہے وہ قنفذ کھاتی ہے قنفذ کہاں سے کھاتی ہے وہ سانپ کا شکار کرکے کھاتی ہے سانپ عصفور کھاتا ہے عصفور جرات کا شکار کرتے ہیں جرات ذنابیر کے بچے کھاتے ہیں زنبور نحلہ یعنی شہد کی مکھی کھاتا ہے شہد کی مکھی دیگر مکھیاں کھاتی ہے دیگر مکھی بعوضہ کھاتی ہے

عالم طیران۔

کلمہ طیر قرآن کریم کی ان آیات میں آیا ہے قصہ غراب مائدہ ۱۱، طیر تخلیق عیسی ال عمران ۴۹، یوسف ۴۱ نحل ۷۹، مائدہ ۳۱، مالک ۱۹، سبا ۱۰، ص ۱۹، نحل ۱۷۔۲۰ نور۔ ۴۱، انبیاء۔ ۳۱

پرندے: کتاب تائملات ابن قیم النفس والآفاق انس بن عبدالحمید القوز ص۱۵۶ اللہ سبحان نے جب فضاء میں ہوا میں اڑنے والی مخلوقات کو خلق کیا تو زمین پر چلنے والی چار پاؤں والی مخلوقات کی بنسبت ہوا میں اڑنے والوں کو صرف دو پاؤں دیئے ہیں پانچ انگلیوں کی بجائے چار انگلیاں دی ہیں مخرج غایت بول دو کی بجائے ایک دی ہے جوں جوں والی مخلوق بنائی تاکہ ہوا میں اڑنے کیلئے آسانی ہو جائے جس طرح کشتی جیسا بنایا ہے تاکہ پانی کو شگاف کرے پرندے کو بھی ایسا بنایا ہے اسی طرح پر اور دُم کے بال ریش کو لمبا بنایا ہے تاکہ اس میں ہوا بھرے جسم پر پورے کے پورے بال بنائے تاکہ ہر بال کے اندر ہوا داخل ہو کھانے کے حوالے سے پرندے گوشت کھاتے ہیں دانے کھاتے ہیں وہ بھی بغیر چبا کے کھاتے ہیں تو انکے لیے دانت کی ضرورت نہیں تو اسلیے ان کو دانت نہیں دیے ان کو چونچ دی تاکہ آسانی سے غذا کو اٹھا سکے اور دانت نہیں دیے تو اسلیے وہ بغیر چبائے کھاتے ہیں اور انکے اندر بہت زیادہ گرمی رکھی ہے تاکہ جلدی ہضم ہو جائے پسنے کا کام اندر رکھا ہے اس کے اندر قوت حرارت زیادہ اسکی یہ دلیل ہے اسکے اندر روغنیات ہے وہ انسان سے زیادہ نکلتا ہے اسکے پیٹ میں پتے ہیں تاکہ پک جائے ایک حکمت یہ ہے کہ پرندوں کو اللہ نے بچے جننے کی زحمت نہیں دی وہ صرف انڈے دیتے ہیں تاکہ بچے کیساتھ اڑنے کی زحمت نہ ہو اسلیے انڈے ہی دیتے ہیں پرندے جو ہوا میں اڑتے ہیں انکو الحام ہوتا ہے ایک ہفتہ یا دو ہفتے اپنے انڈوں پہ بیٹھتے ہیں تاکہ بچہ پیدا ہو جائے جب بچہ انڈے سے نکل جاتا ہے اور کسب مشقت خود برداشت کرتا ہے اس وقت تک وہ پرندے غذا جمع نہیں کرتے عاقبت کیلئے نہیں سوچتے پرندے اپنے بچوں پہ امید و بھروسہ نہیں رکھتے کہ وہ ہماری مدد کریں گے بس انکی محبت انکے پاؤں پہ کھڑا ہونے تک ہے وہ بقا دقا میں نسل نہیں رکھتے انڈے کے بارے میں یہ ہے کہ انڈے میں ایک سفیدی ہوتی ہے اور ایک زردی ہوتی ہے اور اس میں بعض ایسے بچے بنتے ہیں جو باہر آنے سے پہلے کھاتے ہیں چونکہ اسکو باہر سے اسکو کھانے ملنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔

پرندگان کیوں کیسے سردیوں میں اپنا آشیانہ چھوڑ کر جنوب کی طرف ہزاروں میل سفر طے کرتے جاتے ہیں جب گھر میں شروع ہو جاتی ہے واپس اپنے آشیانوں میں آتے ہیں نقل از کتاب عن بگو چرا گونہ ص۲۰۶۔

---۔کتاب فلسفتنا ص۳۷۸ ''ان من اولعات مایدرکه الشعر فی حیاته الاعتیاد یه عبد

العليم القائل من لكل شئى سببا وهو من المبادى القعيلة العوو ريد ان الانسان يجد ...طبيعة''

علت کی تعریف میں کہا ہے ''**تاثير چيزى بر چيز دلگزار اولين عندها طبيعى ....توجه انسان لا جلب كرده ابيك**''

علت برائے ما باد و مفہوم شناختہ ۔۔۔۔مفہوم غائبان و مفہوم تخصص ۔۔۔۔

موسم ہجرت پرندگان: کتاب بہ من جگو چراو چگونہ ص۲۰۶ ہم کہتے ہیں یا ہم سمجھتے ہیں حیوانات غریضہ طبیعی کے تحت حرکت کرتے ہیں عقل خرد ارادہ تصمیم کے فاقد ہے وہ اپنی منزل سے اپنی شکار گاہ جہاں اسکو اسکی غذا ملتی ہے جاتا ہے لیکن لمبے چوڑے سفر میں ادھر ادھر نہیں کر سکتے جبکہ پرند شناسوں کا کہنا ہے بہت سے پرندے دنیا کی مختلف جگہوں سے خانہ آشیانہ پناہ گاہ کو گرمیوں کے آخری دنوں میں یہاں چھوڑ کر سردیوں میں جنوب کی طرف ہجرت کرتے ہیں دیگر ہزار ہا میل طے کرتے ہیں جب نیا بہار شروع ہوتا ہے اسی شہر میں دوبارہ آتے ہیں حتیٰ اپنے چھوڑے ہوئے آشیانوں میں پرانی جگہ پر آتے ہیں یہ فکر پرندوں کے اندر کس نے ڈالی سردیاں شروع ہوتی ہیں تو چھوڑ کے جاتے ہیں گرمیاں شروع ہوتے ہی واپس آتے ہیں ۴ یا ۵ مہینے کے اندر آتے ہیں بعض نے پرندوں کی آزمائش کرنے کیلئے ہجرت سے پہلے جہازوں میں ۴۰۰ سے زائد میل اٹھا کہ لے گئے اور وہاں چھوڑا وہ اپنی ہجرت کے موقع پر اپنی اصلی جگہ پر آئے اور وہاں سے دوبارہ وہ اپنی ہجرتی جگہ پر گئے۔

عالم نباتات میں مظاہر مکون کونیات

تمہید: قرآءذوی زولعزی ولاحترام ارباب عقل وفکر مفتہا صان دقائق وحقائق عالم کون وامکان متلاشیان آیات حق سبحانہ عالم آفاق میں جمادات بے روح احجار واشجار کے فلق شگاف جمالیات وصحرائے کثیر المسافات میں اللہ سبحانہ کی علم وقدرت وحکمت کا نظارہ کرنے کے بعد اسی جماد سے بنے ہوئے دیگر مخلوقات ذی حیات میں

وارد ہوتا ہے عالم ذی حیات عالم نبات حیوانات جمادات اور انسان آتا ہے عالم حیوان میں انسان متجسس کیلئے پہلی دفعہ جلب نظر جلب توجہ لعزیۃ آتا ہے مٹی سمجھ میں آتی ہے لیکن مٹی میں حیات کیسے آتی ہے لیکن اسکا سوال چلتی ہوئی متحرک مخلوق کو دیکھنے سے آتی ہے عدد غیر محدود غیر معقول حیوانات انکی انواع واقسام پاؤں سے چلنے والے پیٹ سے چلنے والے ہوا میں چلنے والے انتہائی باریک قابل دید حیوان سے لے کر حدود بصارت سے باہر ضخامت والے حیوانات قیل عمر طویل عمر قوی ضعیف خود مختار کسی کے طفیل کسی سے وابستہ زندگی گزارنے والے حیوانات ہر ایک ارباب فکر عقل کیلئے لمحہ سوالات ہیں بعض حیوانات کی محیر العقول اقدامات حرکات اس حیوان نافہم ناسمجھ میں جس نے اسکو اس حرکت پر لگایا ہے بطور تمہید مقدمہ ایک اجمالی فہرست پیش کرتے ہیں علمائے حیوان شناسوں کا کہنا ہے ۳۴۰ ملیوون سنہ پہلے جسے عصر فحمی کہتے ہیں اس میں بڑی حیرت آور طاقت ور حیوان موجود تھے اب انکا سلسلہ ختم ہوا ہے حیوانات کی ایک بڑی تعداد کا سلسلہ نسل ختم ہوا ہے حیوانات ہوائی، حیوانات بری، حیوانات کے بارے میں انسانوں کی توجہ بہت کم تھی حیوانات پر تحقیق کا دور بیسوی صدی کے پہلے پچاس سے شروع ہوئے ہیں اس زمین پر چلنے والی ملائین وملائین اقسام انواع ایک دوسرے سے مختلف سب سے چھوٹا اور سب سے بڑا حیوانات کو ایک تقسیم اجتماعی لانے میں انسان کی توجہ کب ہوئی کس نے اسکی طرف رخ موڑا۔ معلومات کی جمع آوری کے اس سلسلے میں تاریخ علم حیوان لکھنے والے لکھتے ہیں سب سے پہلے ۳۲۲ سال قبل ارسطو نے کی ہے ارسطو نے حیوانات کو ایک جامع تقسیم بندی کر کے لکھا ہے کہ حیوانات بنیادی طور پر دو حصوں میں منقسم ہے ایک صاحب ضرف جن میں ہوتا ہے دوسرا وہ جس کا خون نہیں ہوتا ہے جن حیوانات میں خون ہوتا ہے وہ اپنے اندر انواع اقسام رکھتے ہیں ان میں سے ایک قسم کو ثدیات کہتے ہیں پرندے ہیں چار پاؤں والے ہیں جو انڈے دیتے ہیں اس میں مچھلی آتی ہے دوسرا حصہ حیوانات کا رخفیات آتا ہے حشرات آتا ہے لیکن جدید علماء نے حیوانات کو ایک اور زاویہ نگاہ سے تقسیم کیا فقریات رکھنے والے ستون والے حیوانات یا عمود فقری رکھتا ہے یا لافقریات یعنی ہڈی نہیں رکھتا ہڈی رکھنے والے اس میں پرندے آتے ہیں اور مچھلی آتی ہے صفادع آتا ہے ضوائق آتا ہے چار قسم آتی ہے فقریات والے ایک بڑی ہڈی رکھتے ہیں جس کو عمود فقری کہتے ہیں عمود فقری رکھنے والی کی تعداد صرف ۴۶ ہزار قسم ہیں یہ جو عمود فقری رکھنے والے حیوانات ہیں بہت سے اثرات رکھتے ہیں انکی جسمانی محیر العقول بہت پڑھے ہوئے سمجھ سے باہر ہیں کہتے ہیں مچھلی جو ہے چھوٹی مچھلی جو اس آنکھ سے نظر نہیں آتی اور جو مچھلی ہوتی ہے اسکی حد نظر پتا نہیں چلتی اسکا جسمانی وزن ۱۵۰ ٹن تک ہوتا ہے یہ فقریات جو اپنی جگہ ایک اور تقسیم

ہے مچھلی ہے چار پاؤں والے ہیں اس میں سدیات آتا ہے حیوانات لافقری اسکی ریڑھ کی ہڈی نہیں ہوتی یہ کل حیوانات ۹۵ فی صد بتاتے ہیں۔

حیاتیات میں مکون کونیات کی تلاش :

محققان کونیات جنہوں نے کائنات کے راز و رموز جاننے میں اپنی عمر صرف کی ہے ان کے لئے کائنات میں حیرت آور چیزوں میں سے ایک حیات ہے۔ حیات کیا ہے، کیسے، کب اور کہاں سے آئی؟ مادیین اور الٰہیین مبداء حیات کے بارے میں اختلاف نظر رکھتے ہیں، کتاب براھین ص ۸۴۲ پر آیا ہے۔

کائنات جہاں ہم بس رہے ہیں عقلاء و مفکرین خاص طور پر علماء طبیعت کو یہ مشکلہ درپیش ہے کہ موجودات ساکن میں حرکت کیسے اور کہاں سے آئی ہے؟ یہاں حرکت نہیں تھی جمود تھا۔ مؤمنین اس حیات کو خالق عظیم کے وجود و قدرت علم و حکمت کی دلیل قرار دیتے ہیں، جس ذات نے اس مردہ مادے میں حیات پیدا کی ہے، حمد و ثناء کے لائق ہے وہ ذات جس نے مخلوق کو خلق کیا پھر ہدایت دی، حیات دلائل مسلمہ قاطعہ و ساطعہ بر وجود باری تعالیٰ میں سے ایک دلیل ہے، یہاں سے یہ مشکلہ ختم ہوتا ہے نفس انسان دل انسان مطمئن ہوتا ہے، لیکن ملحدین جن کو تخیلات، توہمات کا عارضہ لاحق ہے، ان کا گمان یہ ہے کہ کائنات کے عناصر نے ایک دوسرے سے تفاعل و تعاصر میں کئی ملیون سال طے کیے ہیں۔

نباتات :

قرآن کریم میں چند آیات میں آیا ہے انظروا۔ کہ دیکھو آسمان و زمین میں کیا کیا چیزیں ہیں دوسری آیات میں آیا ہے ﴿رَبِّ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ ما بَيْنَهُما إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِين﴾ زمین میں اللہ کی نشانیاں ہیں کسی چیز کو جاننے کیلئے سب سے پہلے اس کی تقسیم بندی ہوتی ہے کہ یہ کتنے اجزاء و مقام کو محیط کیا ہوا ہے اس کو تمام جہات سے دیکھنا ہے تقسیم اجزاء اور تقسیم جہات ہی تحقیق کا پہلا قدم ہوتا ہے جتنے بھی محققین ہیں انہوں نے ایسا ہی کیا ہے اور یہ ایک جز کی تحقیق ہے ہمیں جب حکم آتا ہے کہ زمین میں آیات ہیں نشانیاں ہیں تو ان آیات میں تو پہلی نظر میں مندرجہ ذیل اشیاء نظر آتی ہیں

۱۔ خشک سیاہ و سفید، نیلی پیلی، زرد زمین، پتھر، خاک، پہاڑ، صحرا نظر آتے ہیں جو کہ جمادات کہلاتے ہیں جمادات کو جمادات کہلاتے ہیں جمادات کو جمادات اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کسی جگہ سے حرکت نہیں کرتے ہیں جب بھی دیکھو اسی جگہ پر پڑھے ہوئے ہیں

۲۔ دوسری چیز جو نظر آتی ہے وہ زمین سے اگتی ہوئی نظر آتی ہیں وہ ادھر ادھر حرکت نہیں کرتی ہیں بلکہ پھلتی پھولتی

اور بڑھتی ہیں اسے نباتات کہتے ہیں نبت کا معنی اگنا ہے اب زمین میں موجود مخلوق نبات میں آیت الٰہی کہاں ہیں اس کی اس میں نشانیاں جو جمادات میں نہیں ہیں الگ کوئی چیز ہے اس کو حیات کہتے ہیں جو نباتات میں موجود ہے۔ الٰہیین یعنی اللہ پرست اور مادہ پرست دونوں کا اتفاق ہے کہ حیات، زمین میں بعد میں آئی یعنی حیات جب نباتات آئے تو حیات آئی نباتات میں موجود حیات ہے اس اکائی کو جدید علمی زبان میں جس سے حیات بنی ہے خلیہ کہتے ہیں یہ خلیہ تقریباً دو تین صدی پہلے دریافت ہوا ہے روئے زمین میں نباتات پر تحقیق کرنے والوں کا کہنا ہے کہ یہاں تقریباً۔۔۔۔۔نباتات کی اقسام ہیں ((اقسام لکھنی ہیں))اور باقی خصوصیات میں مختلف ہیں

مثلاً ایک قطعہ زمین میں ۱۰۰ قسم کے پودے لگائیں پانی زمین اور سورج کو حرارت ایک جیسی ہو اور ایک جیسی کھادیں دیں تو سب کی شکل وصورت قد وقامت، ذائقہ اور باقی خصوصیات مختلف ہونگی۔ ایک خلیہ سے سب بنی ہیں یہ اختلاف کہاں سے آیا۔ سورہ روم آیت نمبر۲۲(وَ مِنْ آیاتِهِ خَلْقُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ اخْتِلافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَ أَلْوانِكُمْ إِنَّ في‏ ذلِكَ لَآياتٍ لِلْعالِمين‏) مختلف چیزوں میں اختلاف اللہ کی قدرت وصفت کی دلیل ہے (والمومنین) کی آیت لگانی ہے)) کی آیت مصداق نباتات ہے ہم تمام نباتات کے بارے میں بارے میں بات نہیں کر سکتے ہیں چونکہ وہ ہماری دسترس سے باہر ہیں نباتات میں قدرت الٰہی وجود الٰہی کے آثار دیکھیں گے لیکن اس سے پہلے ایک دو نباتات کے بارے میں بحث کریں گے ایک قسم کے نباتات میں کتنی مختلف چیزیں ہیں جڑ، تنا، ٹہنی، پتا، پھول اور پھل۔ جڑ زمین میں جاتی ہے تنا ستون کی مانند اوپر بڑھتا ہے اس سے ٹہنی اور شاخیں نکلتی ہیں شاخیں پتوں سے بھری ہوتی ہیں جو کہ مختلف رنگ میں ہوتی ہیں پتوں اور ٹہنیوں کے درمیان میں پھول لگتے ہیں جن سے پھل بنتے ہیں درختوں کا بڑا ہونا پھل پھول اور پتہ بنتا ہے سب کو توانائی کی ضرورت ہوتی ہے انسان اپنی بقاء کیلئے مختلف جگہ سے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں لیکن نباتات حرکت نہیں کرتے ہیں تو انکی ضروریات کہاں سے پوری ہوتی ہیں وہ زمین سے پوری کرتے ہیں اسی زمین سے ایک جیسی غذا حاصل کر کے ایک دوسرے سے جدا کیسے ہوتے ہیں

عالم نباتات

اگر ہم دنیائے نباتات کو دیکھیں نباتات میں خالق کائنات کہاں تک متجلی ہے۔ تخلیق کائنات کی غرض و غایات اور اس کی افادیت حیوانات اور انسانوں کی بقاء اس پر موقوف ہے اس کے علاوہ بہت سی مغیر العقول

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۲۱۵ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

آیات ہر وجود خالق کائنات کی علم وقدرت وحکمت پر بول رہی ہیں ہر تجربات ساطعہ براھین قاطعہ کو دیکھیں گے مکوّن کونیات کی تلاش میں سیر عالم نباتات

کونیات کو علمائے طبیعت نے تین قسموں میں بانٹا ہے جمادات نباتات حیوانات سیر آفاقی میں اجرام سماوی شمس وقمر نجوم وستارہ جات کے بارے میں بحث وگفتگو کرنے کے بعد اگلا مرحلہ نباتات آتی ہے نباتات میں بحث و گفتگو چند زاوئے رکھتا ہے

۱۔اس دنیا میں حقائق ودقائق حواس طبیعی سے تجاوز کرکے دوربین وباریک بین آلات سے کشفیات کرنے والوں نے نباتات صاحب عظیمہ صغیرہ دقائق وباریکیات اعداد وشمار بھی بتایا ہے جس طرح انسانوں کی اعداد وشمار سات ارب سے زائد بتاتی ہے دنیا میں کتنے انسان بستے ہیں دن گھنٹوں میں کتنے انسان مرتے ہیں اور کتنے پیدا ہوتے ہیں اعداد وشمار پیش کئے ہیں نباتات کی بھی اعداد شمار پیش کیا کیا ہے موسوعہ عالم نباتات نے اپنی کتاب کے تمہید میں بتایا ہے اب تک تین لاکھ پچہتر ہزار نباتات کی انواع بتائی ہے اس کا مطلب یہ نہیں محققین نباتات صحیح اعداد تک پہنچے ہیں ایسا نہیں ہے ممکن ہے زیادہ ہوسکتے ہیں آئیے دیکھتے ہیں خاندان نباتات کی نسب کہاں سے ملتا ہے صاحب کتاب کا کہنا ہے نباتات کے سلسلے میں طبیعت حیاتیات سے ملتی ہے موجود جامد اپنے وجود کی بقاء کے لئے رشد ونمو کے لئے اپنی ذات سے باہر کسی چیز کا نیاز مند نہیں ہے لیکن نباتات اپنے رشد ونمو کے لئے انسانوں جیسا غذا کا محتاج ہے اس کو بھی غذا چاہئے حیوان انسان اپنی غذا خود چل کے تلاش کرکے کھاتے ہیں لیکن نباتات یہ قدرت نہیں رکھتی وہ عاجز وناتواں ہے اپنی جگہ سے حرکت کریں اس کو غذا مختلف ذریعے سے امکان پذیر ہے بعض نباتات ایسے ہیں اس کو انسان غذا دیتے ہیں لیکن بعض اس کی پیدائش ہی اللہ ہی کسی ایسی جگہ پر کرتے ہیں جہاں اس کی غذا پہلے سے آمادہ ہوتی ہے یہاں بات یہ دیکھنی ہے یہ ایک ہی جگہ پر جہاں زمین ایک ہے سورج کی تپش ایک ہے پانی ایک ہے کھاد ایک ہے لیکن وہی یہ اگنے والی نباتات کی طعم لذت خوشبو طاقت وتوانائی میں ایک دوسرے سے مختلف اور بلکہ ذونقیض پائی جاتی ہے یہ اختلاف نباتات میں کہاں سے آیا ہے کس نے لایا ہے یہاں یہ آیت کریمہ صدق آتی ہے اختلاف کائنات رنگ وبو ذائقہ میں اختلاف اس بات کی واضح دلیل ہے یہ اختلاف ان میں مکوّن کائنات نے لائی ہے۔یہاں یہ آیت صدق آتی ہے اختلاف دلیل قدرت خالقیت۔

نباتات کی تعداد زیادہ ہیں ہم اس میں سے اشجار کو لیتا ہے۔ایک درخت کتنے عناصر پر مشتمل ہے ایک درخت چار عناصر پر مشتمل ہے پہلا عنصر بذ ربھیج

جس سے درخت نیا آغاز کرتا ہے یہ بہت چھوٹا ہوتا ہے جب زمین شگاف کر کے وہ سر اٹھاتا ہے تو نیچے کا حصہ دانے کا شگاف کرتے ہیں یہ دانہ اپنے مراحل نمو مراتب و مراحل سے گزرتے ہیں آخر میں وہ تنے، ورق، پھول ،خوشبو،ثمرات پر ختم ہوتا ہے۔ایک درخت ہوتا ہے دنیا اور انسان کو کیا کیا عنایت کرتے ہیں۔خوشبو دیتا ہے، پھل دیتا ہے،خوبصورتی دیتا ہے، کشکش دیتا ہے اس میں اللہ سبحانہ نے اس بذر میں کیا کیا رکھا ہے۔پہلے وہ کہا سے غذا لیتا ہے کیسے نمو ہوتا ہے کیسے سرسبز ہوتا ہے جب پہلی دفعہ یہ بھیج حرکت میں آتا ہے اپنا غذا اپنے دانے سے لیتا ہے۔یہ جنین اپنا غذا اپنی مٹی سے لیتا ہے جو اللہ نے اس میں رکھا ہے اپنے دانے ،مٹی اور ہوا ان تین چیزوں سے وہ پھولتا ہے پر دوسرا حصہ جڑ ہے۔جڑ انتہائی دقت اور تن و من ایک عمر وہ گزارتے ہیں بلند تنے رکھتے ہیں جس طرح خیمے میں منسوب لکڑیوں سے خیمہ محفوظ کرتے ہیں اسی طرح درخت کی جڑ اس پر پھیلنے والے تنوں کو رکھتا ہے تند و تیز ہوا اس کو نہیں گرا سکتے۔اللہ اس کو پانی سے سیراب کرتے ہیں اللہ نمکدار پانیوں سے اس کی جڑوں شاخوں تک پہنچاتا ہے۔دنیا کے بڑے بڑے کیمیا دان اس مٹی کے اور درخت کو ملنے والی غذا کی تحقیق میں ایک عمر گزاری ہے کہاں سے آتی ہیں بغیر کسی آلہ واسطہ کے یہ تن و من ہوتا ہے۔جڑوں کی خصوصیات یہ ہے کہ وہ اپنا پاؤ زمین کی تہہ میں گھاڑتے ہیں گرچہ وہ تنا اوپر جاتا ہے لیکن انسان کے فائدے کے لئے جلدی سے نیچے کی طرف رخ کرتا ہے۔نہ اوپر جانے میں کوئی رکاوٹ ہے نہ زمین کی تہہ میں جانے میں۔اپنی جگہ لینے میں پتھروں کی رو کاوٹ کو نہیں دیکھتا سخت سے سخت زمین کو چیر کر آگے جڑیں پھیلاتا ہے کیا یہ جڑیں جو ہر درخت کی مختلف ہیں اور تند و تیز ہوائیں اس کو نہیں ہلا سکتے ہیں اس طریقے سے کس نے بچایا ہے۔اللہ اس درخت سے عائد فوائد نعمت کو شجرہ طیبہ سے تعبیر کیا ہے اس کی جڑیں زمین پر ہیں اور تنے اوپر ہیں جڑ کے بعد اگلا حصہ ساک ہے یہ اس کا حسن و جمال ہے نیچے کی جڑ کی توسط سے پانی کو اوپر سپلائی کرتا ہے تنے کو۔جس طرح مواد کھاد کو اوپر سپلائی کرتا ہے پتے تک یہ غذا کو پہنچاتا ہے جو اس کے لئے ضروری ہیں۔درخت کی ساخت شاخیں پتے ہر ایک درخت کی مختلف ہے حتیٰ کہ جڑ مختلف ہے کوئی نیچے سیدھا جاتا ہے کوئی دائیں بائیں جاتا ہے کسی کا بہت ہیں کسی کا ایک جڑ ہے باریکی ،سیدھا، ہوا میں، تہہ میں ہر ایک کی ہیئت مختلف ہے اس کا اندازہ آپ بھیج کے ذریعے ہونے والے باغات کی سبزیاجات میں دیکھیں

ورق

دقت سے اوراق درخت کو دیکھیں کتنا اچھا نظر آتا ہے۔کتنا رنگ اچھا لگتا ہے، ہیئت شکل کتنی اچھی ہے کتنا اچھا جوڑا ہے۔اور کتنے اس کے وظائف ہیں۔نباتات غذا زمین سے لیتا ہے ہوا سے لیتا ہے زمین کے نیچے پانی سے لیتا ہے ہوا سے آکسیجن کاربن لیتا ہے یہ چیزیں ورق میں جمع ہوتا ہے تفاولات کیمیائی بنتا ہے آخر میں وہ غذا بنتا ہے انسان کی۔کسی میں شکر ہے کسی میں نشہ ہے یہ سب کہاں سے لیتا ہے سورج کی شعاؤں سے لیتا ہے۔
نباتات سے نکلنے والے نتائج اس کی بہت اہمیت ہے ہوا کو لطیف بناتے ہیں میٹھا بناتے ہیں کہتے ہیں کہ درخت ہمیں کتنے پانی فراہم کرتے ہیں ۵۰۰ لیٹر پانی فراہم کرتے ہیں۔
تنفس۔جس طرح حیوانات تنفس کرتے ہیں۔آکسیجن اپنی طرف کھینچتا ہے اور آکسیڈ کاربن چھوڑتا ہے پر آکسیڈ کاربن چھوستا ہے اور صاف آکسیجن چھوڑتا ہے یہ حکمت ہوا کو میں کام آتا ہے۔ہوا سے فائدہ اٹھانے والے حیوانات انسان اتنا آکسیجن کھاتا ہے کہ یہ آکسیجن ختم ہوجائے لیکن یہ آکسیجن تفاعل میں ہوتا ہے انسان آکسیجن کھاتا ہے سبزجات آکسیجن بناتا ہے اور اس کی جگہ حیوانات آکسیڈ کاربن کھاتا ہے۔

مادہ ا۔ ہر وہ چیز جو جگہ گیرتا ہے اس کو مادہ کہتے ہیں
۲۔مادہ کی تین حالت ہوتی ہے جامد۔سیلان۔غاز(گیس)
۳ہر مادہ مرکب ہوتا ہے از ذرات سے ذرات مرکب ہوتا ہے پروٹون الیکٹرون
۴۔ہر مادہ تحول ہوتا ہے ایک حالت سے دوسری حالت مادہ سائل مادہ جامد میں یا مادہ غاز لیکن کلی طور پر فنا ناممکن ہے عنصر تمام اشیاء مادی جو زمین مین پایا جاتا ہے وہ یا تو ایک عنصر سے بنی ہے یا زیادہ سے ایک عنصر بہت سی ذرات سے بنتے ہیں عناصر ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے ہر عنصر کی وزن دوسرے سے مختلف ہے
اسماء عناصر معروضہ ۔الکربون،النحاس،الذھب،الحدید،الرصاص،الزیئق،النیکل،لابلائین،الرادیوم، الفضہ بعض عناصر کا نام از خاص اسماء بلدان جگوں کے نام سے موسوم کیا ہے

ھوا آپ کے اندر گردو پیش شگاف سراخ خالی فارغ میں بھرا ہوا ہوتا ہے اگر انسان تنفس کریں تو دونوں پھیپھڑوں سے ہوا سے بھر جاتا ہے گرچہ انسان ہوا کو چکھتا دیکھتا نہیں حسی احساس بھی نہیں کرتا جب تک تند و تیز ھوا نہ چلیں ھوا

کی برگشت حسب تحقیق علماء اعلام اس کا سلسلہ کاندان مادہ کے تیسرے فصیل غاز کو جاتی ہے ھوا بذات خود مرکب ہے نیٹروجن او کسیجن سے مرکب ہے اس میں دیگر اشیاء کا بھی حصہ ہوتا ہے کیونکہ اس کا ایک حصہ او کسیڈ کاربون ہوتا ہے جو انسانوں آگ جلانے سے پیدا ہوتا ہے۔

اثبات وجود باری تعالیٰ میں ایک محکم دلیل اختلاف اجناس وانواع عالم ہے اس سلسلے میں قرآن کریم ان موارد کو گنایا ہے اجناس وانواع میں سورہ قمر آیت ۱۳ سورہ روم آیت ۲۲ سورہ نحل آیت ۱۳، ۹۷ سورہ فاطر آیت ۲۸ سورہ زمر آیت ۲۱ سورہ فاطر آیت ۲۷

۱۲ اختلاف لیل ونہار سورہ مؤمنین آیت ۸۰ سورہ روم آیت ۲۲ سورہ بقرہ آیت ۱۶۴ سورہ عمران آیت ۱۹۰ سورہ یونس آیت ۷ سورہ جاثیہ آیت ۵ منحرفین از اللہ واحد

۱۔ ثنویہ ۲ تثلیث ۳۔ بت پرستی ۴۔ جہاں پرستی ۵۔ انسان پرستی

پیاز

ذیل میں ہم دنیا بھر کے انسانوں کے درمیان مستعمل بعض نباتات کے اسرار خاصیات کا ذکر کریں گے جو انسانی زندگی میں بہت کردار رکھتی ہے ان میں سے ایک مشہور پیاز ہے یہ ان سبزی جات میں سے ہے جو زراعی ہے اس کی انواع کثیرہ ہے کتاب قاموس غذا تداوی۔ نباتات موسوعہ غذائی تالیف احمد قدامہ ص ۵۷ پے لکھتے ہیں پیاز کو عربی میں بصل کہتے ہیں کب سے پیدا ہوئی ہے اس سلسلے میں کہتے ہیں یہ بہت پرانی تاریخ سے ملتا ہے مصر کے فرعونی ادوار میں اس کی تقدیس مقدس سمجھتے تھے لوگ اس کی قسم کھاتے تھے اس کا نام مصر کے معبد خانوں میں احرام کی دیواروں پر لکھا ملتے ہیں بصل یعنی پیاز کو مُردوں کے تابوت میں رکھتے تھے وہ سمجھتے تھے ان کا خیال تھا میت کو اس سے مدد ملے گی واپس آنے میں مصری اپنی خوشی کے دنوں میں پیاز نہیں کھاتے تھے کیونکہ پیاز کھانے سے آنسو آنے کا خطرہ تھا جس طرح فرعانا اس کو تقدیس کرتے تھے یونان بھی اس کی اہمیت کے قائل تھے اس کو غذائے باطاقت والی غذا سمجھتے تھے مصر کے احرام بنانے والوں کو کھلاتے تھے یہ باغذا بھی ہے بااشتہا آور بھی ہے اخراج اخراج بول میں بھی مؤثر ہے اس وقت کے طبیعت بھی امراض کے لئے بطور دوا متعارف کرتے تھے اس سلسلے میں لوگوں نے بہت سے عقائد فاسدہ بھی گھڑے ہیں کہتے ہیں اس کی اصل تاریخ جنوب دوسیہ سے ملتے

ہے یہاں سے دنیا میں پھیلی ہے آسیہ سے اروبیہ اور امریکہ میں پھیلا ہے بعض مورخین امریکہ سمجھتے تھے سرخ ہندی والا جنہوں نے پیاز کی تعارف چلایا ہے انھوں نے پیاز کا نام شیکا گو رکھا ہے امریکی شہر کا نام اسی نام سے منسوب ہے طبع قدیم میں پیاز کے بارے میں لکھا ہے پیاز والے کھانا پکا کے کھانا باقی گندگی سے اضرار سے بچاتے ہین چہرے کو سرخ کرتے ہیں زہریلی اثرات کو دفع کرتے ہیں معدے کو طاقت بخشتا ہے شہوانی طاقت بڑھتا ہے پیاز کو اب کر کے کھانے سے پیچس وغیرہ مین مفید ہے کہتے ہیں پیاز کا پانی جو ہے شہد سے ملا کے کھائیں بینائی کی کمزوری سے فائدہ بخش ہے کہتے ہیں پیاز کھا کر آنکھوں سے آنسو آ جائے وہ اگر کان میں جائے تو بہت مؤثر ہے اس کا زیادہ کھان بھی نقصان دہ ہے معدے میں نقصان گھڑ بڑھ لاتا ہے سر مین درد آتا ہے پیاز زیادہ لاتے ہیں بول زیادہ لاتے ہیں اما طبع جدید سب کہتے ہیں یہ خون صاف کرتا ہے خون کے اجراء کو تیز کرتا ہے بول تیز کرتا ہے زخم اور دمل وغیرہ اور بھوڑا وغیرہ کو درست کرتا ہے زخموں کو ٹھیک کرتا ہے کہتے ہیں پیاز کا فائدہ ہے وہ سیب سے زیادہ فائدہ مند ہے سیب میں کیلشم جو ہوتا ہے اس کے ۲۰ برابر پیاز میں کیلشیم ہوتا ہے اسی طرح سیب میں جو فاسفورس ہوتا ہے وہ پیاز میں اس سے دگنا ہوتا ہے سیب میں وٹامن آئی ہوتا ہے لیکن پیاز میں وٹامن آئی تین گنا زیادہ ہوتا ہے پیاز میں کبیریت ہوتا ہے وٹامن جی ہوتا ہے جو بول کے مخرج کو ٹھیک کرتا ہے رگوں کو تقویت دیتا ہے قدرت جنسیت کو طاقت دیتا ہے پیاز بدھضمی کو دور کرتا ہے

کھجور: قاموس الغداء وتداوی بالنبات تالیف احمد قدامہ ص۱۱۳ تمر درخت نخیل پھل کو کہتے ہیں جب یہ تر و تازہ ہوتا ہے تو بصر بلاح کہتے ہیں جب پک جاتا ہے اور نرم رہتا ہے تو اس وقت رطب کہتے ہیں تمر اسکو خشک ہونے کے بعد تمر کہتے ہیں یا بطور نخیل کی تمر اس حیثیت سے تمر کہتے ہیں یہ پھل کب سے شروع ہوا بہت پرانا ۵۰۰۰ ہزار سال پہلے اسکے نقشے زمانہ فرعون کے معبد خانوں میں ملتے ہیں اس دور کے اطبہ نے تازہ کھجور اور خشک مسیحی ڈیروں میں اسکی خاصیات کے بارے میں فوائد لکھے ملتے ہیں تورات کے مفسرین نے لکھا ہے اس سے مادہ مخفی شراب بناتے تھے جو قاہنوں کیلئے حرام تھی رومان والے اسکی عنواع اقسام سے واقف تھے وہ اپنے بتوں کیلئے بطور تحفہ پیش کرتے تھے کتب ساوی میں کتب دینی میں خاص کر جزیرہ عرب میں یہ چیز بطور مفید غذا کے طور پر متعارف کراتے تھے طب قدیم عرب میں تمر کے ماہر نے سب سے زیادہ بدن کیلئے فائدہ لکھا ہے جگر کیلئے مفید ہے طبیعت کیلئے ملائم رکھتا ہے گلے کی خراش ختم کرتا ہے یہ دانتوں کے کیڑے مارتا ہے یہ میوا بھی ہے غذا بھی شراب بھی بنتی ہے حلوہ بھی ہے اس کا ذیادہ کھانا اذیت ناک بھی ہے علماء نے بلح اطباء میں فرق کیا ہے بلح دانتوں

کو مذ بوط کرتا ہے معدے کو ٹھیک کرتا ہے بواسیر کے زخم کو ٹھیک کرتا ہے دیر سے ہذم ہوتا اما طب جدید میں خشک کھجور اس میں ۷۰.۶ کار بو ہائڈ روڈ ہوتا ہے ۲.۵ ہتے ہیں ۳۳ فی صد، پانی ۳۲.۱ ،نمک الیاف ہوتا ہے کو را مین وٹامن اے، بی، جی پروٹین ہوتے ہیں سکر ہوتا ہے اذیت ہوتا ہے کلس، حدید، فاسفور، کبریت، بوتاس ،کلورین، نحاس ،کلسیوم، ہوتے ہیں۔

کھجور۔ کتاب قاموس غذا ص۱۱۳ کھجور کو عربی میں تمر کہتے ہیں یہ تمر اس پھل کو کہتے ہیں جو شجر نخل سے نکلتی ہے جب تازہ نکلتا ہے تو اس کو بُسر کہتے ہیں جب تک وہ سبز رہے گا تو بلھاً کہتے ہیں جب وہ نرم ہو جاتا ہے پک جاتا ہے تو اسے رتب کہتے ہیں جبکہ یہ سوکھ جاتا ہے تو تمر کہتے ہیں جب یہ تازہ نکلتا ہے پکنے تک ثمر کہاتے ہیں انسان نے اس کی انواع اقسام کو قدیم ادوار سے پہچانا ہے اس کی پرانی تاریخ ۵ ہزار سال پہلے بتاتے ہیں اس درخت کی تصویر فرعونی دور کے دیواروں پر نظر آتا ہے اطباء دور فرعونی نے اس کی فوائد بیان کئے ہیں اس کے بارے میں بعض غاروں میں لکھا ہوتا ہے مفسرین تورات علام ءقدیم نے لکھا ہے شراب جو کھجور سے بنتی ہے کا ہین اسرائیل اس کو حرام سمجھتے تھے عربوں میں دول بابل میں آسمانی کتابوں میں اس کا ذکر آیا ہے عربوں نے اس کو ایک مناسب غذا کے حوالے سے اپنایا ہے انھوں نے کھجور پھل کو اپنی شعر نثر میں بیان کیا ہے قدیم دور کے اطباء نے کھجور کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے اس میں بہت غذایت ہیں کلیجہ کو تقویت بخش ہے لھجت کے ملائم ہوتا ہے جنسی تقویت کو بڑاتا ہے گلے کی خراش کے لئے مفید ہے اس کا زیادہ کھانا دانتوں کے لئے مضر ہے سر درد زیادہ لاتا ہے قدیم دور میں سینے کے درد کے لئے استعمال کرتے تھے طب جدید نے کہا ہے اس میں ۷۰ فیصد کا بو ہائیڈ رون ہوتا ہے اڈھائی فیصد چربی روغنیات ہوتی ہے ۳۳ فیصد پانی ہوتا ہے ۳۲.۱ فیصد میٹھا ہوتا ہے رگوں کو تقویت دیتا ہے اگر اس کو دودھ کیساتھ ملا کے کھلائیں تو بہت مفید ہے

نباتات میں وٹامن

نباتا اعم از میوہ جات غذائیات گندم جو چاول سالن بنانے والی سبزیجات بغیر پکائی کھانے والی سبزیات میں کثرت سے وٹامن پایا جاتا ہے انسان کی صحت اور بقاء زندگی میں بڑا کردار رکھتا ہے بعض وٹامن کے کمی سے صحت گر جاتی ہے ذیل میں وٹامن کی اہمیت اور اس کے حامل چند نباتات کا ذکر کرتے ہیں جو آیت حق سبحانہ تعالیٰ ہے واضح دلیل بنتا ہے تفصیل اس کے اھل کے لئے چھوڑتے ہیں کتاب خصائص مفردات والفوکہ تا ٔلیف

عالم آفاق میں مظاہر مکون کائنات ۲۲۱ (۱۱محرم الحرام ۱۴۴۱ھ)

لاؤنس کارلید فرانسیسی ترجمہ مترجم ہاشم کاظم متوفی عراق نے ترجمہ کیا ہے کتاب فصل اول پر لکھا ہے وٹامن تقریبا جدید ترین کشفیات میں سے حساب ہوتا ہے پہلے نہیں جانتے تھے کہ انسان کے کھانے والی غذا میں وٹامن ہوتا ہے صاحب کتاب لکھتے سے پہلے جس وٹامن کا کشف ۱۹۳۱ء میلادی وٹامن ڈی کا کشف ہوا وٹامیں ڈن ایک مرکب کیماوی ہے جو تین عناصر سے مرکب ہے کاربون ھیڈروجن اور اوکسیجن سے مرکب ہے ۱۹۳۳ء کو وٹامن بی کشف ہوئے یہ بھی انہیں سابق الذکر تین عناصر کاربون ھیڈروجن اوکسیجن سے تشکیل پاتی ہے امّا تعداد عناصر پہلے سے مختلف تھے کاربون چھے میلادی ۶ سار لکس تھر سے تشکیل پایا وٹامن کا فقدان یا کم انسانی صحت بلکہ وجود و بقاء کے لئے باعث خطر بنتا ہے

نباتات بھی آیات حق ہیں تفسیر الخبیر ۲ ص ۱۰۷۔

اللہ سبحنہ سورہ رعد کی پہلی تین آیات آسمان اور اس میں موجود ستارے اور شمس وقمر کی ایت رب ہونے کی استدلال کے قاریان تلات کنندگان کے لیے زمین کی آیت ہونے کی طرف توجہ دیتے ہوئے فرمایا زمین ہی کا ایک حصہ دوسرے صفات اور خصوصیات سے مختلف ہے بعض شورزار ہے بعض نمکین ہے بعض سخت ہے بعض نرم ہے بعض درخت اگانے کے لیے سزاوار ہے زراعت کے لیے سازگار ہے

صنوبر: کتاب عجائب المخلوقات ص ۲۲۶ ایک مشہور درخت ہے جو روم میں پیدا ہوتا ہے اسکی لکڑی میں روغن ہوتا ہے یہ تازہ تر لکڑی مثل شمع جیسے جلتی ہے اسکا چھلکا نکال کر آگ پر رکھیں گے تو اس لکڑی سے بخار اور اسکی ریک سے زمین پر چلنے والی حشرات ختم ہو جاتی ہیں اگر اسکو ایک رومال میں بند کر کے رکھیں گے تو حشرات سے محفوظ رہتا ہے یہ مکھی وغیرہ کو بھی دور کرتے ہیں اسکی لکڑی سے دانت کو مسواک کریں تو دانت کا درد ختم ہو جاتا ہے ص ۲۱۲ پر کہتے ہیں یہ رطوبت زمین میں ہے سردیوں میں گرم ہو جاتی ہے اور گرمیوں میں سرد ہو جاتی ہے کیونکہ حرارت اور برودت دو چیزیں ہیں ایک جگہ جمع نہیں ہوتی اگر سردی آجائے تو ہوا ٹھنڈ ہو جائے گی اور حرارت جو ہے وہ زمین کے اندر جاتی ہے اور جب حرارت زمین کے اندر جاتی ہے تو وہ روغن ہو جاتا ہے زمین کی بعض جگہ روغن ہے زمین کو اپنے اندر کھینچتا ہے بعض اسی حالت میں رہتا ہے بعض مائع میں رہتا ہے تو کوئی کبریت بنتا ہے کوئی زیبک بنتا ہے کوئی کیر بنتا ہے کوئی نفد بنتا ہے ہوا اور زمین کے تناصب سے اگر کبریت اور زیبک دونوں مل

جائیں تو قیمتی مادہ بن جاتا ہے۔

زیبک۲۱۳ زیبک پانی اجزاء اور خالص زمین سے خلط ہونے سے کبریت بنتا ہے اسکے اوپر مٹی کا پردہ ہوتا ہے۔

کبریت ۲۱۳ میں پانی، ہوا اور زمین تینوں مل کر بنتے ہیں۔

حیاتیات کو درپیش مسائل میں سے ایک مسئلہ میکروپ ہے میکروپ عام محاورے میں مرض کو کہا جاتا ہے یہ تصور ایک تصور سطحی

عوامی ہے علمی تحقیقی نہیں ہر کلمے کی ایک معنی سمجھنے کے لیے اس کو اس سے متعلق لغات دیکھنا ضروری ہے کلمہ میکروپ آج کل عربی، فارسی، اردو میں زبان زد عام وخاص ہے۔ اگر اس کا ریشہ جڑ تلاش کریں تو یہ یونانی زبان کا کلمہ ہے دو کلمے سے مرکب ایک کلمہ ہے جس کو عربی زبان میں اشتقاق کبیر کہتے ہیں ایک کلمہ مائیکرو ہے مائیکرو کسی چھوٹے، دقیق اور باریک کو کہتا ہے دوسر لفظ اسی کا معنیٰ احیات ہے یعنی چھوٹے حیاتیات ہیں۔ دنیا میں اثر تحقیق شروع ہونے کے بعد یا جب سے احساس آنے کے بعد ہر چیز کی مقیاس بنائی ہے ناپنے کا آلہ۔ علماء نے چھوٹے چیزوں کو ناپنے جانچنے کے لیے مائکرون استعمال کیا ہے جبکہ عوام کسی چیز کو ناپنے کے لیے میٹر استعمال کرتے ہیں ملی میٹر کے بعد اس کا نام سینٹی میٹر آیا ہے۔ مائیکرون ہی وہ واحد معیار ہے جو کائنات کی دقیق اشیا کا ترازو ہے مائیکرون ملی میٹر کا ایک ہزار جزو ہے۔ اگر ایک ہزار مرتبہ مائیکرون کو جمع کریں گے تو پھر وہ میٹر بنتا ہے۔ ایک طویل زمانہ انسان بہت سی امراض کے اسباب ووجوہات معلوم کرنے سے قاصر وعاجز رہنے کے بعد اس بارے میں تحقیقات کہاں سے کریں کدھر سے شروع کریں یقیناً جو نظر طبعی میں نہ آنے والی چیز عقل میں بھی نہیں آتا ہے وہ کیا چیز ہو گیسب سے پہلے شخص اس میدان میں کودنے والا شخص ایک عالم ھولندی نوف تھے کتاب مکتب ثقافت شمارہ ۱۱۱۶ مصر سے صادر کتاب صراع مع المکرّوبات تالیف ڈاکٹر محمد اشاء طوبی ص۔۳۷ پر لکھتے ہیں ایک عالم ھولندی نوف تھے متولد ۱۶۳۷ ہولند کے شہر دفلت میں ۱۶۳۲ کو پیدا ہوئے۔ نوعمری میں تعلیم بہت کم لیا۔ مدرسہ چھوڑا وہ سولہ سال کی عمر میں کپڑا بیچنے کی پیداوار میں ملازم لگ گیا۔ انکی مہارت ہاتھ کی لمسوں سے کپڑے کی شناخت کرنا تھا یہ کپرا کتنا اچھا ہے اس کے زہن میں آیا کپڑے میں جو چیز پوشیدہ ہے۔ آنکھ سے نظر نہیں آتی اس کے لیے کوئی آلہ تلاش کریں عینک بنانے والوں، کیمیا سازوں اور دواسازوں کے پاس جاتے تھے آخر میں وہ چھوٹی چیز نظر آنیوالی اس شیشہ کی تلاش واختراع میں لگ گئے۔

مائیکروب سے مائیکرو پیدا ہوتا ہے۔نوف کی وفات کے بعد اس میدان میں آنے والے شخص اطالوی تھے اس کا نام تھا۔سنبھال زبانی ۱۶۳۱ کی پیدائش تھے یہ لوف کی وفات کے بعد پیدا ہوئے۔

نباتات کیسے نمو کرتے ہیں

کتاب موسوعہ ثقافتہ عام ص ۱۰۷ پر آئے ہیں نباتات اپنے نمو بڑھانے کا طریقہ یا عمل حیوان،انسانوں جیسا خود کرتے ہیں اپنی غذا خود کسب کرتے ہیں مٹھاس،نشویات،آکسیجن،کاربون سے لیتا ہے آکسیجن کاربون کے اوپر پتوں سے لیتا ہے پانی اپنے جڑوں سے لیتا ہیا پنے لیے طاقت سورج سے لیتاہینباتات اپنی ضروری حیات نمکین اپنی جڑ سے لیتا ہے لیکن یہ تمام نباتات ایسا نہیں ہے بعض نباتات کی غذا دوسرے نباتات ہوتا ہے۔یہ جو نباتات غذا دوسرے نباتات سے لیتا ہے اس کو نباتات تفیلی کہتا ہے حشرات نباتات میں تلقی کرتے ہیں۔حشرات نباتات کے لیے پھولوں سے نطفہ لاتا ہے اس نباتات کے بیج سے لاتا ہے پھولوں کے رنگ سے خوشبو اٹھاتے ہیں حتی جو نباتات اور حشرات میں ازدواج ہوتا ہے کوئی حشرات کسی پھول پر بیٹھے اس سے جوس لیتا ہے ایک پھول سے دوسرے پھول کی ازدواج کرتے ہیں

عالم خلیہ میں مکون کائنات کی تلاش۔

جس طرح مادیات میں آخرین،اکائی،پروٹان،الیکٹرون کی کشف بہت دیر سے ہوئی ہے اس طرح عالم حیاتیات میں اس کی اخری اکائی جسے بعد میں انہوں نے بعد خلیہ نام رکھا ہے خلیہ وہ واحد جزو ہے اور اس کی ایک ہی وظیفہ ہے جس سے موجودات ذی حیات بڑھنا شروع ہوتا ہے خلیہ اپنی صغاریت اور باریکیت میں انتائی حد تک باریک میں ہونے کی وجہ سے اکتشاف ہونے میں بہت تاخیر ہوئی اکتشاف میسر نہیں ہوئی۔اس کی اکتشاف مائکروسکوپ کی اکتشاف کے بعد ہوئی ہے لہذا اس اکتشاف کا سہرا اس شخص پر ہے جس نے مائیکروسکوپ بنایا ہے کتاب علم الحیوان تالیف گروہ از علماء حیات اپنی کتاب کے مقدمہ پر لکھا ہے خلیہ کا اکتشاف مائیکروسکوپ سے ہوا ہے خود مائیکروسکوپ کا اکتشاف لیوک ہوک اس نے ۱۵۹۱ میں مائیکروسکوپ کا کشف کیا۔مائیکروسکوپ کشف ہونے کے بعد رابرٹ ہوپ ۱۶۶۵ کو اس نے شہد کی مکھی کا خلیہ آخری جزو کشف کر رہے تھے اس نے کلمہ خلیہ

استعمال کیا۔رابرٹ ہوپ کے بعد تحقیقات خلیہ مین بڑھتے گئے خود خلیہ کس چیز بنتے ہین۔خلیے کی تحقیقات کرنے والون کا کہنا ہے جو سب سے بڑی تحقیق اس علم میں ہوا ہے علم حیات میں یہ بنیادی نقطہ ہے علم حیاتیات مین اہم عنصر خلیہ ہے۔علم خلیہ علم وراثت سے گہر رشتہ ہے ایک مخلوق حیاتی اپنے سے پہلے کا وراثت میں لیتا ہے علم خلیہ کا رشتہ علم جنین،علم فیسلو جی سے گہرا رشتہ ہے۔۱۶۶۵ کو رابرٹ ہوپ کے کشف کے بعد بہت سے علماء نے مائیکروسکوپ کے زریعے نباتات کی تھقیقات سے شروع کی۔۱۹۳۸ میں شیلٹن نے تمام اجزا نباتات کی تحقیقات شروع کی۔جس مادے سے خلیہ وجود میں آتا ہے اس کا نام علماء نے پروٹو پلازم رکھا ہے۔یہ ایک پیچیدہ مادہ ہے یہ کس چیز سے بنی ہے معلوم نہیں اس کی حقیقت جاننے کے لیے اس کو مارنا ہوگا۔آیئے دیکھتے ہیں اس مکشوف جدید جس سے ہر زی حیات کے جزو جزو بنتے ہیں خلیے کی ایک حقیقت ہے اس کا نام پروٹو پلازم ہے آیا یہ ذی حیات۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قانون خلیہ۔علم جدید نے جو سلائل وجود باری تعالیٰ پر قائم کیے ہیں اس میں سے ایک قانون تقصیر تنظیم وتوضیح خلیات ہے جس میں نباتات حیوانات اور انسان شامل ہے کتاب آیڈیولوجی اسلام تحریر عبدالحمید مہاجر صفحہ ۱۸۰ خلیہ وہ اکائی ہے جس سے تین زی حیات کا حیات شروع ہوتا ہے نباتات،حیوان انسان خلیہ وہی ہے حیات کی تفسیر تشریح اس پر جاکے رکتی ہے پھر حیات خلیہ ہے بعد حیات خلیہ نمو،تکاثر،تنظیم تقسیم،ازواج خلیہ سے ہوتا ہے خالق متعال کی سنت مجبور عقول کا نظارہ کریں خلیہ کہاں سے شروع ہوتا ہے انسان میں اس کی جائے پیدائش عورت کا بوضہ ہے مرد کا نطفہ ہے ایک حصہ عورت کا بوضہ مرد کا نطفہ لیکن خلیہ ایک ہے یہاں سے حیات کا آغاز ہوتا ہے خلیہ اکائی ہے پہلا اینٹ ہے خلیہ سے خلیہ بنتا ہے حیرت انگیز تقصیر ہوتی ہے جو خلیہ ختم ہوتا ہے نئے خلیہ کی نیاز پیدا کرتا ہے جس کے لیے معادل طبعی ضروری ہے معادل تعداد خلیہ ہمارے جسم کے ایک گرام میں ایک ملین ہوتا ہے جب جسم اپنی مقدار ضرور خلیہ کو حاصل کرتا ہے تو وہ تکاثر سے رک جاتا ہے کیوں رکتا ہے گویا وہاں ایک ادارہ ہے نظام تقصیر خلیہ میں کارفرما ہے ممکن ہے کس دن یہ منظّم تقسیم خلیہ حکم دینا چھوڑ دے تو جسم ٹوٹ جائیں گے اس کو تو ارم خبیث کہا ہے علماء طبعی کو مورسین نے دعوت دی ہے مفید تحقیق کی کیونکہ مورسین کی ایمان باللہ کی بنیادی وجہ خلیے کی ہیبت ہے مادہ پرست وتم صدفہ پر ایمان رکھتے ہو تو کسی طرح اس کائنات میں فصیح نظام جو ہوئے ہیں نظام دقیق سے باہر نہیں ہیں مورسین کہتا ہے جس انسان میں دس ملین خلیہ ہے ایک متوسط ہے ایک تازہ جوان میں ہوتا ہے اگر ایک انسان کھولیں انسان میں کتنے خلیہ ہیں اس کو گننے کے لیے تین لاکھ سال لگ جا ہیے کس

طرح یہ خلیے اپنا منظم کام کرتے ہیں خلیہ سے گوشت، چربی، ہڈی اور رگ بنتا ہے یہ
خلیہ کیسے منتقل ہوتا ہے

نباتات: خربوز، تربوز، پینٹھا، گاجر، یہ ذرخیز ہوتے ہیں تو انکے درخت نیچے ہوتا ہے کیونکہ یہ وزنی اور بڑا ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا درخت بھی نیچے ہوتا ہے اور پھل بھی وہیں نیچے زمین پہ دیتا ہے اور اسکی جڑیں بھی ہلکی اور نازک ہوتی ہیں جب کہ لوبیا بادیان اوپر ہوتے ہیں۔

نباتات

کتاب عجائب مخلوقات صفحہ ۲۱۵ نباتات معدن اور حیوانات کے درمیانی مخلوق کا نام ہے یعنی جمادات سے ایک درجہ بلند ہے۔ جمادات کے نقص سے بلند ہیں اور کمال حیوان تک نہیں پہنچے لیکن بعض امور میں حیوانات کے شریک ہیں کیونکہ اللہ نے اسکی بقا کیلئے ایسی چیزیں خلق کی ہیں تا کہ اسکی ذات اور نوع باقی رہے۔ نباتات میں حس اور حرکت نہیں ہوتی جیسے کہ حیوانات میں حرکت ہوتی ہے اگر حب ونواع ایک مرطوب زمین میں لگ جائیں اور اسکو سورج کی حرارت لگ جائے اور زمین کے اجزاء و پانی مل جائے تو سورج کی حرارت اور زمین میں موجود مواد سے ملکر خلق ہوتے ہیں جڑ تنا اور پھول و پتے پیدا ہوتے ہیں پھر درخت اور تنا ور درخت بنتے ہیں۔ نباتات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کو شجر کہتے ہیں اسکا تنا ہوتا ہے یعنی درخت درخت کو کہتے ہیں درخت کی جڑیں، تنا، ٹہنی، پھول اور پتے ہوتے ہیں ان میں ارتباط ہوتا ہے نباتات میں بڑے بڑے ہوتے ہیں ﴿وَ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ يَسْجُدان﴾ سورہ الرحمٰن آیت ٦ نجم بغیر تنے کے ہوتے ہیں
کچھ درخت بہت بلند ہوتے ہیں انکا پھل نہیں ہوتا بیج ہوتے ہیں پھل کا سارا راز ور تنے پر ہوتا ہے

ثمر دار درخت

حیوانات میں جسطرح مذکر و مونث ہوتے ہیں درختوں میں بھی ہوتے ہیں مونث کمزور اور مذکر مضبوط ہوتے ہیں پتہ پھل کی زینت ہے پھل کو سورج سے بچتے ہیں ہواؤں سے بچاتے ہیں پتہ اور پھل میں فاصلہ ہوتا ہے تا کہ پھل کو نسیم ملے اگر متصل ہوتے تو ہوا بھی نہ ملتی اور سورج کی شعاعیں پھل پر پڑتی اگر پتہ گر جائے تو سورج کی

شعاعوں سے پھل خراب ہوجاتا ہے۔پھل پکنے کے بعد پتے گر جاتے ہیں جسطرح انسانوں میں عورتیں بچوں کو دودھ پلاتی ہیں تو کمزور ہوتی ہیں اسی طرح پودے بھی کمزور ہوجاتے ہیں جیسا کہ اس بارے میں یعنی پتہ اور پھل میں رشتہ ہے ﴿وَ فِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُتَجاوِراتٌ وَ جَنَّاتٌ مِنْ أَعْنابٍ وَ زَرْعٌ وَ نَخیلٌ صِنْوانٌ وَ غَیْرُ صِنْوانٍ یُسْقی بِماءٍ واحِدٍ﴾ رعد آیۃ۴ اب ہم آپکی خدمت نباتات میں بعض ایسے نباتات کا ذکر کریں گے کہ اسکی تخلیق میں کتنی اللہ کی حکمتیں ہیں۔

ابنوس ایک درخت ہے جسکی لکڑی بہت سخت اور نہایت سیاہ ہوتی ہے اور پانی ڈوب جاتی ہے جسکے پتے صنوبر کی مانند بیج تخم خیار کی مانند ہوتا ہے۔یہ لکڑی بطور دوا استعمال ہوتی ہے اسکا ذائقہ پھیکا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔

آس

آجاص (ناشپاتی)

امرود سے مشابہ مگر کھٹا میٹھا۔اسکا درخت بیج سے پیدا نہیں ہوتا۔اسکی جڑوں سے کونپل پھوٹتے ہیں جن پر پیوند کیا جاتا ہے۔

اترج

از درخت

بطم۔پستہ

بلوط

شاہ بلوط ایک درخت کا نام ہے اسپر پیدا ہونے والے پھل کا نام بھی شاہ بلوط ہے شاہ بلوط کا پھل جوز آ آخروٹ ایک درخت کا کھایا جانے جوزہ (جو آخروٹ کی قسم) کا پھل ہے اسکی لکڑی سرخی مائل، خاکی رنگ کی ہے یہ درخت بیچ یعنی سفیدے کے خاندان کی جنس بلوط سے تعلق رکھتا ہے

بان

ایک لمبا درخت ہے جسکے پتے بید کے پتوں جیسے ہوتے ہیں اسکے بیج سے خوشبودار تیل سے نکالا جاتا ہے

وجود باری تعالی۔وجود باری تعالی کے بارے میں علماء طبیعت علمائے فلسفہ کے دلائل میں سے ایک دلیل

موجودات حیاتی ہے یعنی علم جدید اور اخبار وحی دونوں کا اس بات پر اتفاق ہے کائنات نہ تھی حیات نام کی کوئی چیز نہ تھی یعنی ملیون ملیون سال گزرنے کے بعد کائنات میں ایک نئی موجود نمودار ہوا اس میں پہلے موجود سے مختلف حرکت اور نمو دیکھا گیا تو اس کا نام ذی حیات لکھا ذی حیات کے تین مراحل نظر آئے نباتات، حیوانات اور انسان پہلے نباتات ہیں نباتات ایک جسم مردہ جامد ساکن سے نکلے ہیں ایک چھوتی اوت حقیر کم بیش مدت گزرنے کے بعد ایک بڑی زخیم وعریض اور طویل وزن شکل اختیار کرتے دیکھا اس کو قرآن یخرج الحی من المیت سے تعبیر کیا ہے یہ ایک ذی حیات ہے لیکن فوائد سے بھرے ہوئے ہیں اس لامحدود فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ معلوم نہیں کہ پہلے مرحلے میں نباتات کی کتنی فصلیں تھی اب تو بڑھتی ہوئی حالات سے عقل بشر حیوان ہے کہ یہ کیسے بڑھ رہی ہے نباتات کا اثر فضا میں کیا ہوتا ہے اس کی افادیت دیگر ذی حیات حیوانات انسانوں پر کتنا موثر ہے۔

کتاب تاقلات بین القیم فی الانفس والافاق ص ۲۱۸ پر آیا ہے بشر ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد اس کو پتہ نہیں تھا کہ دانے کیسے بنتے ہیں پھل کیسے بنتے ہیں اور دانوں میں اجزاء کتنے ہوتے ہیں سالہ سال کسی کو کچھ پتہ نہیں تھا یہاں تک عصر علم وجود مین آیا اب اس کی بہت سی اخبار سننے میں آیا ہے جس طرح انسان اپنے لیے غذا بناتے ہیں نباتات بھی غذا بناتے ہیں دانے کو بھی ہاتھ میں لیتا ہے گندم کے دانے مختلف رنگوں پر مشتمل ہے جب اگتا ہے تو سبز اگتا ہے یہ کیا راز ہے یہ سبز کہاں سے بنتی ہے اس میں غزائیت کہاں سے آئی ہے سورہ انعام ایت ۸۹ میں آیا ہے اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے نباتات کے اگنے حالات کو دیکھیں اس کے پھل کو دیکھیں پھلوں کے پکنے کے مرحلے پر غور کریں اس میں خوش ذائقہ کو دیکھیں یہ پھل لکڑی اور ورق کے درمیان میں نکلتا ہے یہ کس کی قدرت نمائی ہے ایک پھل نیم مردہ خشک ومرطوب اب ایک رنگدار چمکدار مزید اراھل فکر ودانش کے لیے لمحہ تفکر وتعقل نہیں ہے۔